اطلاع سنی صاحبون کی خدمت مین عرض ہے کہ نہ تو اس کتاب کو خریدین نہ ملاحظہ فرمائین

معیار الہدیٰ

یہ کتاب مستطاب بجواب اظہار الہدیٰ مصنفہ خانصاحب جہانگیر خان جیو کے
جناب زبدۃ الحکماء و خلاصۃ الاطباء فخر المتکلمین سالک مسلک مہذبین
مقبول بارگاہ لم یزلی جناب مولوی حکیم السید افتخار علیصاحب دامت
فیوضہم نے کمال متانت و ذہانت اور تحمل و وقار کے ساتھہ تحریر
فرمائی ہے حتے المقدور صبر و شکیبائی کو باتباع ائمہ معصومین صلوٰۃ اللہ
علیہم اجمعین کے ہاتہہ سے نہین دیا گو صاحب اظہار الہدیٰ نے جناب فاطمہ
دختر رسولخدا کو معاذ اللہ کافرہ تک لکہا ہی ہان بعض مواقع پر بقول انکہ ع
کلوخ انداز را پاداش سنگ است - بدین خیال کہ حضرت خانصاحب عجز پر محمول نفرمادین
جواب ترکی بترکی دیا ہے تاکہ مقولہ بہی صادق آجائی - اینکہ ترک من ترکی تمام شد

مطبع یوسفی دہلی مین سید علی حسین کے اہتمام سے چہپا

رجسٹری شدہ ہے

محصول ڈاک ذمہ خریدار

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

هٰذا كتابنا ينطق عليكم بالحق

معجزات هاشمی

١٣٠

در مطبع یوسفی دہلی باہتمام سید علی حسین طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علی جزیل نعمائہ والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیائہ واصفیائہ اما بعد کمترین عزلت گزین خاکسار ذرہ بمقدار خادم مومنین مقلد مجتہدین بندہ افتخار علی ابن حکیم وزیر علی صاحب فیروز آبادی غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ خدمت بابرکت منصفان اہل ایمان وواقفان رموز ایقان مین گزارش کرتا ہے کہ جناب فضائل مآب مقبول بارگاہ رب الصمد جناب مولوی شیخ احمد صاحب دیوبندی وکیل جیپور نے ایک کتاب مسمی بہ انوار الہدیٰ حقیت مذہب شیعہ مین لکھکر چھپوائی تھی اُسکے جواب مین مولوی جہانگیر خانصاحب سنی المذہب شکوہ آبادی نے نہایت تعصب اور عناد کے ساتھ مجادلانہ طور پر ایک رسالہ مسمی بہ اظہار الہدےٰ تالیف فرمایا اور وہ رسالہ جبکہ مطبع گلشن علم اکبر آباد مین چھپکر تیار ہوا تو اس رسالہ مذکور کو اس حقیر سراپا تقصیر نے بھی اپنے دیکھنے کیواسطے منگالیا جبکہ وہ رسالہ تمام وکمال میری نظر سے گزر چکا تو خاکسار کو مولوی جہانگیر خان صاحب کی زبان درازی اور ہجو نویسی پر غایت درجہ کا افسوس ہوا اور یہی خیال کیا کہ ایسے حضرات بیباک کی تحریرات بیہودہ اور مضامین خلاف تہذیب کا جواب سوائے خاموشی کے اور کیا ہونا چاہیے لیکن میرے بعض احباب نے مجھسے یہ کہا کہ اگرچہ یہ رسالہ مولفہ جہانگیر اس قابل نہین ہے کہ اسکے جواب کی تحریر کی نہین

Presented by Ziaraat.Com

کچھ سعی کیجائے لیکن شاید مولوی شیخ احمد صاحب بھی طوعاً و کرہاً جواب الجواب ترکی بترکی تحریر فرمانے مین پہلوتہی نکرین اسواسطے کہ انکی مذمت مین مؤلف رسالہ مذکور نے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہین کیا علاوہ اسکے انکو اسبات کا بھی خیال ہوگا کہ مبادا عوام الناس یہ کہنے لگین کہ رسالہ جہانگیریہ کا جواب الجواب صاحب انوار الہدیٰ سے نہو سکا مگر اس صورت مین یہ نہایت خوبی کی بات ہوگی کہ تم بھی ہماری خاطر سے کچھ مختصر طور پر اسکا جواب لکھنا شروع کردو تو یہ گمر خالی فوائد ضروریہ سے نہوگا لہذا انکے اصرار سے نہایت اختصار کے ساتھ یہ ایک رسالہ لکھنا مینے منظور کیا اور اس رسالہ کا نام مین نے **معیار الہدیٰ** رکھا خداتعالیٰ اس رسالہ سے اسکے مطالعہ کرنیوالے کو نور ایمان سے منور اور مستفیض کرے اور جو کہین سہواً غلطی کہ عوارض بشریت سے ہے اس رسالہ مین رہ گئی ہو اسکو ناظرین باتمکین نوازش فرماکر صحیح اور درست کردین اور اگر تمام عبارت مسطورہ کو صحیح اور سالم پاوین تو خاکسار کو دعاء خیر سے یاد فرماوین **قال لم تبك في الضلال** واضح ہو کہ حضرات شیعہ صرف فضائل اصحاب باصفا ہی کا انکار نہین کرتے بلکہ کمال کتاب اللہ مین بھی نقصان کا اقرار کرتے ہین **نعوذ باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ** برین عقل و دانش بباید گریست۔ انسے کوئی پوچھے کہ جب تم **ذلك الكتب لا ريب فيه** کو بھی از راہ سوء اعتقادی اور غلط فہمی کے ناقص اور بیاض عثمانی کہتے ہو تو پھر تمہارا اصول مذہب کسطرح سے صحیح ہو سکتا ہے **مصرع** چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ بڑا تعجب تو یہ ہے کہ بعد مرور زمانہ اصحاب ثلثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حضرت مظہر العجائب کرم اللہ وجہہ نے کہ حدیث **انا مدينة العلم وعلي بابها** اُن کی شان مین ناطق ہے کیون نہ تحریف اور بے ترتیبی کلام الٰہی کو درست کیا اتو قید تقیہ سے بھی آزادی حاصل ہو چکی تھی مزید بران دیگر ائمہ رضی اللہ عنہم نے بھی اس کار خیر مین کہ مدار اسلام کا اسی پر موقوف تھا کچھ خیال نہ فرمایا اس صورت مین تو قضیہ منعکس پایا جاتا ہے بلکہ بہت بڑا جرم خطا اور بعید جفا بہ نسبت ائمہ کرام کے لازم آتی ہے۔ **يقول المتمسك بولاية الآل**۔ سبحان اللہ جناب خانصاحب آپ کی بھی کیا فہم و فراست اور عقل و کیاست ہے

کہ اگر اس حدت ذہن و رسا پر ہزار ہا حکمائے یونان کی جانین قربان کیجائین تو بیجا نہین اور اس طریقہ برہان
پر اگر بوعلی سینا روحی لک الفداک کہین تو چندان تعجب نما نہین دلائل کیا ہین دُر بے بہا ہین ۔ براہین
کیا ہین ماشاء اللہ محققین کے لیئے سرتاپا مہذب اور راحت افزا ہین خدا نکرے کہ سوائے آغا الصاحب بہادر کے
اور کسی کو اس قسم کے دلائل ساطعہ و براہان قاطعہ سوجھین البتہ اہل انصاف کو نہایت افسوس ہوتا ہے کہ
اس قسم کی دلیلہائے لاجواب کے جواب تحریر کرنے مین اپنی عمر عزیز چند روزہ کو ضائع کرین ۔
آنست جوابش کہ جوابش ندہی ۔ لیکن کیا کیجئے کہ عوام کالانعام نہین سمجھتے اور ترک جواب کو محمول
عجز پر کرتے ہین لہذا بالاجمال کچھ گزارش خدمت شریف کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جناب والا ہم بھی مثل
آپ کے اسی طور سے کہتے ہین کہ حضرات اہل جماعت صرف فضائل اور متمسک ہونے اہلبیت اطہار علیہم التحیتہ
والثناء ہی کا انکار نہین کرتے بلکہ کمال درجہ کتاب اللہ مین بھی نقصان اور زیادتی کا اقرار کرتے ہین
نعوذ باللہ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ بریں عقل و دانش بباید گریست ۔
ان سے پوچھے کہ تم ذلک الکتب لا ریب فیہ کو ہی ازراہ سوئے اعتقاد اور غلط فہمی کی اپنے پیشوایان
دین کی وقعت اور تبرک بڑھانیکے واسطے بیاض عثمانی اور بیاض عمری کہتے ہو اور اسکو تحریک اور تبدیل
سے خالی نہین سمجھتے ہو تو پھر تمہارا اصول مذہب کسطرح سے صحیح ہو سکتا ہے دیکھو جناب رسولخدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے کتاب اللہ اور عترت دونو کے تمسک ہونے کیواسطے اپنی اُمت کو وصیت فرمائی تھی
اور اس وصیت نبوی کو تمہارے عبدالعزیز صاحب دہلوی نے بھی اپنے تحفہ مسروقہ مین زیب رقم
فرمایا ہے اور پھر طرفہ تریہ ہے کہ تمہاری ہی بیسیون مستند کتابون سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے
کہ پہلے تمہارے پیشوایان دین یعنی حضرات ثلاثہ نے عترت رسول اللہ کو اسقدر ستایا کہ نان شبینہ کا
اُنکو محتاج کر دکھایا اور حکومت ظاہری کو ظلم و جفا کے ساتھ اُن کے گھر سے اپنے گھر و نیز منتقل کیا اور
جناب فاطمہ دختر رسول اللہ تمہارے شیخین سے اسقدر ناراض رہین کہ تاحیات خود اُنسے بات نہ کی اور نہ

اپنے جنازہ پر حاضر ہونے کی اُن کے واسطے اجازت دے گئیں بعد مین آپ کے جنتی لوگون نے جنگ جمل کی بنیاد حضرت امیرؑ کی عداوت پر قائم کی اور حضرت معاویہ صاحب کا طوفانِ بے تمیزی اوٹھانا تو شائد کسی عاقل پر پوشیدہ نہو گا اور آپ کے پیرزادہ یزید بن معاویہ نے تو آپ کے شیخین کی تقلید کے سبب سے وہ غضب برپا کیا کہ تمام خاندان رسول اللہؐ اور ذریت سیدۃ النساءؑ کو نہایت ظلم و ستم کے ساتھ تہ تیغ بیدریغ کرا کے برباد اور تباہ کر دیا اور اس مصیبت عظیم کے واقع ہونے پر زمین و آسمان تک چالیس شبانہ روز روئے اور ہنوز تمکو بھی بتقلید اُن چارین مفسدین کی اسقدر عداوت باقی ہے کہ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے اقوال پر عمل نہین کرتے ایک ایسی بات پر صدق و کذب دعوئے فریقین ظاہر ہوا جاتا ہے بھلا ایک بھی مسئلہ ایسا فرما دیجیے کہ جسمین اہل سنت نے دامن ابو حنیفہ اور امثال اُنکے کا چھوڑا ہو اور کسی امام معصوم علیہ الصلواۃ والسلام کا اتباع کیا ہو دیکھو ایک یہ تمہارے بہت بڑے محدث اسماعیل بخاری گزرے ہین کہ جسنے ایک حدیث بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نہین روایت کی صحیح بخاری حضرت اہل سنت کے نزدیک بعد بلکہ قبل کتاب باری شمار کیجاتی ہے اُسکو نکال کر ورق ورق دیکھیے کہ آیا کوئی حدیث امام جعفر صادق علیہ الصلواۃ والسلام سے بھی نقل کی ہے حالانکہ چار ہزار راویون نے آنحضرت سے اخذ احادیث کیا اور تمہاری حافظ شمس الدین ذہبی نے کتاب مغنی مین ذکر آنحضرت کا ضعفا اور مجاہیل مین کیا ہے اور کہتے ہین کہ اسی سبب سے خارج کیا ہے اُنکو امام بخاری نے ملا جلال الدین دوانی شرح عقائد عضدیہ مین اسطرح تحریر فرماتے ہین کہ فرقہ ناجیہ تہترمین سے طائفہ اشعریہ ہے اسلئے کہ عمل اُنکا اوپر اُن احادیث صحیحہ کے ہے کہ جناب رسول خدا اور اُنکے اصحاب سے منقول ہین اور ظواہر احادیث سے تجاوز اور اپنے عقول پر اعتماد نہین کرتے مثل معتزلہ کے اور نہ احادیث غیر اصحاب پر عمل کرتے ہین مثل شیعون کے کہ یہ متابعت کرتے ہین اُسکی جو اپنے امامون سے روایت پاتے ہین بسبب اسکے کہ معتقد انکی عصمت کے ہین۔ اس مقام پر ذرا النظر انصاف کرنا چاہیے کہ سلف نے تو حضرات اہل سنت کی

عترتِ رسول اللہؐ کا وہ حال کیا کہ جو قبلِ ازین تسطیر کے گزارش کیا اور اون کے خلفؔ نے بر مسائل عملیّہ وفرعیہ مین تقلید ابوحنیفہ کوفی وغیرہ کو اپنی ذات پر لازم اور منحصر کرکے احکامِ اہلبیت علیہم السلام کو سر اسر غلط جانا۔ اب قرآن مجید کے ساتھ جو کچھ کہ آنحضرت نے کیا اُسکو بھی ہم اُنہین کی کُتُبِ معتبرہ سے ثابت کرتے ہین دیکھو تاریخِ خمیس شیخ حسین دیار بکری کی جلد دُوم کو کہ اُس مین صاف طور سے لکھا ہے کہ حضرتِ عثمان نے قرآن ابنِ مسعود اور قرآن اُبّی بن کعب کو آگ سے جلوا دیا اور خاکستر کو اُس کی خاک مین ملوا دیا اور اگر تاریخ کی کتاب کا تمکو اعتبار نہو تو اپنی مشکوٰۃ شریف کا تو اعتبار کروگے اُسمین بھی اِس معاملہ کو ملاحظہ کرلو اور علاوہ اُسکے کتاب استیعاب مین ابنِ عبد البر مالکی سُنّی نے بھی اسطرح سے لکھا ہے قَالت عائشۃ بحق عثمان لعن اللہ نعثلاً قتل اللہ نعثلاً وھکذا اقتلوا احراق المصاحف پس جاننا چاہیے کہ نقصان بلکہ زیادتی قرآن کی روایات تو حضرت اہلِ سنّت وجماعت کی کتب مین اسقدر موجود ہین کہ جنکی تحریر کرنیکو ایک دفتر چاہیے لیکن اسجگہہ پر مختصر طور سے چند روایتین اُنکے کُتُب معتبرہ صحیحہ سے نقل کرتا ہون جیسا کہ جلال الدین سیوطی نے اپنی تفسیر اتقان مین لکھا ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی تھین کہ سورۂ احزاب کو جناب رسولخداؐ کی حیات مین ہم تلاوت کیا کرتے تھے اور اُس مین دو سو آیتین تھین مگر عثمان نے اپنی عہدِ حکومت مین تہتّر آیات باقی رکھین اور کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری مین اسطرح لکھا ہے کہ عبد اللہ ابن عمر مکروہ جانتے تھے اِس امر کو کہ کوئی شخص کہے کہ پڑھا ہے مین نے قرآن سارا اور فرماتے تھے کہ اِس قرآن مین ایک قرآن ہے کہ اُٹھا لیا گیا ہے اور تفسیر درِّ منثور مین یون لکھا ہے کہ ابن عمر کہتے تھے کہ اِس قرآن مین سے قرآن کثیر جاتا رہا ہے اور کتاب مستدرک مین حُذیفہ سے یہ روایت ہے کہ سورۂ برات کا اب چہارم حصّہ بھی نہین پڑھا جاتا اور صحیح بخاری اور موطّا مالک مین حضرت عمر سے یہ روایت ہے کہ آیۂ رجم قرآن مین موجود تھی لیکن اِس خوف سے کہ آدمی کہنے لگین کہ عمر نے قرآن مین زیادہ کر دیا ہے

اسواسطے مین اس آیت کو قرآن مین ثابت نہین کرسکتا اور یہ بھی اہل سنت ہی کی روایتون سے ثابت ہے کہ قرآن کے الفاظ اور لفظون سے بدل گئے ہین جیسے فامضوا کی جگہہ فاسعوا لکھدیا ہے اور تستأذنوا کی جگہہ تستأنسوا بنا دیا ہے چنانچہ موطا مالک مین مذکور ہے کہ سورہ جمعہ مین فامضوا کی جگہہ فاسعوا لکھا گیا ہے اور مسلم نے اپنی کتاب مین علقمہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا کے زمانہ مین سورہ والیل کو اسطرح پڑھا کرتے تھے وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى اسمین وماخلق کا لفظ زیادہ کر دیا ہے اور ثعلبی نے اپنی تفسیر مین اسطرح لکھا ہے کہ ابن مسعود کی مصحف مین آیہ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرَانَ وَاٰلَ مُحَمَّدٍ عَلَى الْعَالَمِيْنَ تھا اس آیت مین سے لفظ آل محمد کو نکال ڈالا اور سوائے اسکے اب لیجئے توقیر اور عزت قرآن مجید کی حضرات اہل سنت کے نزدیک جسطرح کی ہے وہ بھی گزارش کیجاتی ہے چنانچہ فتاوی قاضی خان جو کہ سنیون مین نہایت معتبر ہے اُس مین یون لکھا ہے کہ واسطے شفاء مرض کے پیشاب سے لکھنا قرآن کا جائز ہے نعوذ باللّٰہ من ہذا الاعتقاد اور بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضرات اہل سنت اپنے ہان کی روایتون پر قرآن کے مقدمہ مین نظر نہین کرتے اور ہم پر طرح طرح کے طعن کرتے ہین کہ اُن کے نزدیک کلام اللّٰہ مین سے بہت سا جاتا رہا ہے اور یہ قرآن قابلِ اعتبار نہین ہے یہ بھی وہ ہی مثل ہوئی کہ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانڈے۔ شیعون کا اعتقاد تو قرآن کے مقدمہ مین یہ ہے کہ یہ قرآن جو کہ اس زمانہ مین موجود ہے یہی قرآن منزل من اللّٰہ اور واجب التعظیم ہے نہ اس سے کم ہے نہ اس سے زیادہ ہے اور جو روایتین کہ ہماری کتب مین قرآن کے ناقص ہونے پر وارد ہین وہ ازجملہ آحاد ہین اُنکا ہمکو یقین نہین ہوسکتا اور اُنکی تاویل بھی ہوسکتی ہے اور مذہب ہمارے علمائے محققین کا بھی یہی ہے چنانچہ مولانا محمد محسن کاشانی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب منہاج النجاۃ مین یون لکھا ہے کہ تحقیق یہ قرآن بعینہ وہ ہی ہے جو درمیان دو پٹھون کے آدمیون کے ہاتھ مین آجکے دن موجود ہے اور

اسیطرح ابن بابویہ قمی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ اعتقادیہ مین زیب رقم فرمایا ہے اور انکی اس عبارت کتاب کو جناب مولوی جہانگیر خانصاحب آپنے بھی اپنے رسالہ اظہار الہدیٰ مین کہ جسکو ضلالت نامہ کہنا چاہیے اُس مین بچند دلائل نقل فرمایا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم آگے چلکر آپ کی اُس تحریر کا مع جوابات کافی ووافی کے پیش ناظرین کردینگے اور تمہاری کتب مین جو کہ روایات نقصان قرآن مین بکثرت وارد ہوئی ہین وہ سب متواتر ہین اُنکا تم کچھ عذر اور حیلہ ہی نہین کرسکتے اور اگر تم اس راہ سے دوسرے راہ پر قدم بڑھاؤ اور اپنی عناد باطنی کے سبب سے یہ کہنے لگو کہ شیعونکے نزدیک ترتیب اس قرآن مروّج کے مطابق تنزیل کی نہین ہے تو یہ تمہارا کہنا ہمسے فضول ہے پہلے تمکو چاہیے کہ تم اپنے کسی ولیِ کامل سے صاحب تفسیر اتقان کو زندہ کراکے یہ دریافت کرو کہ جناب شیخ صاحب آپنے تفسیرین تو کئی اس قرآن مروّج پر تحریر فرمادین لیکن آپنے دم تحریر یہ خیال نہ کیا کہ ترتیب اس قرآن مروّج کی مطابق تنزیل کے نہین ہے جیسا کہ آپ خود اپنی تفسیر اتقان مین رقم فرماتے ہین کہ پہلے قرآن مین سورہ اقراء نازل ہوئی تھی تو پھر آپنے کسواسطے سورہ فاتحہ اور سورہ بقر کی تفسیر پہلے لکھنی شروع کی اور اگر وہ تمہارے جواب مین یہ کہین کہ اس ترتیب مروجہ پر تفسیر لکھنے مین نقصان عمل درآمد کا بظاہر ایسا نہین ہوسکتا کہ جس پر پرہیز کیا جاوے آخر یہ بھی تو کلام خدا واجب التعظیم اور واجب العمل منزل من اللہ ہے تو ہم بھی یہی جواب دیوینگے اور علاوہ صاحب تفسیر اتقان کے تمہارے اکثر مفسر اسبات کے بخوبی قائل ہوئے ہین کہ پہلے قرآن مجید مین سورہ اقراء نازل ہوئی پھر مدثر پھر مزمل کا نزول ہوا اور مدنی سور تو مین پہلے ویل للمطففین نازل ہوئی اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کو تمہارے مولوی عبد العزیز صاحب بھی اپنے تحفہ مین ختم ہونے قرآن پر بخوشی خاطر تسلیم کرتے ہین بلکہ وہ تو اپنی سوء اعتقادی سے مسدود ہونا جمیع امورات دینیہ کا مطلقاً تحریر فرماتے ہین اور ابن عبد البر مالکی سُنّی نے اپنے کتاب استیعاب مین محمد بن سیرین سے اسیطرح روایت کی ہے کہ جب لوگون نے حضرت ابوبکر سے بیعت کی تو حضرت امیر نے بیعت مین

Presented by Ziaraat.Com

تاخیر کی اور اپنے گھر مین بیٹھ رہے پس حضرت ابوبکر نے کہلا بھیجا کہ کیون دیر کی تمنے میری بیعت مین آیا کراہیت کی تمنے میری امارت اور خلافت سے۔ پس فرمایا حضرت نے کہ کراہیت تو نہین کی مینے لیکن قسم کھائی ہے مینے کہ نہ اوڑھونگا اپنے ردا کو سوا وقت نماز کے جبتک کہ جمع نکرلون قرآن کو کہا ابن سیرین نے کہ روایت پہنچی مجھکو کہ آنحضرت نے جمع کیا قرآن کو موافق اُسکے کہ نازل ہوا تھا اور اگر ہاتھ آتا وہ قرآن تو البتہ اُس سے علمِ کثیر حاصل ہوتا اور اس روایت کو صاحب صواعق محرقہ و صاحب تاریخ الخلفا نے بھی اپنی کتب مذکورہ مین نقل کیا ہے اور ترجمہ مشکوٰۃ مین باب فضایل قرآن پر شاہ عبدالحق دہلوی یون رقم فرماتے ہین کہ امیر المومنین علی نیز جمع کرد قرآن را بہ ترتیب نزول و گفتہ اند اگر آن مصحف معمول شدے و مشہور گشتے علم کثیر از آن حاصل شدے کہ معرفت ناسخ و منسوخ است۔ اور تم جو یہ کہتے ہو کہ حضرت امیر نے اپنے عہدِ خلافت مین بے ترتیبی کلام الٰہی کو درست نہ کیا سو اسکا جواب تمکو محمد بن سیرین وغیرہ کی روایات مذکورسے بخوبی ملگیا کہ حضرت امیر نے عہدِ حکومت سے بھی پہلے بعد وفات جناب رسولخداؐ کے کلام الٰہی کو مطابق تنزیل کے جمع کیا اور اُس قرآن کے جمع کرنیکا حال حضرت ابوبکر پر بھی بخوبی ظاہر کردیا اور کہلا بھیجا کہ مین قرآن مجید کو جمع کر رہا ہون اور اس بات کو ایسا واضح کیا کہ محمد بن سیرین تک کو یہ خبر صحیح ملگئی کہ حضرت مظہر العجائب نے قرآن مجید کو مطابق تنزیل کے جمع کیا لیکن یہ امر کہ اُمت کو حضرت نے کیون ندیا پس اسکی کتب اہل سنت سے بہت سی وجوہ پائی جاتی ہین بنظر اختصار انکو ترک کیا گیا لیکن منجملہ آن وجوہ کے ایک وجہ اُسکی یہ ہے کہ اُس قرآن شریف مین نام بنام مذمت صحابہ منافقین فارین کی مندرج تھی تو چونکہ حضرت اُسوقت اکثر امور مین تقیہ کرتے تھے اس سبب سے شاید حضرت نے زیادہ کوشش اُسکی رواج دینے مین نکی ہوگی

چنانچہ اسی کے مطابق روایت برنطی مین بھی وارد ہوا ہے دفع الی ابوالحسن علیہ السلام مصحفا وقال لاتنظر فیہ ففتحتہ وقرأت فیہ لم یکن الذین کفروا فوجدت

فیہا اسم سبعین رجلا من قریش باسمائہم واسماء ابائہم یعنی بزنطی کہتے ہین کہ ابو الحسن علیہ السلام
نے مجھکو ایک مصحف دیا اور فرمایا کہ اسکو نہ دیکھنا پس مین نے کھولا اسکو اور پڑھا اُس مین ایۃ لم یکن الذین
کفروا کو پس پایا مین نے اُسمین نام ستّر آدمیونکا قریش سے مع اُن کے ابا کے نامون کے پس کہلا بھیجا
حضرت نے کہ اُس مصحف کو میرے پاس بھیجدے اور جلال الدین سیوطی کی کتاب الاتقان فی علم القرآن
اور دُرِّ منثور وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت سے سورتین کم ہوگئین بسبب اسکے کہ اُسمین مذمّت صحابہ کی
تھی چنانچہ سورۃ توبہ مثل سورۃ بقر کے تھا اور یہ سورہ سورۃ عذاب اور سورۃ فاضحہ کہلاتا تھا یہانتک کہ حضرت
عمر خود فرماتے تھے کہ ہمکو ظن تھا کہ ہم مین سے کوئی نہ بچے گا مگر یہ کہ اسکے بارہ مین کچھ نہ کچھ من باب الذم وارد ہوگا
انتہی۔ اور اسپر بھی اکثر کتب معتبرہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت امیر واسطے اتمام حجت کے اپنی ترتیب دی ہوئے
قرآن کو لیکے مجمع صحابہ مین تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ قرآن موافق اُسکے ہے جیسا کہ نازل ہوا تھا اسکو تم
لے لو پس حضرت عمر نے کہا کہ ہمکو اسکی کوئی حاجت نہین ہے پس حضرت نے فرمایا کہ تم اسکو پھر کبھی نہ دیکھو گے
اور یہ فرماکر مع اُس قرآن شریف کے حضرت واپس آئے اب اسمین اگر قصور ہے تو خلیفہ ثانی کا یا اور لوگونکا
ہے حضرت امیر پر جتنا کہ واجب تھا اُسکو ادا فرما چکے۔ اور علاوہ اسکے حضرت عثمان نے اپنی ترتیب
دلوائے ہوئے قرآن کے رائج ہونیکے سبب سے بعضے جامعان قرآن یعنی ابن مسعود وغیرہ کو نہایت درجہ کی
تکلیف پہنچائی اور اُنکی ترتیب دی ہوئے قرآن کو آگ سے جلوانے مین کچھ خوف وخطر نہ کیا اور جز حرف واحد
سبعہ احرف قرأت قرآنی کو نیست ونابود کر دیا اور اگر اس صورت مین حضرت عثمان کو جناب امیر کی ترتیب بھی
ہاتھ لگ جاتی اور اسکو وہ زیادہ رائج پاتی تو کاہیکو اُسکو سلامت چھوڑتی جیسا کہ وہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام
کے پاس ہنوز موجود ہے اور حضرت امیر نے اپنے اُس قرآن جمع کیے ہوئے کو اپنے عہد خلافت مین بسبب انتظام
صحیح نہونے خلافت کے رائج نہ کیا اور حضرت امیر ہمیشہ منتظر اسی بات کے رہتے تھے کہ تمام لوگ ہماری طرف
متفق ہو جاوین تو ہم اپنے جمع کئے قرآن کو رواج دین لیکن جناب امیر جسپر ڈرسے کہ برسر حکومت ہوئے

Presented by Ziaraat.Com

اُسی روز سے لوگون نے بغض و حسد کے سبب سے شر و فساد برپا کرنا شروع کیا پہلے تو حضرت ام المومنین عائشہ نے مکہ معظمہ سے مع عزا ہا منافقین و مرتدین کے جنگ کرنیکی جہت سے خروج کیا۔ ؏
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ بعد مین آپ کے معاویہ صاحب نے تا دم زیست جناب امیرؑ کے بلکہ تا زمانہ جناب امام حسن علیہ السلام کے قتل و قتال و جنگ و جدال قائم کرنیکو بہت کچھ پسند کیا اور یہ بات تو سنیون کے اکثر کتب معتبرہ بخاری وغیرہ سے بخوبی ظاہر ہے کہ جسوقت مین تابعیون نے آنحضرت جناب امیرؑ سے یہ عرض کیا کہ آپ اپنے عہد خلافت مین ہمکو کوئی اپنے طور پر حکم دیجے تاکہ ہم لوگ اُسکے بجالانے کی فکر اور کوشش کرین لیکن حضرت امیرؑ نے اُن کو یہ جواب دیا کہ جسوقت تک ہم اِن جھگڑے دنگے اور فساد سے بخوبی فراغت حاصل نہ کرینگے اُسوقت تک ہم تمکو اپنے طور پر کچھ حکم نہین دے سکتے اب تم جسطرح کارگذاری کرتے ہو کئے جاو انتہی پس ہمارے اس قول کی صداقت کہ جناب امیرؑ کو مفسدین غادرین نے عہد حکومت مین بھی کبھی چین سے نہ بیٹھنے دیا اور اسی جنگ و جدال کے سبب سے انتظام امور خلافت بھی قائم نہوا دیکھو اسی بات کو مولوی شاہ عبد العزیز صاحب بھی اپنے تحفہ کے صفحہ ۳۴۶ پر باب مطاعن عثمان مین بعبارت فارسی اسطرح رقم فرماتے ہین۔ وقتیکہ حضرت امیر سریر آرائے خلافت راشدہ شدند بتقدیر مقدور در تسکین فتنہ و دفع مخالفان کہ طلحہ و زبیر و ام المومنین عائشہ صدیقہ و یعلی بن اُمیہ و ابو موسیٰ اشعری و دیگر صحابہ کرام بودند کوشش و سعی فرمودہ از قتل و قتال و جنگ و جدال با ایشان باک نفرمودند چون تقدیر مساعد نشد و انتظام امور خلافت صورت نبست انتہی۔ اب فرمائیے کہ وہ کونسا زمانہ سلطنت حضرت امیرؑ کا تھا کہ جس زمانہ مین فرصت سے بیٹھ کر اپنے قرآن جمع کئے ہوئے کا رواج قائم کرتے اور دیگر ائمہ ہدا علیہم السلام کے تو زمانہ مصیبت کو جناب خان صاحب آپ بھی جانتے ہونگے کہ خلفائے بنی امیہ و بنی عباس نے انکی ساتھ ظلم و جفا کرنے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھ چھوڑا اور جس صورت مین کہ جناب امیرؑ نے بعد وفات جناب رسول خدا صلعم کے قرآن مجید کو جمع کرکے اُسکا اعلان کر دیا اور تمہارے حضرات ثلاثہ اور اُن کے تابعین نے اُس قرآن مجید

پر عمل نہ کیا یہانتک کہ خود جامع قرآن یعنی قرآن ناطق جناب امیر علیہ السلام کے خلیفہ وقت ہونے پر راضی نہوئے اور جو کہ بیعتِ غدیر خم مین بموجب ارشاد جناب رسول الثقلین کے کر چکے تھے اُسکا بھی کچھ پاس و لحاظ نکر کی نکث بیعت کرنا اختیار کیا تو پھر دیگر ائمہ ہدٰے علیہم السلام پر اعادہ کرنا اُسکا کیا ضرور تھا یہ تو تبلاؤ کہ وہ کونسی بات صحیح تھی کہ جو ظاہر نہ ہوچکی مگر غور کرو کہ وہ کیسے تمہارے حضرات ثلاثہ تھے کہ جنہون نے اُسکو قبول ہی نہ کیا اور اگر ہمارے ائمہ انام نے اپنے شیعون کو زمانہ غیبت مین بنابر ضرورت اور اضطرار کے اِس ترتیب قرآن مروج پر حکم عمل کرنیکا دیا تو اسمین کونسا حرج واقع ہوا یہ بھی تو وہ ہی قرآنِ خدا ہے کہ جو پیغمبر صلعم پر نازل ہوا تھا اسکی تنزیل مین تو کچھ بھی فرق نہین ہے اور ترتیب جو مطابق تنزیل کے نہین ہے تو ائمہ نے ہمارے واسطے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ ترتیب مانع اور منافی عمل بھی نہین ہوسکتی اور اسی سبب سے ائمہ ہدٰے علیہم السلام بھی اُسپر عمل کرتے تھے اور اسی باعث سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بھی تفسیر اسی پر ارشاد فرمائی ہے اور تم نے جو یہ فرمایا کہ ائمہ پر ترتیب صحیح نہ کرنیکا بہت بڑا جرم رہا سو اُسکا جواب قبل اسکے تمکو بخوبی ملگیا۔ اور فرقہ حقہ شیعہ سے ایسا کوئی شخص نہین ہے کہ جو فضائل اصحاب مخلصین رسول اللہ کا منکر ہوا ہو اگر شیعہ منکر فضیلت مین تو اصحاب مرتدین و منافقین کے منکر ہین اور اصحاب مرتدین و منافقین کے فضائل اور مناقب بیان کرنا اور انکو اپنا ہادی اور پیشوا دین جاننا یہ تو سُنیّونکا کام ہے شیعہ تو اِس عقیدہ سے نہایت درجہ کے نفرت رکھتے ہیں۔ قَالَ الْمُرْتَابُ فِی الضَّلَالِ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ لہذا موقع مناسب معلوم ہوتا ہے کہ واسطے افادہ خاص و عام کی ایک مختصر تالیف ترتیب دیجائے کہ واقف اِس اختصار درشار کو قدرت مقابلہ کروہ مذبذب و متعصب سے حاصل ہوجاوے چونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ باطن اِس فیہ کا ہر حالمین خالی از فساد نہین تاہم بعض اہل سنت ازراہِ جہالت کے شریک مجالس و محافلِ ناروا و ناسزا کہ شرعًا و عرفًا ممنوع و نامشروع ہے ہوتے ہین اور تعزیہ

بنانے اور مرثیہ سُننے پر مرتے ہین حالانکہ ہر کہ و مہ بخوبی جانتا ہے کہ نجات شیعانِ پاک کی تو تبرّے ہی پر موقوف ہے اسی سبب سے یہ فرقہ بصفت تبرّائی موصوف ہے پس حتی الامکان اہل سنّت و الجماعت کو واجب بلکہ فریضہ تر ہے کہ جلسۂ ناجائز سے اجتناب قبول کرین اسلیئے کہ کوئی امام بارہ محبانِ اہلبیت کا ایسا نہین ہے کہ جسمین علانیتاً یا خفیتاً تبرّا نہ پڑھا جاتا ہو اور کوئی کتاب شیعانِ پاک کی ایسی نہین کہ جسمین اصحاب باصفا کی نسبت بُرا نہ لکھا ہو اگرچہ مرثیے بھی اس رموز سے خالی نہین ہوتے مگر شائقین مجالس سیّد الشہدا ارکہ عاشقِ مضمون شاعری شعرا رکذّاب مرثیہ خوان کے ہین ہرگز بسبب مخاطب ہونے مذاق شاعری کے ادن رموز ونکو نہین سمجھتے بلکہ ایسے واہیات و خرافات کی اتباع مین تارک صوم و صلواۃ ہو کر اپنے دُنیا اور عقبے خراب کرتے ہین قطع نظر اصحاب ثلثہ کے نام پر چونپر لکھکر نہ فرش رکھدینا اور آٹھوین تاریخ کا حلوا جسپر تبرّا ھونکتے ہین دھوکہ سے سنّی کو کھلا دینا یہ تو شیعون کے نزدیک افضل العبادات ہے حیف صد حیف یہ کیسی غفلت اور بے تمیزی ہے کہ باوجود ایسی حرکات ناملائم حضرات شیعہ کے تسنن اپنے دین و ایمان کی حفاظت نہین کرتے ہین بلکہ بسبب تقلید اعمال و افعال نادرست اُنہون کے گھری معاصیت اپنے سر پر رکھتے ہین حق یہ ہے کہ موافق اس مذہب کا مطابق حدیث من تشبہ بقوم فھو منھم مستحق نار ہے اور مخالف اس ملت کا موافق خبر صحیح من سلک علی طریقی فھو الی تبشر رحمت غفار کا ہے آدم بر سر مطلب اے اثنا عشریہ پنبۂ عطلت کو گوش ہوش سے دور کرو اور بادل حضور اثبات صحت قرآن پاک اور فضائل اصحاب صاحب لولاک کے سُنو

یقول الممتسک بولائہ الاٰل

جناب خانصاحب ہمکو آپ کی اسطرح کی تحریرات و تقریرات سے دو طرح کا گمان پیدا ہوتا ہے ایک یہ آپنے شاید اپنی نظر رحمت اثر سے کوئی مشرح اور مفصل اثنا عشریہ کی کتب کلامیہ سے خصوصًا جوابات تحفۂ عبد العزیزیہ وغیرہ ملاحظہ نہین فرمائے اگر کوئی کتاب اُن کُتب مذکورہ مین سے آپکی نگاہ

سے گزر جاتی تو مین خیال کرتا ہون کہ آپ کو اپنے رسالہ اظہار الہدیٰ کے تالیف کرنے کی ہرگز ہمت نہوتی اور دوسرا ظن ہمارا یہ ہے کہ اگر آپکی سمجھ مین باوجود مطالعہ کُتب کلامیہ اثنا عشریہ کے بھی اسقدر بے انصافی اور حق پوشی باقی رہی تو ضرور مرضِ کمبخت دماغی غلط فاسد سوداوی نے آپکو ستایا ہوگا اور آپنے بباعثِ بخل اور کم ہمتی کے اطبا شہر اکبرآباد وغیرہ سے معالجہ کرانے مین نہایت ہی منھ چھپایا ہوگا پس اُسی حالت مین آپنے اپنے ہان کی وہی ہزلیات واہیات کہ جسکو بیسیون مرتبہ علماء شیعہ رد کر چکے ہین اپنے رسالہ اظہار الہدیٰ مین بکمال ناز اور افتخار کے ساتھ درج کر دیا پہلے تو ان خرافات کو زبانِ عربی مین فضل بن روزبہان نے جو سنیون کے بڑے عالم تھے اپنی کتاب ابطال الباطل مین تحریر فرمایا چنانچہ اُسکا جواب شہیدِ ثالث قاضی نور اللہ شستری اعلی اللہ مقامہٗ نے کتاب احقاق الحق مین دیدیا بعد اُسکے زبان فارسی مین مولوی عبد العزیز صاحب دہلوی نے ہندوستان مین انہین خرافات رفتہ گزشتہ کو کتاب صواقع نصر اللہ کابلی سے منتخب کر کے تحفہ لکھا اور جبتک کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے اُس تحفہ کو نہ چھپوایا تو اُس زمانہ تک بقول شخصے ؎ پیران نمی پرند مریدان می پرانند۔ شہر بشہر انکے چیلے اُس تصنیف نا جائز کو نہایت ہی توصیف کے ساتھ بیان کرتے ہوئے پھرے جسطرح پر بعض عوراتِ ہند مرغی کا نام اپنے گھر مین بیگم رکھ لیتے ہین اور اسیطرح اُسکا بھی نام مشہور و معروف کر دیا مگر شکر ہے خدا تعالیٰ کا کہ اسیوقت مین جناب عمدۃ المتکلمین زُبدۃ العارفین فاضل الجلیل حکیم میرزا محمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم شریف خانصاحب کی معرفت تحفہ عزیزیہ اپنے دیکھنے کیواسطے منگالیا اور پھر اُسکا جواب لکھنا شروع کیا تھوڑے دنون مین بفضل ایزدِ ذوالجلال نزہتہ اثنا عشریہ بہت عمدہ اور مضبوط دلائل کے ساتھ تصنیف فرمایا جو اِس زمانہ مین اکثر علماء دین مبین کے پاس موجود ہے اور ہمکو مثل مصنف کنندگان تحفہ کے اُسکی تعریف اور توصیف کرنے کی بھی کچھ ضرورت نہین ہے مُشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید

اُسکی تحقیق اُسکے دیکھنے سے ناظرین پر بخوبی معلوم ہوسکتی ہے اور جس صاحب کو اُسکے ملاحظہ کرنے کی ضرورت ہو تو دار المومنین شہر لکھنؤ مطبع جعفری سے قیمت بھیجکر طلب فرمالین اور اُس کتاب مین جو کتب مستندہ اہل سُنت سے ثبوت دئیے ہوئے ہین انکو اُن کتب محولہ سے مطابق کرلین سبحان اللہ جناب حکیم میرزا محمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ دلائل تحریر فرمائے ہین کہ جسکا جواب کسی حضرات اہلسنت سے آجتک نہین ہوسکا اور اسیطرح جناب غفران مآب مجتہد العصر والزمان مولانا سیّد دلدار علی صاحب مرحوم کی تحریرات وتصنیفات کا جواب بھی نہین بن پڑا اور جسوقت مین کہ حکیم صاحب علامہ دہلوی نے نزہتہ اثنا عشریہ تالیف فرمایا تھا تو اسیوقت معرفت حکیم شریف خانصاحب کی خدمت مین جناب شاہ عبد العزیز صاحب کی اُس کتاب لاجواب کو ارسال بھی فرمایا تھا جب سے اُسکو دیکھا تو پھر قلم جناب شاہ صاحب موصوف کا کبھی ایسی واہیات اور خرافات کے لکھنے پر نہ اُٹھا اُنکے بعد اپنے رسوخ بڑھانے کیواسطے مولوی حیدر علیصاحب نے اپنا قدم بڑھایا اور کتاب منتہی الکلام کو تالیف فرمایا اُسکا جواب جناب علامہ لکھنوی مولانا سیّد حامد حسین صاحب انار اللہ برہانہ نے جس لیاقت اور متانت سے تحریر فرمایا ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے چنانچہ اُس کتاب کا نام استقصار الافحام ہے اور لکھنؤ مین استقصار عمدہ طریقہ سے چھپی ہے کہ جسکو دیکھکر مولوی حیدر علی صاحب نے فقیر کا جبہ پہن لیا اور حیدر آباد کی طرف جاکر اپنا مُنھ چھپالیا بعد مولوی حیدر علیصاحب کے اکثر علمار اہلسنت وجماعت نے زبان اردو مین مناظرہ کرنا شروع کیا جبکہ مولوی مہدی علی صاحب نے کتاب آیات بینات اور مولوی محمد قاسم صاحب دیوبندی نے کتاب ہدیتہ الشیعہ تحفہ اثنا عشریہ ومنتہی الکلام ووسیلتہ النجات وغیرہ سے لکھین تو پھر علمار شیعہ نے آیات بینات کا جواب رمی الجمرات اور ہدیتہ الشیعہ کا جواب تحفۃ الاثنا عشریہ لکھکر شہر دہلی مطبع یوسفی مین چھپوادیا آیات کو آیات سے اپنے عقائد کے موافق ثابت کیا اور روایات سے روایات کا جواب دیا اب کوئی نئی بات نہین کہ جسکے جواب دینے مین بچارے شیعہ کچھ محنت اور کوشش

کرین لیکن پھر بھی بجالت لاچاری اکثر خدام علمار کرام اس خیال سے کہ شاید بعضے جاہل آدمی سینون کے
مغالطہ مین نہ آجادین تھوڑے عرصہ مین رسالہ اظہار الہدیٰ کا جواب بخوبی پیش ناظرین کردین گے
اور خدا نے چاہا تو عنقریب مصرع کلوخ انداز را پاداش سنگ است - کا معاملہ ہوگا اور خلائق
قدرتِ خدا کا تماشا دیکھیگی مگر اِس کمترین عزلت گزین کو تو صرف بڑے بڑے مقاماتِ طعن کا
کچھ بطریق جواب نمونہ لکھنا مدِ نظر ہے اور ایسی کتابونکا ثبوت دینا منظور ہے جو سینون مین ور
لائق عمل اور اعتبار کے ہون اور فرضی نام کتابون کے لکھنا ہمارا کام نہین جیسا کہ تمنے اپنے رسالہ
کے قضیۂ فدک مین کتاب مجاج السالکین کا حوالہ بتقلید مولوی عبد العزیز صاحب کی تحریر فرمایا ہی
سو ہم آپسے اسی بات پر آپکے حضرات ثلاثہ کی قسم دیکر پوچھتے ہین کہ آپنے کس شخص شیعہ کے
پاس کتاب مجاج السالکین کو دیکھا ہے اور یہ کتاب مذکور کس ملک اور کس شہر اور کس قصبہ
اور قریہ مین موجود ہے اگر کہین ہے تو اُسکو مہربانی سے منگا کر ذرا ہمارے پاس بھیجدیجیئے
اور اُسکو یہ بھی لکھیئے کہ جمہور یا کہ بعض علما شیعہ نے اپنی فہرست کتب مین فلان مقام پر داخل
کیا ہے خالصاحب خطا معاف آپکی اس قسم کی تحریر زِلّ عام فریب سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
آپنے کتب شیعہ کا مطالعہ تو کہان اپنے بزرگونسے سُنی سُنائی باتین لے بھاگے ہو ورنہ ایسے
حوالے دینے مین کچھ تو شرم و حیا کرتے اور علاوہ اسکے ایک بات تو آپنے ایسی لکھی ہے بقول شخصے
اپنے پیر مین آپ تیشہ مارا - وہ یہ ہے کہ بعض حضرات اہلسنّت کو جاہل بتا کر آپ ہدایت کرتے ہین
کہ مجالس و محافل ناروا و نامزا مین شریک ہونا شرعًا و عرفًا ممنوع و نامشروع ہے اور تعزیہ بنانا
اور مرثیہ سُننا بھی اچھا نہین ہے بلکہ آپکے نزدیک خرافات اور واہیات ہی اور ایک جگہہ
تعزیہ بنانیکو آپنے بدعت سیئہ بھی لکھا ہے سبحان اللہ یہ تو حضرت آپنے اپنی کھانے کمانے کی
بڑی عمدہ تجویز نکالی ہے شاید اِس فتوی کے تحریر کرنیکی اجرت مین اکبر آباد کے ہندون نے

Presented by Ziaraat.Com

آپ کو صد ہا روپیہ دیا ہوگا ایسے تو بالکل بیچارے بے پڑھے سادے سُنّی بھی نادان ہونگے جو آپ کی اس چالاکی کو نہ سمجھین کہ کس پیرایہ مین کس فتوی کا ظاہر کرنا آپ کو مدّنظر ہے واللہ اسبات پر تو آپکو ہزار ہا سنّت و جماعت ہی کے لوگ استقدر دشنام اور ناسزا کہین گے کہ آپ کے کئے کا نتیجہ آپکو خوب معلوم ہوگا اور آج یہ فرماتے ہین کہ اصحاب ثلٰثہ کے نام پرچون پر لکھکر فرش محفل رکھدینا اور آٹھوین تاریخ کا حلوا جسپر تبرّا پڑھے ہوتے ہین دھوکے سے سُنّی کو کھلا دینا یہ شیعون کے نزدیک افضل العبادت ہے سو حضرت سلامت ہمارے پاس آپکی ایسی بیہودہ اور جھوٹی باتون کے بیسون جواب موجود ہین جھوٹے اور مفتری تو ہمنے سُنّیون مین بہت کچھ لوگ دیکھے مین لیکن آپنے تو جھوٹ بولنے مین اپنے مقتدا دجّال اور مسیلمہ کذّاب کو بھی طاق مین بٹھا دیا اور اُن سب سے گوئے سبقت لیجا کر ظاہری شرم و لحاظ بھی نہ کیا حضرات ثلٰثہ کے نام پرچون پر لکھکر فرشِ مجلس رکھنے مین ہمارا کوئی بظاہر فائدہ نہین معلوم ہوتا نہ حضرات ثلٰثہ کو اس کام سے کچھ اذیّت پہنچ سکتی ہے ایسا کام بیفائدہ فرقہ حقّہ شیعہ سے کوئی سمجھدار آدمی ہرگز نہین کرسکتا مگر لوگون کی زبانی سُنا گیا ہے کہ غدر سے پہلے نواب حامد علیخانصاحب بہادر رئیس دہلی کے مکان پر باقرخوانی اور شیرمالین کھانیکے واسطے عشرہ محرّم الحرام مین دو دو ہاتھ کی لمبی ڈاڑھیون والے بڑے کٹّے سنّی ناصبی اپنی خوشی خاطر سے چلے جاتے تھے اور حاضری کے طعام لذیذہ سے جو کہ کھانا اور زائد پکتا تھا اُسکو وہ نواب صاحب کے ہان بیٹھکر خوب نوشِ جان فرماتے تھے اور نوابصاحب کی خوشامد مین اپنے حضرات ثلٰثہ پر بھی بلاتردد تبرّا کہکر چلے آتے تھے جھوٹ بولنا اور دھوکا دینا اور جعلسازی سے مومنین کو سمّ قاتل کھلا دینا یہ تو سنّیون ہی کے حصّہ مین آیا ہے شیعہ تو ایسے بے ایمانی اور دغابازی کرنے پر چار حرف کہتے ہین دیکھو ایک تمہارے بہت بڑے پیران پیر حضرت معاویہ صاحب تھے کہ جنہون نے سمّ قاتل جعدہ بنت اشعث کی معرفت قرۃ العین جناب رسول الثقلین شہنشاہِ زمین و زمن حضرت امام حسن علیہ السلام کو شربت مین حل کرا کر دھوکے سے پلوا دیا اور اُنکو شہید کرا دیا اور یہی تمہارے معاویہ صاحب تھے کہ جو منبر و نیز خطبون مین جناب امیر علیہ السلام

کو مع حضرت شبّر و شبیر اور انکے صحابہ باتوقیر علیہ التحیۃ والثنار کی سب و شتم کرانیکو افضل العبادات بھی
جانتے تھے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم آگے چلکر اونکی اس قسم کی حرکات ناملائم کا کچھ اور بھی ذکر تحریر کرینگے اور ہم تو
ظالمین مفسدین و حاربان اہل دین پر بھی اُس حالت مین لعن طعن کرتے ہین کہ جب اُنکا ظلم وستم کرنا اہلبیت
علیہم السلام کے ساتھ سُنّی اور شیعہ دونو کی نہایت مستند کتابوں سے بخوبی تحقیق کرلیتے ہین اور اصحاب مخلصین رسول اللہ
کو تو ہم اپنا ہادی اور پیشوا جانتے ہین اور اُنکے فضائل اور مناقب سے ہمارے یہان کی اکثر کتابین مملو ہین اور
البتہ ہمارے کتب مثل کتاب اہل خلاف بے انصاف کے نہین ہین کہ جسمین اصحاب مرتدین و منافقین کی تعریف اور
توصیف لکھی ہوئی ہو اور اس بات کو تو ہر کہ ومہ بخوبی جانتا ہے کہ نجات تو فرقہ ضالہ کی انکی زعم باطل مین عداوت
رکھنے اہلبیت سے اور حقارت کرنے شیعان اہلبیت علیہم السلام پر موقوف ہے اور اسی سبب سے یہ فرقہ بصفت نعوذی
اور تعصبی کے موصوف ہے اور کوئی مقبرہ انکے اولیا مشہورین کا ایسا نہین ہے کہ جسمین علانیتاً یا خفیتاً زمانہ
عرس مین الفاظ بغض اور عداوت حضرات معصومین علیہم السلام و حقارت شیعان حضرت امیر علیہ السلام
کے نہ پڑھے جاتے ہون اور کوئی غزل خوانان قوال و طوائفان بداعمال مین سے اسجگہہ ایسا نہین ہوتا کہ جو
شیعون کی بُرائی اور اُنکے ائمہ کی حقارت اور دشمنان لیام کی مدح کرنے سے باز آوے اور ہم جو تاریخ
ہشتم محرم الحرام کو حلوا واسطے حاضری کے تیار کراتے ہین تو اُسپر فاتحہ جمیع شہداء کربلا کی پڑھوا کر مومنین
صالحین کو کھلواتے ہین اور سنیون کو اُس کھانیکا کھلوانا تو کیسا بلکہ اُنکی نظر رحمت اثر تک سے بھی بچاتے
ہین اور اُس حلوے پاکیزہ پر تبرا پھونکنے کی ہمکو کیا ضرورت ہے اور ہمارا اسمین کیا فائدہ ہے اور تمہارے
حضرات ثلاثہ کا بھی اسمین کیا نقصان ہے ارے ہم تو البتہ تمہارے حضرات ثلثہ اور اُن کے تابعین
مفسدین کی روحون پر تبرا بھونکتے ہین کہ جسکی باعث سے اونکے سب مقلدین سنّی بے آگ جلے مرتے ہین
اور خاص اُنکی بھی ارواح پر کہ جسجگہہ وہ مقیم ہونگے ضرور بالضرور اُنکے کیے کا نتیجہ ملتا ہوگا اور غایتہ درجہ کا
رنج پہنچتا ہوگا اب ہمکو بڑا افسوس ہوتا ہے کہ آپنے کیون اسقدر جھگڑا کر کے اپنے بزرگان دین کو مثل

Presented by Ziaraat.Com

مولوی عبد العزیز صاحب و ملا نصر اللہ کابلی صاحب انگوزہ فروش کو بھی یاد کرایا اور انکی کید اندوزی
اور دروغ نویسی کا پردہ فاش کرایا دیکھو حامی دین مبین ماحی بدعات مخالفین جناب مولوی شیخ احمد
صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ دیوبندی نے جو کتاب انوار الہدیٰ لکھی ہے آپ تو کیا بلکہ اگر آپکے مرشدان موصوف
بھی اپنی قبر شریف سے اٹھ کر آوینگے تو بھی اسکا جواب صحیح دینا محال بلکہ صرف خیال ہی خیال ہے
جواب لکھنے کا یہ کونسا طریقہ ہے کہ آپنے انکی کتاب انوار الہدیٰ کے اثبات تو پریشان نہ کئی اور اپنے
گھر کی جوڑ بندیان پرانی لچر اور پوچ جو کہ بیسیون مرتبہ مردود ہو چکے ہین بہت بے تہذیبی کے ساتھ
تحریر کرنا شروع کردین پہلے تو آپکو یہ مناسب تھا کہ اپنی ان کتابون کو دیکھ لیتے کہ جنکا جواب مولوی شیخ
احمد صاحب نے ثبوت دیا ہے بعد مین انکی کتاب کی عبارت اپنی کتاب پر نقل فرماتی اور پھر اپنا جواب پیش ناظرین
کرتے حق یہ ہے کہ آپکی کتابون سے جو کچھ کہ انہون نے لکھا ہے سب انمین موجود ہے آپنے ان کتابون پر ہرگز
نظر نہین کی اور طرفہ تر یہ ہے کہ اسپر اونکی کتاب کے جواب لکھنے کی آپنے تجویز کی بقول شاعر ؎ چہ دلاور است
دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ اور تعزیہ داری کو جو آپنے واہیات اور بدعت سیئہ کہا ہے سو اسکا جواب
بھی اب سن لیجیے کہ کتاب مطالب المومنین و فتاوی عالمگیری و خزانۃ الروایات وغیرہ کتب معتبرہ اہل سنت
مین یون لکھا ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو جسنے چومنے دروازہ بہشت کی قسم کھائی
تھی اسکی قسم کی بریت کی واسطے اجازت دی کہ تو اپنے مان باپ کی قبرون کے نشان بنا اور انکو چوم
کتاب فتوح الحرمین جو ملا جامی کی تصنیفات سے ہے اسمین نقشے بیت اللہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور کوہ ابو القبیس
اور روضۃ البقیع اور کوہ صفا اور مروہ کے لکھے ہین اور علاوہ اسکے اکثر حاجی حرمین شریفین سے نقشے کعبۃ اللہ
اور روضہ رسول اللہ کی یہان لاتے مین اگر ایسی نقل بدعت ہوتی تو پھر علما مکہ و مدینہ کیون جاری رکھتے
اور کتاب جامع الاصول مین لکھا ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ ایک روز جناب رسول خدا میری گھر مین
تشریف لائے تو ایک جگہہ میرے کھیلنے کی گڑیان رکھی ہوئین تھین اور ان کے آگے پردا پڑا ہوا تھا

Presented by Ziaraat.Com

اتفاقاً وہ پردہ ہوا سے اوڑا اور جناب رسولخدا صلعم کی نظر اُن گڑیون پر پڑی تو حضرت نے دیکھکر پوچھا کہ اے عائشہ یہ کیا ہین مین نے عرض کیا یہ گڑیان ہین کہ مین انسے کھیلا کرتی ہون اور ان گڑیون مین ایک گھوڑا بھی کپڑے کا بنا ہوا تھا اور اُسپر دو پر لگے ہوئے تھے حضرت نے اُسے دیکھکر از راہِ تعجب کے پوچھا کہ یہ نقل کسکی ہے مین نے عرض کیا کہ یہ گھوڑے کی تصویر ہے آپنے سُنکر فرمایا کہ گھوڑون کو پرونسے کیا نسبت مین نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ تو جانتے ہونگے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے کے پر تھے یہ سُنکر آنحضرت صلعم متبسم ہوئے اور کتاب بحر الرائق شرح کنز الدقائق اور صحیح مسلم اور بخاری وغیرہ مین لکھا ہے کہ اُس تصویر کا بنانا ممنوع ہے جو مشابہ مخلوق خدا کی ہو مگر صاحب مشارق الانوار نے اسبات کی بھی قید علیحدہ کردی اور کتاب کے مین تحریر فرمایا کہ تصویر بنانی اُس شے جاندار کی مثل درخت وغیرہ کے جائز ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے تو اپنی شرح مشکوۃ مین ایک ایسی غضب کی عبارت لکھی ہے کہ جسکے سبب سے سُنیتون کیواسطے کوئی جائے گریز ہی باقی نہین رہی وہ یہ ہے کہ حضرت جبرئیل تصویر حضرت عائشہ کی ایک پارچہ ریشمی سبز رنگ پر جناب رسولخدا کے لائے اور کہا کہ یہ بی بی تمہاری ہے دُنیا و آخرۃ مین پس اس قسم کی روایات کے موجود ہونے سے حضرات اہلسنت کی سب قلعی کھل گئی اور خوب معلوم ہوگیا کہ سنیون کے نزدیک تصویر جاندار چیز کی بھی بنانی جائز ہے پھر تعزیہ تو ایک مکان غیر جاندار کی شکل ہے وہ بدعت سیئہ جناب خانصاحب کے نزدیک کسطرح سے ہوگیا چنانچہ آپکے رسالہ کے صفحہ ۱۲۶ پر لکھا ہوا ہے اور آپکے ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین یون لکھا ہے کہ بدعت اُسے کہتے ہین کہ جو چیز نئی پیدا ہوا اور شرع مین اُسکے واسطے اصل نہ پائی جائے اور جس چیز کی شرع مین اصل موجود ہو اُسکو بدعت نہین کہتے سو تعزیہ کیواسطے اصل روضہ سبط رسول الثقلین موجود اور مشہور ہے اُسکو بدعت بتانا آپ کی نہایت بے انصافی اور کج فہمی ہے اور مرثیہ پڑھنا اور مجالس عزا برپا کرنا اجر وافر و ثواب متکاثر رکھتا ہے جیسا کہ سر الشہادتین مین مولوی

Presented by Ziaraat.Com

شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے لکھا ہے کہ بقائے دائمی اِس رنج والم کا اور مذکور ہونا ان مصائب دردناک
کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت مین تا بقیامت جاری ہے اور اِس غم مین روز عاشورہ
آسمان سے خون برسا اور غیب سے مرثیے سُننے مین آئے اور یوم شہادت امام علیہ السلام کے ایسا تہلکہ
پڑ گیا کہ قیامت صغرا مشہور ہوئی اور اسی کتاب کے اختتام پر جناب شاہ صاحب نے ایک شعر مرثیہ امام عالی مقام
علیہ السلام مین نقل فرمایا ہے وہ بھی ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے **شعر** اَتَرجُو اُمّۃٌ قَتَلَت
حُسَینًا شَفَاعَۃَ جَدِّہٖ یَومَ الحِسَابِ اور کتاب اخبار الدول و آثار الاول مین باین طرح لکھا ہے کہ
جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا قبر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر جا کر نوحہ فراقیہ کرتی تھین اور میت کی صفات
کو بیان کر کے روتی تھین اور خاک قبر سونگھ کر یہ اشعار پڑھتی تھین جنکا اصل مطلب اور خلاصہ یہ ہے کہ
کاش اگر وہ مصیبت دن پر پڑتی تو دن بھی شب ہو جاتا اور اسی طریقہ سے اس کتاب مین حضرت
عائشہ کا بھی نوحہ بیان کرنا لکھا ہے اور ملا حسین واعظ نے کتاب روضۃ الشہدا مین باین طرح زیب رقم
فرمایا ہے کہ روایت صحیحہ مین وارد ہوا ہے کہ جب مہینہ محرم کا آوے تو چاہیے کہ محبان اہلبیت مصیبت شہدا
کو تازہ کرین اور تعزیہ داری اولاد رسالت پناہ مین مشغول رہین اور آتش حسرت سے دلون کو بریان
اور جگر کو سوزان کیا کرین اور سر الشہادتین مین لکھا ہے کہ جب حضرت جبریل نے جناب رسولخدا کو خبر سنائی
کہ تمہاری امت کے لوگ تمہارے فرزند حسین علیہ السلام کو بے جرم و خطا شہید کر ڈالینگے تو یہ خبر وحشت اثر
سُنکر حضرت رسولخدا صلعم بہت روئے اور حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے کہ یَنزِلُ الرَّحمَۃُ
عِندَ ذِکرِ الاَخیَارِ یعنی نازل ہوتی ہے رحمت وقت ذکر کرنے احوال نیک اعمالون کے اور
ایسے ہی اُن کے حالات کو سُنکر مغموم ہونا اور گریہ و بکا کرنا بموجب حدیث نبوی فِی البُکَاءِ اَثَرُ الرَّحمَۃِ
اثر رحمت خداوند عالم ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ جو مومن مصیبت پر میرے
جد بزرگوار امام حسین علیہ السلام کے چشم پُر آب ہو اور ایک قطرہ بھی روان ہو اُسکے رخسارون پر تو

ثواب اسکا یہ ہے کہ خداتعالےٰ اسے بہشت مین جگہہ دیگا کہ اسمین ہمیشہ رہیگا اور دیکھو تمہارے نصر اللہ خان صاحب حنفی المذہب نے بھی اپنی دہ مخزن مین اسیطرح سے لکھا ہے کہ رونا اور غمگین ہونا اوپر شہادت اہلبیت علیہم السلام کے موجب ثواب اور ترقی درجات اور باعث کفارہ سیأت کا ہے اور علامت رحمت اور دلیل شفقت کی ہے اور شاہ عبدالحق نے اخبار الاخیار مین لکھا ہے کہ فاضل شیخ احمد شیبانی حنفی خاندان نبوت سے نہایت الفت رکھتے تھے اور اپنے پیر کی وضع اور طریق پر دس دن تک محرم مین اور بارہ دن ربیع الاول مین کپڑے نئے سفید نہین پہنتے تھے اور خاک پر سونا اور قبور سادات پر چلہ کشی کرنا انکا معمول تھا اور جناب رسولخدا اور انکی اہلبیت کے نام پر کھانا کھلاتے تھے اور کوزے نفیس شربت کے اپنے سرپر رکھکر سادات کے گھر لیجاتے تھے اور انکو اور یتیمون اور فقیرون کو پلاتے تھے اور حال شہادت امام حسین علیہ السلام کا اسطرح سے بیان کرکے روتے تھے کہ گویا واقعہ کربلا اُن کے سامنے ہوا ہے اور خواجہ ابو المنصور پیشوا فرقہ اہل تسنن ہرسال شہر اصفہان مین نقل مزاحباب امام مظلوم علیہ السلام کی تیار کراتے تھے اور اسیطرح خواجہ علی غزنوی بھی شہر بغداد دارالخلافتہ عباسیہ مین تعزیہ داری امام مظلوم معصوم کی ہرسال کیا کرتے تھے اور مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب باوجود تعصب اور عناد کے تحفہ اثناعشریہ کے باب مطاعن کی دوسرے طعن مین تحریر فرماتے ہین کہ جو کوئی عاشورہ کے دن خوشی کرے اور امام حسین کی اہانت اور خاندان پیغمبر کی حقارت کرے ایسے شخص کو مرتد جانین تو بہتر ہے اور مولوی سلامت علی صاحب کہ جو اکابرین اہل سنت سے گذرے ہین انہون نے ایک کتاب ابطال مذہب امامیہ مین بھی بہت شدومد سے لکھی ہے سو اُس کتاب مین وہ یون تحریر کرتے ہین کہ ہرگز اسمین شک نہین ہے کہ امام باڑہ اور نقل تربت شریف بعد تیار ہونیکے لائق تعظیم اور تکریم کے ہین اور بالضرورت ادب انکا شایان اہل ایمان ہے سو جاننا چاہیے کہ علم اور تعزیہ جو محرم مین بنائے جاتے ہین نہ وہ صورت انسان کے ہین نہ تصویر کسی حیوان کی کہ جو حرام یا بدعت ہون بلکہ مقصود انکے بنانے سے

تصور مین لانا ضریح مقدس کا ہے کہ جسمین وہ جناب مدفون ہوئے ہین اور خیال کرنا علم نصرت شیم لشکر ملائک پیکر جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کا ہے تاکہ مومنین کیواسطے ایک سبب معین اور یادگار مستحب کے ہو اور علم اور نشان ہمیشہ سے لشکر دنمین ہوتے ہین چنانچہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لشکر مین بھی ایک رایت تھا کہ جنگ خیبر مین پہلے وہ رایت تمہارے شیخین کو واسطے آزمائش کے دیا گیا تھا اور جب وہ جہاد پر سے بھاگ کر چلے آئے تھے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ لاعطین الرایۃ غدا رجلا کرارا غیر فرار پس حضرت رسول خدا نے دوسرے دن وہ رایت حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرار وغیر فرار کو مرحمت فرمایا اب لیجیے ہم تمہارے ہان کی بھی کچھ مجالس کا ذکر کرتے ہین کہ جب گیارھوین تاریخ ربیع الثانی روز وفات شیخ جیلانی واقع ہوتی ہے تو انکے نام کی ایک منہدی کاغذ اور بانس کی بنا کر شمع ہائے کافوری روشن کر کے بعضے شہرون کے بازار ودنمین مشائخ نکلتے ہین اور ڈھولکی تاشے ڈھپ نقارے کے باجون کے ساتھ آگے آگے قوال عاشق اور معشوق نکے حالات کے گیت گا کر بڑے بڑے جٹا دھاری گیروے کپڑے والون کو مثل ریچھ اور بندرون کے نچاتے ہین اور جب اپنے مقام پر پہنچتے ہین تو تمام شب بھنگ بی مجلس مے خواری وغزلخوانی اور حال قال ہائے ہو کی برپا کرتے ہین اسمین جناب خانصاحب آپکے کچھ برا ماننے کی بات نہین ہے جسطرح سے کہ آپ سوال کرین گے تو ہم بھی اسیطرح سے اسکے جواب دینے مین ہرگز کمی وکوتاہی نہ کرینگے ع

من آنچہ شرط بلاغ است باتو میگویم - تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال - اور اگر خانصاحب آپ حج سے مشرف ہوئے ہون تو جو لوگ آپکے مذہب کے حج کر آئے ہون عوام وخواص عالم وجاہل ہر شہر ودیار سے بقسم دریافت کیجیے کہ ہر سال ملک مصر واستنبول وشام وغیرہ سے جو قافلہ حاجیون کا براہ خشکی مدینہ منورہ ہو کر حج کو آتا ہے اسکے ہمراہ ایک محمل مہمل بی بی عائشہ کا کس شان وشوکت وزرق برق سے ہوتا ہے اور اسکی ہمراہ بہت سی فوج سلطان مسلح ومکمل معہ توپون کے اور سیکڑون حجاج مصر و

استنبول و شام وغیرہ باساز و یراق ہوتے ہین اور ایک بڑا اونٹ کہ خوب زیور و جھول زرتار سے آراستہ و پیراستہ ہوتا ہے اُسکی پشت پر وہ محمل چوبی بہت بڑا رکھا ہوا اور سے اُسکے غلاف رومی اطلس تمام کارچوبی طلائی سیکڑون روپیون کی قیمت کا پڑا ہوا آگے آگے تو مین بندوقین چلتی ہوئی مکہ معظمہ مین آتا ہے ہزارون اہل مکہ اُسکے مشتاقِ زیارت و تماشائی معہ پاشا اور شریف مکہ معہ اپنی فوج کے اُسکے استقبال کو باہر شہر کے حاضر ہوتے ہین اور وہ محمل مکہ معظمہ مین حرم خانہ کعبہ اور مدینہ شریف مین مسجد رسول مقبول مین رکھا جاتا ہے اور پھر اسی اہتمام سے وہ محمل حج کے دنون مین عرفات و مشعر الحرام و منیٰ مین جاتا ہے اور مقام منیٰ مین مسجد حنیف کی برابر بہت بڑے بڑے پُر تکلف شامیانون کے سایہ مین رکھا جاتا ہے اور ہر وقت سلطانی فوج کے سپاہی اُسکی حفاظت اور پہرہ پر وردیان پہنے ہتیار لگائے کھڑے رہتے ہین اور شام سے تا صبح بکثرت روشنی گرداگرد اُسکے ہوتی ہے جو کوئی اُسکی زیارت کو جاتا ہے دُور کھڑا ہو کر سامنے محمل کے بکمال داب و آداب اُسپر فاتحہ پڑھتا ہے اب مین آپ سے پوچھتا ہون کہ اس طمطراق کا محمل بی بی عائشہ کے لئے جناب رسالت مآب نے تو درست کرایا ہی ہوگا کہ وہان تو یہ زینت دنیوی منظور ہی کہان تھی اب دو حالت سے خالی نہین یا تو آپکی صدیق اکبر صاحب نے اپنے عہد دولت و خلافت مین بعدِ غصبِ باغِ فدک حق جناب سیدہ فاطمہ زہرا دختر رسولِ خدا اُسکی محاصل اور منافع سے اپنی ان دختر نیک اختر کے لئے تیار کرایا ہو یا یہ کہ بی بی عائشہ صاحبہ چونکہ جنگ جمل مین سردار لشکر بنکر بمقابلہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جو بنا بر اعتقاد آپکے خلیفہ چہارم جناب رسول مقبول کے تھے مع گروہ اشرار خود بنفسِ نفیس تشریف لیگئی تھین اسلئے اگر اپنی سواری کا ایسا محمل پُر تکلف اُنہون نے تیار کرایا ہو اور سوار ہوئے ہون اور یہ کثرتِ فوج اور ہمراہی اُنکی جو اس محملِ مہمل کی ہمراہ آج ہوتے ہین یہ نمونہ اور مرقع اُس فوج اور ہمراہیونکا ہو جو کہ ہمرکاب بی بی

عائشہ کیواسطے جنگ وجدال بمقابلہ خلیفۂ برحق رسول مقبول کے آئے تھے تو کیا بعید ہے بہر کیف آپ تو حضرت
آپکے اور سارے اہل جماعت کے نزدیک بنانا اور نکالنا اس محمل کا سنت اور جائز ہوگا اسواسطے کہ یا تو یہ
محمل آپکے صدیق اکبر خلیفہ اول صاحب کا ایجاد اور اختراع ہے مثل غصب خلافت و باغ فدک و دیگر حقوق آل محمد کے
یا آپ کی خاص امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کا اور اگر یہ دونو احتمال نہین تو آپ اسکو بھی مثل تعزیہ اور مجالس
حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدعت اور ضلالت اور فعل قبیح کہیے اور حضرت سلطان روم کو
بھی اس فعل سراپا بدعت سے منع کیجیے کہ ایسے فعل بدعت و حرام مین اتنا زر کثیر صرف کرکے کیون بدعت
اور گناہ مین شریک ہوتے ہو اگر ایسا کیجیے تو وہان کے سب قاضیون اور مفتیون مین بحکم سلطان سب سے
اول نمبر کا ممبر آپکا ہوگا اور اس سرکار سے آپکو نفع بھی بخوبی ہوگا پھر تو مثال ہم خرما و ہم ثواب آپکے
حق مین صادق آجاویگی اور اب یہ حکایت محمل سنکر آپ پر فرض ہے کہ اپنے ملت اور مذہب حاجیون کو زیارت
محمل اور اسپر فاتحہ خوانی سے منع کیجیے مگر یہ یقین ہے کہ نہ کیجیےگا کیونکہ یہ محمل آپکے امّ المومنین بی بی عائشہ
صدیقہ کا ہے اگر اسکو بدعت و ضلالت و فعل حرام فرمائے تو شاید آپکا منھ جلجائے جناب مظلوم امام حسین
علیہ السلام کی مجلس اور تعزیہ آپکے نزدیک بدعت و حرام اور شرکت اسکی عاقبت کے بگاڑنے کی صورت ہے
جیسا کہ آپ بنظر خیرخواہی اپنے برادران اہل جماعت کو اپنے اس رسالہ مین ہدایت فرماتے ہین کہ بعض
اہل سنت از راہ جہالت شریک مجالس و محافل نا روا و ناسزا کہ شرعاً و عرفاً ممنوع ہے ہوتے ہین اور جھوٹے
مضامین شاعری مرثیہ کو سنکر اپنی عاقبت بگاڑتے ہین بھلا محمل امّ المومنین آپکے نزدیک کیون بدعت
ہوگا کسی جگر سوختہ نے مظلومی و بیکسی جناب امام حسین علیہ السلام کے حال مین خوب شعر کہا ہے ؎
کہ چہا دید و کینہا باقی است * خاک گردید و کینہا باقی است ۔ اور جناب خانصاحب آپکو قسم ہے اپنی
پیر دستگیر کی سچ فرمائیے دور نہ جائیے اسی آپکے شہر اکبر آباد مین جو محلہ میوہ کا کٹرہ مشہور و معروف ہے
اسمین آستانہ آپکے پیر دستگیر کا بہت بڑی عمارت سے اسوقت بنا ہوا تیار ہے اور باناتی پردے

Presented by Ziaraat.Com

اُسکے شہ نشین پر آویزان رہتے ہین اور ہر سال تاریخ گیارہ ربیع الثانی کو آپکے پیر دستگیر کی گیارھوین اُس مین بڑے اہتمام اور دھوم دھام سے ہوتی ہے بہت سے رقعے لوگون کی طلب مین تقسیم کئے جاتے ہین تمام شہر کے پیرزادے اور ہزارون تماشائی بسبب حصول سعادت و ثواب دارین اور نیز غیر شہر والے بھی سینکڑون آدمی آنکر اسمین شریک ہوتے ہین بلکہ اکثر ہنود بھی بخاطر متوّلی آستانہ جمع ہوتے ہین اور اسیطرح بیحد ہا مستورات متوّلیِ آستانہ کی گھر مین مہمان جمع ہوتی ہین آپ بھی ضرور شریک جلسہ تو ہوتے ہی ہونگے کہ ایسا جلسہ اور ایسی صحبت حضراتِ صوفیہ کی کم کسی اور شہر مین ہوتی ہوگی۔ اُسمین ایک عَلَم بہت بڑا آپکے حضرت غوث الاعظم کا بڑی عزت اور احترام سے بناکر ہار پھولون کے اُسمین لٹکا کر اُس آستانہ مین نصب ہوتا ہے بعدِ قوّالی و دفّالی وہ عَلَم بکمال ارادت وعقیدت اُٹھا کر محفلِ حضراتِ صوفیہ مین لایا جاتا ہے اور عین حالتِ حال و قال مین ہر ایک اسکو اپنے آنکھون سے لگاتا ہے اور بوسے دیتا ہے اور موجب زیادتی جوش و خروش حضراتِ صوفیہ و حاضرینِ محفل کا ہوتا ہے جیسا کہ ہر سال آپ بھی ملاحظہ کرتے ہونگے پھر وہ علَم اُسیطرح متوّلیِ آستانہ کے مکان زنانہ مین جاتا ہے وہان جسقدر مستورات کہ اُس علَم کی زیارت کو جمع ہوتی ہین سبکی سب اُسکو چومتی ہین اور اُسپر آنکھین ملتی بلائین لیتی گرد اُس کے پھرتی دعائین مانگتی اور چلّے باندھتی ہین اور موجب اجابت اپنی دعاؤن اور مرادونکا جانتی ہین اب میری آپسے یہ التماس ہے کہ آیا یہ سب اُمور مذکورۂ بالا صحیح اور درست ہین یا نہین اگر یہ فرمائیگا کہ غلط ہین تو یہ فرمانا آپکا صریح بدیہیات کا انکار کرنا ہے اسلئے کہ سالہائے دراز سے یہ جلسہ یونہی ہوتا چلا آتا ہی بچے اور سندو اور انگریز تک اسکو جانتے ہین بلکہ ریاستِ گوالیار سے گانوں معافی واسطے مصارف عشرۂ محرم اور اس گیارھوین کے سلف سے چلے آتے ہین سو عشرہ محرم میں اسکا صرف تو کجا کوئی یہ بھی نہین جانتا کہ متوّلی صاحب کے ہان کب عشرہ محرم آیا اور کب گیا بھلا حضرت امام حسین علیہ السلام نے تو بنا بر اعتقاد شیعہ جہاد کیا اور اپنی فوج مین علَم حسب دستور جناب رسالتمآب قائم فرمایا چنانچہ شیعہ اسی علَم کی نقل بناتے ہین

اسپر تو آپکے یہ طعن اور تشنیع اور مضحکہ اور مذمت آپ تو یہ فرمائے کہ آپکے غوث الاعظم صاحب کو کس سے
اور کب جنگ و جدال کا اتفاق ہوا تھا کہ اُن کے عَلَم کی نقل حضرات اہل سنّت و جماعت اسوقت بنا کر نکالتے
ہین اگر شیعہ اسیطرح سُنّیون کے اِس فعل طبع زاد کو نامشروع اور بدعت اور تمکو بدعتی بتاوین تو تمکو
قلق اور الم جگر فگار کسقدر نہو گا اب تم جو جواب اپنی اِس بدعت صریحہ اور فعل قبیحہ کا دوگی وہی جواب بلکہ
اُس سے زیادہ ہمارے اِس فعل صحیحہ اور باخیر و ثواب کا ہے لطف اور مزہ تو یہ ہے کہ جسطرح ہم ثواب تعزیہ
اور علمداری اور ذکر مصائب جناب امام حسین علیہ السلام کو تمہاری کتابون اور اقوال علماء معتبرین سے
ثابت کرتے ہین تم بھی ہمارے کتب معتبرہ سے اپنے شیخ صاحب موصوف کی علمداری وغیرہ کو ثابت کر دو تو
جانین اور اگر یہ نہین تو اپنے ہی علماء اور فضلاء و محققین سابقین کی کتب معتبرہ سے اسکو ثابت کر دو اور
حال کے جدید صوفیہ غیر محقق کے اقوال کا تو اعتبار نہین کہ اُنہون نے تو اس فعل کو جاری ہی کیا ہے وہ سر
امر آپ سے اور قسمیہ پوچھا جاتا ہے کہ میان ابو العلیٰ صاحب کا جو مزار شہر اکبرآباد مین مشہور معروف ہی کہ جو بڈہ کا
آپکے اِس زمانہ اکثر اولیائے کبار بلکہ ہر اکابر و اصاغر کا ہے اور ہر پنجشنبہ کو ناچ اور رنگ اور سب ہو حق
قوالی اور دفالی کس جوش و خروش سے ہوتی ہے اُنکے عُرس مین منزلون سے بہت سے آپکے معتقدین سکین
کاملین آکر شریک ہوتے ہین اور مزار پر دُعامین مانگتے ہین اور شب بیداریان کرتے ہین اور جسکا کشور کا
اور مطلب بر آری من جانب اللہ ہوتی ہے وہ بہت بڑا پنکھا پھولون وغیرہ کا بنا کر بکمال زیب و زینت
سیکڑون عوام و خواص کے ہمراہ ڈھول اور تاشے اور نقارے بجواتا ہوا اُن کے مزار پر لیجاتا ہے بھلا وہ تو
آپکے غوث الاعظم صاحب کا نشان تھا جسکا ہمنے پہلے ذکر کیا اسکو تو فرمائے کہ یہ پنکھا بنا کر ناچ رنگ

مخاطب نے اپنے رسالہ اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے کہ تعزیہ بنانا زیارت پڑھنا مرثیہ سُننا نذر حسین سبیل رکھنا علم
نکالنا یہ عمل بد ہین انسے پرہیز کرین اب ذرا اہل انصاف سُنّیون کے شیخ جیلانی کے نام کا عَلَم نکالنے پر اور میان ابو العلیٰ
کے قبر پر پنکھا چڑھانے پر غور کرین کہ اِن اموات کو حضرات اہل سنّت صحیح اور موجب ثواب جانتے ہین ۱۲ -

کے ساتھ بازار مین نکالنا اور اُن کے مزار پر چڑھانا حضرات اہل سنت نے کہانسے جائز ٹھرالیا پس اِس قسم کی سیکڑون ناجائز باتین تو تم لوگون نے اپنے مرشدون اور پیشواؤن کے لئے جائز و موجب ثواب عوام و خواص بنالین ہین اور ہزار افسوس اگر جناب امام حسین علیہ السلام کے لئے شیعی علم بناتے ہین تو وہ بدعت اور نامشروع آپکے نزدیک ٹھرتا ہے واہ رے انصاف اور واے اس دینداری پر پھر اسپر دعوے دوستی اور محبت اہلبیت اطہار جناب سعل کردگار کا ہے اگر اسی کا نام محبّت اہلبیت ہے تو بس معلوم ہوگیا کہ اگر کوئی اونکی شہادت کے نام اور نشان کو از راہ عداوت اور دشمنی کے مٹانا چاہے تو اور اس سے زیادہ کیا کریگا کیا سچا شعر مناسب اسمقام کے کسی نے کہا ہے ؎ یک حسینے نیست تا گردد شہید۔ ورنہ بسیار ند در عالم یزید **قال المرتبک فی الضلال** ہم بالیقین کہہ سکتے ہین کہ خلفاء راشدین اور اصحاب انصار و مہاجرین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کفر و نفاق کو منسوب کرنا مطابق شریعت حق رسول رب مطلق صریح کفر ہے اور دعوی بیدلیل اہل بغض کا محض باطل ہے اسلئے کہ آیات بینات قرآن مجید اور روایات ائمہ شیعان قدیم و جدید شاہد حال خیر مآل اون بزرگان ارکان اسلام کے ہین اور سوء اعتقادی بدگمانونکی قطعی تردید کرتے ہین لہذا اس مقام پر کچھ آیات اور روایات نقل کرنا ضرور سمجھا گیا **یقول المتمسک بولایۃ الآل** ہم بھی بالیقین کہہ سکتے ہین کہ خلفاء ملحدین ظالمین اور اکثر مہاجرین فارین اور اصحاب انصار بے اعتبار کی جانب ارتداد کفر اور نفاق کو منسوب کرنا مطابق شریعت حق رسول رب مطلق صریح ایمان اور اسلام ہے اور دعوے بیدلیل اہل بغض کا محض باطل ہے اس لئے کہ اکثر آیات بینات قرآن مجید اور روایات ائمہ سُنّیان قدیم و جدید شاہد حال بد افعال اُن مدّعیان ارکان اسلام کے ہین اور سوئے اعتقادی بدگمانون کی قطعی تردید کرتے ہین لہذا ان اوراق پر کچھ آیات اور روایات نقل کرنا ضرور سمجھا گیا اور بیشک ہمارے نزدیک جو شخص خلفاء راشدین یعنی ائمہ طیبین الطاہرین اور اصحاب انصار دیندار باوقار اور مہاجرین مخلصین رضوان اللہ علیہم اجمعین کیطرف

Presented by Ziaraat.Com

بد نیتی اور سوء اعتقادی اور ایذا رسانی کو پسند کریگا تو سراسر کفر اور نمک حرامی سے اپنی ذات ناپاک
کو مورد لعنت بناویگا جناب خانصاحب آپنے عوام الناس کے دھوکہ دینے کے واسطے جو مجمل طور سے لکھا ہے
اُس سے آپکا کوئی نتیجہ نہین نکلتا قرآن مجید مین دو قسم کے اصحاب کا ذکر موجود ہے مومنین مخلصین کی
سب جگہہ تعریف ہے منافقین مرتدین کی ہر جگہہ مذمّت ہے منافقین مہاجرین اور انصار بے اعتبار
خواہ سابقین سے ہون خواہ لاحقین سے انکے شرارت پر ہزارون آیتین اور حدیثین دلالت کرتی
ہین بالجملہ تعریف انہین مہاجرین اور انصار کی ہے جو خالصاً للہ ایمان لائے اور انتہی ایمان پر
مرتے دم تک قایم رہے آپ ناحق منافقین اور مرتدین کو انمین داخل کرتے ہین آپکو چاہئے کہ اپنے پیشوایان
ثلثہ اور اون کے تابعین معتقدین کی علیحدہ خبر لیجیئے اور اونکا ایمان ثابت کیجیئے آپکو مومنین مہاجرین
اور انصار خوش کردار سے بحث کرنا کیا ضرور ہے اور اگر آیات صفت مومنین خالص الایمان کو آپ
اپنے منافقین مرتدین ظالمان بے دین کی تعریف اور توقیر بڑھانی کی جہت سے سرقہ کرینگے تو ہم ہرگز
آپکی اس قسم کی چالاکی اور سفاکی کو چلنے نہ دینگے دیکھو تمہاری مولوی مہدی علی صاحب اپنی کتاب آیات
بینات مین صفحہ تینس۳۰ کی حاشیہ پر اسطرح لکھتے ہین کہ عرب کا خاص دستور ہے کہ خطاب عام ہوتا ہے اور مراد
خاص لی جاتی ہے اور اگر آپ اسپر بھی اپنی کجفہمی اور تیرہ درونی سے نہ سمجھین اور یہ کہنے لگین کہ اصحاب
رسول اللہ مین تو کوئی منافق اور مرتد اور طالب دنیا ہوا ہی نہین تو پھر خدا تعالےٰ کا یہ فرمانا کس سے ہے
تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ یعنی اے صحابۂ پیغمبر
تم لوگ خواہان مال دنیا ہو اور خدا چاہتا ہے ثواب آخرت کو اور پھر فرماتا ہے مِنْكُمْ مَنْ
يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ یعنی اے صحابہ تم مین سے بعض طالبین دنیا ہین
اور بعض طالبین آخرت ہین اور منافقین مہاجرین اور انصار بے اعتبار کی شان مین یون بھی فرماتا ہے
تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ

خلاصہ یہ ہے کہ اے صحابہ پیغمبر تم لوگ دوستی کفار دلونمین چھپاتی ہو ظاہر اور باطن تمہارا یکسان نہین ہے
اور مین خوب جانتا ہون جس چیز کو تم چھپاتی ہو یعنی کفر کو تم چھپاتے ہو اور ایمان کو ظاہر کرتے ہو یا محبت کفار
کو چھپاتے ہو اور محبت مومنین کو ظاہر کرتے ہو اور جو شخص تم مین سے ایسا کرتا ہے تحقیق کہ وہ گمراہ
ہوا راہ راست سے انتہی اور انہین مہاجر و انصار مین سے وہ لوگ ہین جنکی شان مین خدا تعالے یہ
فرماتا ہے وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَانِ انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا
یعنی جب دیکھتے ہین اصحاب کسی تجارت کو یا لہو لعب کو تو جاتے ہین طرف اسکی اور چھوڑ دیتے ہین
تجکو کھڑا ہوا نماز مین کہدے اے پیغمبر کہ جو کچھ خدا کے نزدیک ہے وہ بہتر ہے لہو اور تجارت سے انتہی اور سورہ
محمد مین خدا تعالی فرماتا ہے رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ
عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ یعنی دیکھا تو نے اے محمد صلعم اونلوگون کو کہ دلون مین انکے نفاق ہے دیکھتے ہین
طرف تمہاری جیسے کہ شخص پاس موت سے اور صحابہ مرتدین کے حال مین فرماتا ہے وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ
فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ یعنی وہ لوگ کہ مرتد ہوئے دین اپنے سے پس مر گئے وہ حالانکہ وہ کافر
ہین نابود ہوتے ہین اعمال انکے دنیا اور آخرت مین اور وہ اصحاب دوزخ ہین ہمیشہ رہین گے اسمین اور جو صحابہ
جہاد سے فرار اختیار کرنیکو پسند کرتے تھے ان کے حق مین خدا تعالی اسطرح فرماتا ہے فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ
مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اسکا حاصل یہ ہے جو شخص کہ جہاد سے رو بفرار
ہوگا وہ گرفتار غضب پروردگار ہوگا اب لیجیئے ہم آپکے علما معتبرین کے اس باب مین کچھ اقوال بھی تحریر کرتے
ہین جناب مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے اپنے تحفہ کے باب مطاعن مین بعبارت فارسی یون رقم
فرمایا ہے "وقتیکہ حضرت امیر سریر آراے خلافت راشدہ پیغمبر شد بقدر مقدور در تسکین فتنہ و دفع مخالفان
کہ طلحہ و زبیر و ام المومنین عائشہ صدیقہ و یعلی بن امیہ و ابو موسی اشعری و دیگر صحابہ کرام بودند کوشش

سے فرمودہ واز قتل و قتال و جنگ و جدال باایشان پاک نفرمود - اور مشکوٰۃ میں فضائل اہلبیت علیہ السلام

پر یون حدیث وارد ہوئی ہے عن زید بن ارقم ان رسول اللہ صلعم قال لعلیؑ

و فاطمۃ والحسن والحسین انا حارب لمن حاربہم و سلم لمن سالمہم یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسین علیہم السلام کے کہ میں جنگ کنندہ ہون جو تمسے جنگ کرے اور میں صلح کنندہ ہون جو تمسے صلح کرے اور صحیح ترمذی کی دوسری جلد میں یہ لکھا ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے علیؑ دوست تمہارا مومن ہے اور بغض رکھنے والا تمہارا منافق ہے اور منافقین کے حق مین خداتعالیٰ فرماتا ہے فان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار پس اسمقام پر ذرا انصاف کرنا چاہیے کہ حضرات اہل سنت کے بڑے مرشد شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے صحابہ کرام کو تحفہ مسطور میں بمقتضاء آنکہ حق خود بخود بر زبان جاری شود مخالف و مجادل جناب امیرؑ قرار دیا ہے اور جب وہ صحابہ مخالف اور مجادل جناب امیرؑ ٹھہرے تو احادیث ترمذی اور مشکوٰۃ سے ان صحابہ لیام کا منافق اور مرتد ہونا صریح ظاہر اور باہر ہے اور شاہ صاحب نے اپنے تحفہ کے اسی باب میں لکھا ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے بہت سے لوگون پر اپنے اصحاب مین سے تعزیر اور حد پینے شراب کی جاری فرمائی اور شرح فقہ اکبر مین لکھا ہے کہ شیطان اس امت پر ظفریاب ہوا یعنی رنج بسبب طلب ریاست کے دلو مین اصحاب کے پیچیدہ ہوا اور عداوتو نے نفس انکے نجس اور سیاہ ہو گئے اور ملل و نحل شہرستانی مین اسطرح مذکور ہے کہ بہت سے اصحاب اہل مدینہ ایسے تھے کہ انکا اسلام ظاہری تھا اور درپردہ وہ منافق ہو گئے تھے اور اگر کوئی کج عقل اور کثیف الاعتقاد ہمارے ان دلائل صحیحہ کے لکھنے پر بھی اپنی جہالت اور شرارت کے سبب سے صحابہ کی ہجرت کرنے پر ناز اور افتخار کرے تو اسکی جواب مین ہم یہی کہین گے کہ ہجرت منافقین اور مرتدین کی واسطے طلب دنیا کی تھی اور واسطے دین کے نہ تھی اور اسطرح کی ہجرت کرنے سے منافقین کو کچھ فائدہ دین مین نہین ملسکتا اور ہجرت مومنین مخلصین کی خاص واسطے دین کے تھی اسی سبب سے خداتعالیٰ نے قرآن مجید مین مہاجرین

Presented by Ziaraat.Com

مخلصین اور انصار با اعتبار کی تعریف اور توصیف فرمائی ہے جیسے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ پس ارباب تحقیق پر یہ معاملہ مخفی نہین رہ سکتا ہے کہ ہجرت اور نصرت وہی معتبر ہے جو بصدق نیت ہو چنانچہ صحیح بخاری مین خلیفہ ثانی سے یہ روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ نہین ہین اعمال مگر ساتھ نیت کے اور نہین ہے واسطے ہر شخص کے مگر وہ چیز کہ جسکی نیت کی ہے اُس نے پس جس شخص نے ہجرت کی طرف دنیا کے کہ پہنچے اُسکو یا ہجرت کی برغبت طرف عورت کے کہ نکاح کرے اُس سے پس ہجرت اُسکی طرف اُسی چیز کے ہے جسکی سبب اُس نے ہجرت کی انتہی

قال المرتبک فی الضلال اوّل آیت سورہ آل عمران پارہ چہارم كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ترجمہ تم بہتر ہو سب امتون سے پیدا ہوئے واسطے آدمیون کے حکم کرتے ہو اچھی بات پر یعنی ایمان اور اطاعت خدا اور رسول پر اور روکتے ہو بُرے کام سے یعنی کفر اور شرک اور تمام ناقص فعلون سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر صرف یہ ایک ہی آیت شریف فضائل اصحاب عالی صفات کیواسطے کافی و وافی ہے کیونکہ رب اکبر صحابہ کو سب امتون سے بہتر اور اچھے کامونپر حکم کرنے والے اور بُرے کامون سے باز رکھنے والے اور اللہ پر ایمان صادق لانیوالے فرماتا ہے اگر کسی شیعہ کو وسوسہ ہو کہ شاید یہ آیت ائمہ کرام کی شان مین ہے تو ہم دندان شکن جواب دین کہ وقت نزول آیت موصوفہ سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کسی امام کا نشان بھی نہ تھا پس کنتم بصیغہ جمع اثبات فضیلت صحابہ ہے الٰہ **نقول للتمسک بولائہ الالٓ** اس آیہ شریفہ مین نہ ذکر صحابہ ہے نہ ذکر ثلثہ بلکہ لفظ امتہ کا واقع ہوا ہے اور امتہ سے کل امت مراد نہین ہے اسلیئے کہ کل امت مین منافقین اور مرتدین اور جہلاء اور فساق اور فجار اور امثال یزید اور ابن زیاد اور شمر وغیرہ بھی کہے جاتے ہین اور تہتر فرقہ مین کہ ایک فرقہ

درحقیقت ناجی ہے اور بہتر فرقے ناری لیکن وہ بھی سب کے سب امت ہی مین شمار کئے پڑتے ہین اور وہ ہرگز مصداق تُؤمِنُونَ بِاللّٰہِ وَتَأمُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنہَونَ عَنِ المُنکَرِ کے نہین ہین النّاس آیت مین خدا تعالےٰ نے خاص امت معصومہ یعنی ائمہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کی تعریف اور توصیف بیان فرمائی ہے اور انہی سے درحقیقت مخاطب ہو کر فرماتا ہے کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ یعنی تم بہترین اُمّت ہو علم اور فضل اور زہد اور تقویٰ اور جمیع امورات خیر مین اُخرِجَت لِلنَّاسِ یعنی جن لئے گئے ہو واسطے ہدایت آدمیون کے اور تمہاری امامت اور ولایت اور خلافت صحیح کی صاف اور صریح یہ نشانی اور دلیل قوی ہے تَأمُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنہَونَ عَنِ المُنکَرِ وَتُؤمِنُونَ بِاللّٰہِ یعنی حکم کرتے ہو نیک باتون کا اور روکتے ہو لوگون کو بری باتونسے اور ایمان صادق رکھتے ہو اللہ تعالےٰ پر پس اس آیت پر غور کرنے سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے حبیب کے اوصیاء معصومین کی اسطرح تعریف کرتا ہے کہ جسمین کوئی تاویل اور بناوٹ ہو ہی نہین سکتی اور کلام عرب کا اکثر یہ محاورہ ہے کہ خطاب عام ہوتا ہے اور مراد اُس سے بعض کو لیا جاتا ہے جیسا کہ صاحب کتاب آیات بینات نے کتاب مذکور مین صفحہ تیس کے حاشیہ پر اس بات کا اقرار کیا ہے اور تمنے بھی تو اپنے صحابہ کی خاطر سے اس مقام پر یہی صورت برپا کی ہے چنانچہ تمنے اس آیت مین خطاب بظاہر اُمّت کی طرف کیا اور مراد اُسسے اپنے اصحاب ثلاثہ اور انکے تابعین کو لیا حالانکہ اصحاب مسطور تمہارے معصوم اور محفوظ نہ تھے بلکہ اچھی باتونسے وہ ہمیشہ گریز کرتے تھے اور اُمور قبیحہ کو عمل مین لاتے تھے اور انشاء اللہ تعالےٰ اسکا ذکر مفصّل آگے آویگا اور تم جو یہ کہتے ہو کہ وقت نزول آیت موصوفہ سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اور کسی امام کا نشان بھی نہ تھا کنتم بصیغہ جمع اثبات فضیلت صحابہ پر دالّ ہے سو ہم کہتے ہین کہ تمنے یہ بہت ہی غلط فرمایا اسواسطے کہ یہ آیت مدنی سورہ مدنیہ مین واقع ہے اور مدینہ مین حضرت حسنین علیہما السلام کا تولد ہونا اور اسمین پرورش پانا اور لوگون کو حالت طفولیت مین بھی ہدایت کرنا کتب فریقین سے بخوبی ثابت ہے اور علاوہ اسکے آیہ کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ سے فقط جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب

علیہ السلام بھی مراد ہوسکتے ہین جیسے آیہ مباہلہ مین مراد انفسنا سے حضرت امیر علیہ السلام ہین باوجودیکہ لفظ انفسنا بھی جمع ہے مگر مراد اُس سے فقط جناب امیر علیہ السلام باتفاق مفسرین و محدثین فریقین ہین اور مراد نساءنا سے فقط جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا ہین اور ابناءنا سے صرف حسنین علیہما السلام مراد ہین حالانکہ دو بالاجماع جمع نہین ہے اور جو اسطرف گیا ہے اُسکے آدر بالکل واضح الفساد ہین اور آیہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مین رَاکِعُوْن سے مراد جناب امیر المومنین علی مرتضے علیہ السلام ہین چنانچہ ثعلبی نے اپنی تفسیر مین اور حافظ ابن اثیر نے کتاب جامع الاصول مین اور صاحب صحیح نسائی نے اپنی صحیح مین بروایت عبداللہ بن سلام یون تحریر کیا ہے کہ حضرت علیؑ نے نماز مین صدقہ دیا اور خدا تعالے نے انکی صفت اور ثنا کی اور جبکہ اونکی ذریت طاہرہ جو کہ انکے صلب مطہر مین تھی اگر وہ بھی مراد لیجاوے تو اُسمین کونسا نقصان پیدا ہوتا ہے دیکھو حضرت آدم علیہ السلام کیطرف بعض مقولات مین اشارہ ہوا ہے اور مراد اُسسے اُنکی اولاد ہے اور اسی بارہ مین تمہارے مولوی مہدی علی صاحب نے اپنی کتاب آیات بینات مین یہ بھی لکھا ہے کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ مین جل شانہ نے واسطے تاکید کے فرمایا ہے کہ ضرور ایسا ہی ہوگا اور اُسکے وقوع مین کچھ شک نہ ہوگا جس سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ سلسلہ امامت و ولایت حضرات معصومین علیہم السلام تا حیات حضرت صاحب الامر علیہ السلام ہرگز منقطع نہوگا اور سیطرح حضرت امیر اور جناب شبر و شبیر علیہم السلام بہتر اور افضل ہین ویسے ہی اور ائمہ بھی فاضل اور بہتر ہونگے اور لفظ اُمت کا لغت عرب مین واسطے امام کے بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ صاحب منتخب نے اپنے منتخب اللغات مین لکھا ہے کہ اُمت گروہ ہر انسان و دیگر حیوان پیروان انبیا علیہم السلام و مردے جامع خیر و مقتدائے مردم باشد۔ اب ہم بھی مطابق اعتراض تمہارے کے تم سے پوچھتے ہین کہ اگر اوائل اسلام مین سب اصحاب کی صفت پر یہ آیہ نازل ہوئی تھی تو پھر عبداللہ ابن عمر اور عبداللہ ابن زبیر اور عبدالرحمن بن ابوبکر وغیرہ اصحاب مثل بعض ہمارے ائمہ کے بوقت نازل ہونے اس آیت شریفہ کے پیدا نہوئے تھے تو پھر وہ کیونکہ تم لوگون کے نزدیک اس آیت کے تحت مین شمار کئے جاتے ہین

قال المرتبط فی الضلال

دوسری آیت

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ترجمہ پس وہ لوگ کہ ہجرت کی اُن لوگون نے اور نکالے وہ لوگ اپنے شہر سے اور تکلیف دی گئی میرے راہ مین اور مقاتلہ کیا اُن لوگون نے یعنی کفار سے اور مقتول ہوئے وہ لوگ یعنی شہید البتہ دور کرونگا مین اُنسے برائیان اُنکی اور داخل کرونگا مین اُنکو بہشت مین کہ جسکے نیچے نہرین جاری ہین ثواب اللہ کے نزدیک سے اور اللہ کہ نزدیک اُسکے عمدہ ثواب ہے اس آیت مین رب جلیل ہجرت کرنیوالونکی تعریف و توصیف فرماتا ہے اور اُنکو قطعی جنتی ہونیکی خوش خبری سناتا ہے کہ جن لوگون نے میرے واسطے اپنے گھر بار اور خویش و تبار چھوڑ دیے اور میرے پر ایمان لانیکی وجہ سے سخت تکالیف اُٹھائین اور کفار اشرار کو جہنم واصل کرتے ہین اور خود بھی درجہ شہادت حاصل کرتے ہین پس مین ایسے پکّے مسلمانون اور سچّے دینداروں کے ساتھ بڑے بڑے سلوک کرونگا اور قسم قسم کی مہربانیون سے پیش آونگا اور اُنکی کوششون اور مصیبتون کے معاوضہ مین گناہون سے درگذر کرونگا یعنی اللہ تعالےٰ مہاجرین کی نسبت بنظر رحمت واسعہ اپنے کے فرماتا ہے کہ ایسے صادق الایمانون کی بھول چوک معاف کرونگا بلکہ اُنکی بُرائیون کو بھلائیون سے بدل دونگا اور اُن کو جنت مین جسکے نیچے نہرین روان ہین جگہہ دونگا تاکہ کسیطرح کا رنج و غم نرہے یہ ثواب بیحساب اپنے افضال باکمال کے سبب سے انکو دونگا دیکھو خداے پاک کس پیار اور محبت سے مہاجرین کو فرماتا ہے کہ تمہارے اعمالون سے بڑھکر تمکو ثواب ملیگا **یقول المتمسک بولایۃ الآل** البتہ وہ لوگ جنہون نے خدا کے راہ مین ہجرت کی اور طاعت خدا مین تکلیفین اُٹھائین اور کفار سے مقاتلہ کیا اور خود بھی شہید ہوے جیسے جناب امیر حمزہ اور جعفر طیار اور دیگر مومنین موقنین اُن کی فضیلت اس آیت سے بخوبی ظاہر ہے اور اُنکی بزرگیونکا کون منکر ہے وہ بیشک ایسے ہی تھے پھر تمکو اُنسے کیا علاقہ تمہارے حضرات ثلاثہ اور ثلاثہ کے ہمرنگ تو اُن مہاجرین اور مجاہدین موصوف مین داخل ہی نہین حضرات ثلاثہ نے کونسے روز خدا کے راہ مین ہجرت کر کے کفار نابکار کو قتل کیا او

کونسے دن میدانِ کارزار مین ثابت قدم رہ کر شربتِ شہادت نوش کیا جو انکو مستر رحمتِ غفار سمجھا جائے وہ تو ہمیشہ جہاد دنمین سب بھگوڑونکے آگے رہتے تھے اور حضرت رسولخدا صلعم کو دشمنون کے مقابلہ مین تنہا چھوڑ کر پیٹھ دکھلا کر صاف چلے جاتے تھے چنانچہ تفسیر درمنثور مین جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ حضرت عمر خود فرماتے تھے کہ جنگ احد سے جبکہ مین بھاگا تو ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور اسطرح اُسجگہہ اوچکتا تھا جیسے مادہ بز کوہی اوچکتی ہے اور حضرت عثمان تو ایسے بھاگے تھے کہ تین روز تک اُنکا پتا نہ ملا تھا پس ہجرت کرنا ان حضراتِ ثلاثہ کا ہرگز للہ فی اللہ نہ تھا بلکہ محض واسطے طلبِ دنیا کے تھا کاہنین اور منجمین ہو دلنے ان حضرات کو خبر دیدی تھی کہ قریب ہے کہ ایک شخص مدعی نبوت ہو اور امر اُسکا ترقی پذیر ہو اور جو لوگ کہ اُسکا ساتھ دین اور اُسکے دین مین در آئین وہ معزز اور مکرم اور مخالفین اُسکی خوار اور ذلیل ہون اور بھی کاہنین نے حضرت ابوبکر و عمر کو یہ بشارت دی تھی کہ اگر تم دونون مسلمان ہو جاؤ گے تو تمکو ایک سلطنت مسمّےٰ بہ خلافت حاصل ہوگی یہی وجہ ہوئی ان حضرات کے ایمان ظاہری لانیکی پھر ہجرت کرنا ان لوگون کا راہ خدا مین کسطرح تشخیص کیا جائے مہاجرین طالبینِ دنیا کی خدا تعالیٰ نے قرآن مجید مین کہین تعریف نہین کی بلکہ اُنکی ہر جگہہ پر مذمت بیان فرمائی ہے اور اُنکو طالبین دُنیا اور منافقین مرتدین بتلایا ہے اور تکلیف تو کسیقدر طالبین دُنیا کو بھی طلبِ دنیا مین پہنچتی ہے جیسے اکثر لوگ قانون انگریزی کے یاد کرنے مین بخواہشِ عہدۂ جلیل تکلیف اور مشقت اُٹھاتے ہین اور اپنا گھر بار چھوڑ کر اُمیدوار لوگ حکام اور شاہانِ وقت کی ہمرکاب سفر اور حضر مین رہتے ہین پس ایسے لوگون کی اللہ جل شانہ ہرگز تعریف اور توصیف نہین بیان فرماتا ایسے طالبین دنیا کی تعریف اور توصیف تو سُنّی ہی کیا کرتے ہین اور سوائے اسکے مُنافقین کو کفار سے یہ خوف بھی لگا ہوا تھا کہ کفار یہ کہتے تھے کہ تم کیون کلمہ گو ہوئے یا ین جرم شاید قتل بھی کر ڈالتے اس ڈر اور خطرے خواہ مخواہ انکو مکہ چھوڑ کر مدینہ کو جانا پڑا اور جسطرح مومنین مہاجرین حقیقی نے مکّہ معظمّہ سے مدینہ منورہ مین جا کر سکونت اختیار کی اسیطرح ان مہاجرین طالبینِ دنیا نے بھی مدینہ طیبّہ مین قیام کرنا پسند کیا اور یہی

حال اُن اہلِ مدینہ کا تھا جو بطمع دنیائے مرجو الحصول ظاہر مین ایمان لائے اور ڑائیو نمین بھی بطمع حصول مالِ غنیمت بظاہر شریک رہے اور وقت پڑے پر مہاجرین فارّین کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے اور تقسیم غنایم کے وقت رحم اللہ نبیہ کہتے ہوئے آموجود ہوئے ایسے لوگون کی مذمت قرآن مجید مین بکثرت موجود ہے جسکا جی چاہے وہ دیکھ لے **قال المرتاب فی الضلال** سوم آیت سورہ انفال پارہ دہم ۔ لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ترجمہ اگر نہ کتاب اللہ سے سبقت کرتے البتہ چھوتا تمکو بیچ اُس چیز کے کہ تم کو بیچ اُس کے عذاب بڑا اس آیت شریف کی شان نزول یہ ہے کہ جب جنگ بدر فتح ہوئی اور کفار قید ہوئے تب پیغمبر برحق نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ اِن قیدیون کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے حضرت ابوبکر نے عرض کی یارسول اللہ صلعم میری یہ رائے ہے کہ اِن قیدیون کو فدیہ لیکر چھوڑ دیجیے اور حضرت عمر نے التماس کی کہ میرے نزدیک جو جسکا رشتہ دار ہوئے اپنے رشتہ دار کو گردن مارے اور محبتِ خدا کے مقابلہ مین ہرگز اپنے رشتہ صلبی پر لحاظ نکیے مگر حضرت نے معروضہ صدیق اکبر کو پسند فرمایا اور قیدیون کو فدیہ لیکر رہا کیا چنانچہ اسکی تصدیق علماء مفسرین و مجتہدین شیعہ بھی کرتے ہین خلاصۃ المنہج کاشانی کی تفسیر مین یہ مرقوم ہے کہ روز بدر ہفتاد تن اسیر شدند و از جملہ ایشان عباس و عقیل بودند حضرت درباب ایشان با اصحاب مشاورہ کرد ابوبکر کہ از مہاجرین بود گفت یارسول اللہ اکابر و اہاغر این قوم اقارب و عشایر تو اند اگر ہریک بقدر طاقت و استطاعت فدائے بدہد باشد کہ روزے بدولت اسلام برسد ۔ اور اسیطرح مجمع البیان طبرسی وغیرہ مین لکھا ہے اِن روایتون سے چند فوائد حاصل ہوئے اوّل حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق کا معرکہ بدر مین شامل ہونا دویم اصحاب ثلثہ کا مہاجرین مین سے ہونا سویم حضرت صلعم کا رائے صدیق اکبر کو پسند فرمانا پھر تفسیر خلاصۃ المنہج مین یہ مرقوم ہے کہ خدا تعالے بدریان را وعدہ مغفرت داد و ایشان را بخطاب مستطاب اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ نوازش فرمودہ پھر تفسیر مجمع البیان

مین لکھا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعل اللہ اطلع علی اھل البدر فغفر لھم فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم ترجمہ امید کہ اللہ ظاہر ہوا اہل بدر پر پس بخشا واسطے اُنکے لیکن واسطے اُن کے کہ جو چکا ہے سو کرو پس تحقیق بخشا گیا واسطے تمہارے الخ اے شیعیان پاک نہاد تو انصاف کرو کہ تمہارے علماء اصحاب بالخصوص خلفاء ثلثہ کی شان مین کیا تحریر کرتے ہین **یقول المتمسک بولاءِ الآل**

واہ حضرت واہ آپ تو مدعی فضائل صحابہ تھے لیکن خدا نے کیسا آپ کی عقل پر پردہ ڈالدیا کہ جو آپ کی قلم عجوبہ رقم سے وہ آیت نکلی جو نص صریح اور مذمت صحابہ کبار حضرات اہلجماعت پر دال ہے اور جس سے بے دینی اور دنیا طلبی اُن صحابہ کی اور انکا سزاوار و مستحق عذاب عظیم ہونا ثابت ہے گو خدا نے اپنے فضل و کرم سے اُسوقت اُنکو چھوڑ دیا ہو تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خداوند باری بکمال ناراضی بخطاب پر عتاب صحابہ دنیا طلب سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۞

یعنی اے اصحاب رسول تم لوگ طالبین مال دنیا ہو اور خدا خواہان ثواب آخرت ہے اور خدا عزیز و حکیم ہے اور اگر نوشتہ خدا پیشتر نہ گزرا ہوتا تو ہر آئینہ پہنچتا تمکو بیچ اُس چیز کے کہ لیا تمنے عذاب عظیم غرض جناب باری عزاسمہ کی سرزنش کرنا صحابہ کا ہے جنہوں نے دوست رکھا فدیہ لینے کو اسیران بدر سے اور اُنکے راس و رئیس حضرت ابوبکر تھے خلاصہ مرام یہ کہ تم اگر دیندار ہوتے تو طالب مال دنیائے فانی نہوتے بلکہ طالب ثواب باقی ہوتے اور خدائے عزیز و قہار تمپر اس دنیا طلبی اور بیدینی پر عذاب کرتا لیکن حکمت اُسکی مقتضی عذاب کے نہین ہوئی اور اگر بمقتضاء اپنی حکمت کے پیشتر اس سے یہ امر نہ مقرر کیا ہوتا کہ عذاب دنیا تمپر نکرونگا تو فدیہ لینے کی وجہ سے تمپر عذاب سخت نازل کرتا ہان اے حضرات ہم تمسے یہ نہین کہتے کہ تم اس مقام پر کچھ غور اور فکر کرو بلکہ تم آنکھین بند کر کے اپنے حافظون کی طرح ٹٹولو تب بھی اس آیت مین اُن حضرات صحابہ کے لئے کہ جنکو تم صحابہ کبار کہتے ہو سوائے عذاب عظیم کے اور کچھ نپاؤگے اب تبلاؤ کہ یہ آیت مذمت صحابہ کی ہے یا

Presented by Ziaraat.Com

تعریف صحابہ کی لیکن اولٹی سمجھو نکا کیا علاج ہے یہ حال تھا اس آیت سے فضیلت کا اب جھوٹی روایات کا حال بھی سنئے کہ جو روایتین کتب اہلسنّت کی ہمارے علماء نے نظر باینکہ نقلِ کفر کفر نباشد اپنی کتابونمین نقص ظاہر کرنے کی غرض سے نقل کی ہین حضرت مخاطب خوش فہم کے زعم باطل مین یہ آجاتا ہے کہ وہ مُصدّق بھی اسکے ہوگئین حالانکہ یہ بدیہیات سے ہے کہ روایت امر دیگر ہے اور تصدیقِ روایت امر دیگر ہے چہ جائے اینکہ کوئی خود روایت بھی نکرے بلکہ نقلِ روایت اہلِ خلاف کرے وہ کیونکر مصدّق ہوجائیگا اور علاوہ اسکے کوئی دلیل اوپر تصدیق کے قائم نہین ہے نقل اقوال مختلفہ کرنا دلیل قطعی اوپر عدم تصدیق کے ہے اسلئے کہ کوئی آدمی مصدّقِ اقوالِ مختلفہ نہین ہوسکتا بلکہ اگر مصدّق ہو تو ایک ہی کا ہوگا اس مقام پر چند روایتین اہل سنّت کی ہمارے علماء نے ذکر کی ہین بعض مین ذکر ہے کہ آنحضرت نے مشورہ لیا صحابہ سے دربابِ اسیرانِ بدر کے کہ ان قیدیونکو کیا کرنا چاہئے بعض مین اسکا ذکر ہے کہ آنحضرت نے صحابہ کو اختیار دیا کہ جو تمہارا جی چاہے سو قیدیون کے حق مین کرو چاہے چھوڑ دو چاہے قتل کرو اور بعض مین آنحضرت نے رائے ابوبکر کو کہ جو فدیہ لیکر چھوڑ دینے کو کہتے تھے بہت پسند کیا اور اُسی پر عمل کیا اور بعض مین یہ ہے کہ رائے فدیہ لینے کی آنحضرت کو نہایت ناپسند ہوئی اور حضرت کا رنگ غصہ سے متغیر ہوگیا یہانتک کہ آثارِ کراہت چہرہ مبارک سے سعد بن معاذ نے مشاہدہ کرکے کہا کہ یا حضرت ان کے قتل ہی کا حکم دینا میری رائے کے موافق ہے اور اسیطرح حضرت عمر نے بھی سعد بن معاذ کی دیکھا دیکھی خوشامد سے کہدیا اب ہم صاحبانِ انصاف سے پوچھتے ہین کہ آیا کوئی عاقل ان سب اقوال مختلفہ کی تصدیق کرسکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ ان باتونکو حضرت نے پسند بھی کیا اور پھر پسند بھی نکیا یہ دونو نقیضین سچ ہین اور مشورہ لیکر خود ہی حکم دیا اور پھر خود ہی حکم کو ملتوی کردیا بلکہ صحابہ کو اختیار دیا یہ دونو ضدین بھی سچ ہین اور ہم ان سب کی مصدّق ہین پس کوئی ہمارے مخاطب حضرت خانصاحب سے پوچھے کہ تم جو مدّعی تصدیقِ علماء شیعہ ہو تو تصدیق اسی کا نام ہے کہ نقائض اور اضداد کو کوئی جمع کرے اور سب کا مصدّق کہلائے حضرت ابوبکر اور عمر سے مشورہ لینے کی روایت

سنیون کے صحیح مسلم سے صاحب تفسیر خلاصۃ المنہج نے نقل کی ہے اور ابتداء روایت مین لفظ آوردہ اند
کا واقع ہے اور دوسری یہ عبارت کہ خدا تعالیٰ بدریان را وعدۂ مغفرت دادہ وایشان را بخطاب مستطاب
اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ نوازش فرمودہ پس اسکی خاطر سے تمام تفسیر کو دیکھا گیا لیکن
کہین اسکا سراغ نہ لگا آپنے جھوٹ بولنے پر کیون اسقدر کمر باندھی کہ جسکا کچھ شمار اور حساب ہی نہین اور
لعل اللہ اطلع علی اہل البدر یہ فقرہ صاف روایت مسلم اور بخاری کا ہے بمقتضاء آنکہ
نقل کفر کفر نباشد جسکے علامہ طبرسی بھی ناقل ہوئے چنانچہ علامہ طبرسی بعد لکھنے اس فقرے کے مسلم اور
بخاری کا خود حوالہ دیتے ہین اور علامہ طبرسی کا مثل بعض مفسرین کے یہ دستور ہے کہ کل اقوال علماء مفسرین اور
کل روایتونکو جو متعلق تفسیر آیہ ہوتی ہین بلفظ قیل اور بلفظ روی بیان کرتے ہین اور جس روایت کے خود مصدق
ہوتے ہین اسکو بلفظ قال اصحابنا اور بلفظ روینا تعبیر فرماتے ہین اور کسی معصوم کیطرف ائمہ اثنا عشر
علیہم السلام سے نسبت دیتے ہین اور تم جو اپنے شیخین کے ایمان ظاہری اور مہاجرت ظاہری اور ظاہر
بدری ہونے پر فخر کرتے ہو تو ہم تمہارے اس فخر کرنے کو پسند نہین کرتے کہ اکثر منافقین موصوف بایں صفات
تھے کلام ہمارا ایمان حقیقی اور مہاجرت تحقیقی مین ہے کہ ہم تمہارے شیخین کو مومن حقیقی نہین جانتے بلکہ
يُؤْمِنُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مین داخل سمجھتے ہین اور بدری ہونا بھی ان حضرات کا جسطرح کا تھا ہم ارباب
انصاف پر ظاہر کئے دیتے ہین جیسا کہ شاہ ولی اللہ پدر مولوی عبد العزیز نے کتاب ازالۃ الخفا مین
لکھا ہے کہ در جنگ بدر اول کسیکہ از مفرین معاودت نمود ابو بکر صدیق بود و در عقب خود دید ناگاہ
ابو عبیدہ بود انتہی اور تمام بدریون کی مغفرت پر جو تم غل مچاتے ہو تو یہ غل مچانا تمہارا محض غلط اور
فضول ہے اسواسطے کہ قدامہ بن مظعون بدری شارب الخمر تھا جسکا قصہ سنیون کی اکثر کتابون مین
اسطرح پر تحریر ہے کہ حضرت عمر نے اسکی شراب خواری پر اس سے ترک ملاقات کر دی تھی اور مولوی شاہ
عبد العزیز صاحب دہلوی نے اپنے تحفہ کے باب مطاعن عثمان مین بعبارت فارسی احوال صحابہ کا مع حالات

Presented by Ziaraat.Com

بعض بدریون کے اسطح رقم فرمایا ہے کہ نزد اہل سنت عصمت خاصہ انبیا راست صحابہ را معصوم نمی دانند لہٰذا حضرت امیر و شیخین بعضے از صحابہ را حد زدہ اند و خود جناب پیغمبر صلعم مسطح را کہ اہل بدر بود و حسان بن ثابت را از جہت قذف گرفتہ اند و کعب بن مالک و مرارہ بن الربیع و ہلال بن امیہ را کہ دو کس از ایشان حاضر آن غزوہ بدر بودند در سزائے تخلف از غزوہ تبوک تا پنجاہ روز مطرود و مغضوب داشتہ اند و ماعز اسلمی را رجم فرمودہ و بسیارے را تعزیر و حد شرب خمر جاری فرمودند **قال المرتبک فی الضلال** وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ترجمہ وہ لوگ کہ ایمان لائے اور جنھون نے ہجرت کی اور خدا کے راہ مین جہاد کیا اور جن لوگون نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہین انکے واسطے مغفرت اور روزی با کرامت ہے **یقول المتمسک بولایۃ الال** اس آیت سے تمہارے حضرات ثلثہ اور انکے تابعین کو کیا نسبت اسمین تو اُن مہاجرین اور مجاہدین کی تعریف ہے کہ جنکا ہجرت کرنا اور جہاد کرنا فی سبیل اللہ تھا اور تمہارے حضرات ثلثہ کے حق مین آیہ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا نازل ہے ان کا مکہ سے مدینہ کو آنا کا ہنو نیسے شغار اور واسطے طلب دنیا کے تھا اور کبھی کسی جہاد مین ثابت قدم رہنا تمہارے ان حضرات کا ثابت ہی نہین بلکہ جب کبھی اسباب اتفاق ہوا تو پیغمبر خدا کو دشمنون کے مقابلہ مین چھوڑ کر اپنے گھر کو صاف بھاگ آئے اور پھر تمکو شرم نہین آتی کہ جو آیات مومنین مجاہدین کی شان مین نازل ہین انکو تم طالبین دنیا اور مفرورین کے حق مین تحریر کرتے ہو **قال المرتبک فی الضلال** آیت پنجم سورہ توبہ پارہ دہم اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ترجمہ وہ لوگ جو ایمان لائے یعنی اللہ پر اور اس چیز پر جو اسکی طرف سے نازل ہوئی اور گھر چھوڑے اور لڑے اللہ

کی راہ مین اپنی مال اور جان سے اُن کے لئے بہت بڑا درجہ ہے اللہ کے پاس اور وہی پہنچے مراد کو یعنی دونون جہان کی نعمتین اور برکتین حاصل کین اس آیت شریف مین رب الارباب صحابہ مہاجرین اور مجاہدین کے حق مین پانچ چیزین کی خوش خبری ارشاد فرماتا ہے۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انکا بہت بڑا درجہ ہے دوم یہ کہ انھون نے دو جہان کی مراد خاطر خواہ پائی سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی کمال مہربانی انکے حال پر ہے چہارم یہ کہ اللہ تعالیٰ اُنسے نہایت درجہ راضی ہے پنجم یہ کہ یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کو بہشت مین جسمین ہر قسم کی آرام ہین رہین گے **یقول المتمسک بولایۃ الآل** مفسرین نے شان نزول اس آیت کی یہ لکھی ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب سقایت حاج اور طلحہ عمارت مسجد الحرام پر بمقابلہ حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰ علیہ السلام اپنا اپنا فخر و مباہات بیان کرتے تھے اور حضرت علیؑ اپنا ایمان لانا اور ہجرت اور جہاد کرنا باعث ناز قرار دیتے تھے تب آیت مشعر بفضائل حضرت امیر علیہ السلام نازل ہوئی علاوہ اسکے یہ بات ہم پہلے ہی لکھ چکے ہین کہ جو لوگ بہ نیت خالص اس واحد یکتا پر ایمان لائے اور خالصتہً راہ خدا مین ہجرت کی اور محض خدا کی رضا جوئے کے لئے جان و مال سے جہاد مین شریک ہے بیشک اللہ جل شانہ کے نزدیک اُنکے بڑے درجے ہین لیکن تمہارے حضرات ثلاثہ اور اُن کے ہم رنگ تو انمین ہرگز داخل ہی نہین پھر تمکو اس قسم کی آیات کے لکھنے سے خدا جانے کیا فائدہ ہے ہمارے نزدیک از روئے تحقیق تمہارے حضرات ثلاثہ کا نہ تو ایمان ہی صحیح تھا نہ انکی ہجرت ہی فی سبیل اللہ تھی اور مجاہد ہونا تو کیسا ہم کیونکر اپنی قلم کو کذب سے آشنا کر سکتے ہین استغفر اللہ سب جہاد مین سے رو بفرار ہونا انکا اظہر من الشمس ہے

قال المرتبک فی الضلال آیت ششم لٰکِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ جٰھَدُوْا بِاَمْوَالِہِمْ وَاَنْفُسِہِمْ وَاُولٰٓئِکَ لَہُمُ الْخَیْرٰتُ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اَعَدَّ اللّٰہُ لَہُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ترجمہ لیکن رسول اور جو لوگ ایمان لائے ساتھ اسکے لڑے ہین اپنی جان اور مال سے اور انہین کو ہین خوبیان یعنی دونون جہان کی دنیا مین فتح اور غنیمت اور آخرت مین بہشت او نعمت اور وہی پہنچے مراد کو تیار کیے ہین اللہ نے انکے واسطے باغ بہتی ہین

اُن کے نیچے نہرین رہا کرین اُنمین ہمیشہ یہی ہے بڑے مراد ملنے اس آیت شریف مین اللہ تعالےٰ اصحاب رسول صلعم کے بارے مین تین باتین ارشاد فرماتا ہے اوّل یہ کہ خوبیان دونو جہان کی اُنکے واسطے مین دوم یہ کہ وہ لوگ اپنی مراد دلی کو پہنچ گئے۔ سوم یہ کہ اُن کو آخرت مین ہمیشہ کو بہشت ملیگا **یقول المتمسک بولایۃ الآل** اس آیت شریفہ سے بھی وہی مومنین مخلصین مُراد مین جنکا ہم آیۂ نجم کی بحث مین ذکر کر چکے مین آپ ناحق اپنے حضرات ثلاثہ کی خاطر اسقدر جانفشانی کرتے مین آپ کی حضرات ثلاثہ کو اس قسم کی آیات کے لکھنے سے جنمین اُنکا کوئی حصّہ نہین بخدا کوئی فائدہ فی الدارین نہین پہنچ سکتا ہے آپ قلم فرسائی کو کام فرماتے ہین خواہ مخواہ صفحے کے صفحے سیاہ کئے چلے جاتے ہین **قال المرتبک فی الضلال** آیت ہفتم وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ **ترجمہ** جو لوگ قدیم مین پہلے مہاجرین اور انصار سے اور جو انکے پیچھے آئے نیکی سے یعنی ایمان اور طاعت سے اللہ راضی اُنسے یعنی اونکی نیک افعالون اور اعمالون کے سبب سے اور وہ راضی اُس سے یعنی دینی اور دنیاوی نعمتون سے جو اللہ نے اپنے کرم اور فضل سے اُنکو عطا کی ہین اور تیار کئی ہین واسطے اُن کے باغ جنکے نیچے نہرین روان ہین رہا کرین اُنمین ہمیشہ یہی ہے بڑے مراد ملنی واضح ہو کہ جو صاحب جنگ بدر تک مسلمان ہوئے وہ قدیم کہلاتے ہین اور بعد اُسکے تابع پس اللہ تعالےٰ پہلے مہاجرین اور انصار اور اُن کے تابعین بالاحسان کے حق مین چار صفتین ارشاد فرماتا ہے اوّل یہ کہ اللہ عزّ اسمہ اُنسے راضی ہے دوئم یہ کہ وہ لوگ اللہ سے راضی ہین سوئم یہ کہ اللہ بموجب وعدہ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ کے انکو یقیناً بہشت مرحمت کریگا چہارم یہ کہ بے شبہ وہ ابد الآباد تک اسمین رہین گے ولاشک حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی باعتبار ایمان اور ہجرت کے پہلے مہاجرین مین داخل ہین اسیوجہ اوصاف بعینہٖ

اونکے واسطے ثابت ہین **بقول المتمسک بولایۃ آلاٰل** یہ آیت فضیلت جناب امیر علیہ السلام
مین نازل ہوئی ہے اسلیئے کہ مراد سابقون سے سبقت فی الایمان ہے اور ہمکو آپ کے حضرات ثلاثہ کے ایمان
ہی مین کلام ہے دیکھو صاحب تفسیر ثعلبی نے جو کہ علماء معتبرین اہل سنّت سے ہین انہون نے اسمعیل بن
ایاس بن عفیف سے ایک روایت طولانی لکھی ہے جسکا مختصر خلاصہ یہ ہے اسمٰعیل کہتا ہے کہ میرا دادا بیان کرتا تھا
کہ مین حج کے ایام مین بطریق تجارت مکہ معظمہ کو گیا اور عباس بن عبد المطلب کے پاس جا کر ٹھہرا ایک روز مین
اور عباس منٰے مین تھے کہ ایک جوان آیا اور کعبہ کیطرف مُنھ کرکے کھڑا ہوا اور ایک لڑکا آیا اور اُس جوان کیجانب
راست کھڑا ہوا اور ایک عورت آئی وہ اُس جوان کے پیچھے کھڑی ہوئی اور اُس جوان نے رکوع کیا تو
اُن دو نون نے بھی رکوع کیا اور جب اُس جوان نے سجدہ کیا تو اُن دو نون نے بھی سجدہ کیا پس مین نے عباس سے
پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے انہون نے کہا کہ یہ جوان تو میرا بھتیجا ہے عبد اللہ کا بیٹا اور یہ لڑکا علیؑ ہے ابوطالب کا بیٹا اور
یہ عورت زوجہ اِس جوان کی ہے اور یہ جوان کہتا ہے کہ مجکو خدا نے پیغمبر کیا ہے اور اسکے دین کی پیروی
انہین دو شخصون نے کی ہے اور سوائے اِن تین شخصون کے اِس مرتبہ کا آدمی تمام روئے زمین پر کوئی نہین
ہے اور احمد بن حنبل اور ابن مغازلی شافعی نے لکھا ہے کہ نماز پڑھی علیؑ نے ہمراہ جناب رسول خداؐ کے سات
برس سب آدمیون سے پہلے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد سبقت سے سبقت الی الموت ہے کہ جو لوگ مہاجرین
اور انصار مین سے اِس آیت کے نازل ہونیسے پہلے اپنے ایمان صحیح پر مر گئے وہ بہشت مین اپنے درجون
کو دیکھ کر بہت راضی ہوئے اور خدا تعالیٰ اُنکے ایمان پر مرنے سے بہت راضی ہے اور اسیواسطے خدا تعالیٰ نے
رضی کو ماضی کے صیغہ مین لایا ہے اور اگر بالفرض یہان سبقت الی الہجرۃ ہی مُراد لیجاوے تو اُسمین بھی وہی
ایمان شرط ہے پس یہ آیت بھی مثل آیت سابقہ کے فضیلت مومنین موقنین مین سمجھی جائیگی نہ کہ منافقین
مرتدین مین خواہ وہ مہاجرین مین سے ہون خواہ انصار مین کسواسطے کہ منافق اور کافر کی ہجرت اُن کے
لئے کچھ مفید نہین چنانچہ طبقات مین لکھا ہے کہ عبد اللہ بن اریقطہ دیلمی کہ ایک کافر تھا اور وہ بھی وقت ہجرت

رسول اللہ کے ہمراہ ہوا تھا اور اُسکے نام و نسب مین کسیقدر اختلاف بھی واقع ہوا ہے شاہ عبد الحق دہلوی
جذب القلوب مین فرماتے ہین شخصے از بنی دیل کہ نام او رقیط بود در کار ہدایت و بدرقگی ماہر و بامانت و حفظ
اسرار مشہور بود اجیر گرفتند تا بعد از سہ روز ہر دو اشتر را بجبل ثور حاضر آورد و این رقیط ہم در دین کفار بود
انتہی اور بعضون نے کہا ہے کہ ہجرت سابقہ اولیٰ وہ ہے جو طرف حبشہ کی بمعیت حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ
کے واقع ہوئی ہے اور باتفاق اہل تواریخ آپکے حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان اور اُنکے معتقدین اُس ہجرت
مین ہرگز ہرگز شریک نتھے **قال المرتبک فی الضلال** ششم آیت سورہ فتح کی لقد
رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِہِمْ
فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْہِمْ وَاَثَابَہُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا وَّمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَہَا
وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا وَعَدَکُمُ اللّٰہُ مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً تَاْخُذُوْنَہَا فَعَجَّلَ لَکُمْ ہٰذِہٖ
وَکَفَّ اَیْدِیَ النَّاسِ عَنْکُمْ وَلِتَکُوْنَ اٰیَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَیَہْدِیَکُمْ
صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا وَّاُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْہَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰہُ بِہَا وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا
ترجمہ تحقیق راضی ہوا اللہ ایمان والون سے جسدم بیعت کرتے تھے تیرے تئین نیچے درخت کے پس جانا اُس
چیز کو کہ انکے دلون مین ہے پس نازل کی تسکین انپر اور ثواب دیا انکو فتح قریب اور غنیمت بہت کہ لیتے
ہین اُسکو اور اللہ غالب حکمت والا وعدہ دیا تمکو اللہ نے غنیمت بہت کا لیتے ہو تم اُسکو پس جلدی کی واسطے
اسکی اُسنے اور باز رکھا ہاتھ آدمیونکا اوپر تمہارے اور تاکہ ہو نشانی واسطے ایمان والونکے اور ہدایت کرتا ہے
تمکو راہ راست کی اور دوسرے وے لوگ جو اُنپر قادر نہین ہوئے اور تحقیق اللہ نے احاطہ کیا ساتھ اُن کے
اور ہے اللہ ہر چیز پر قادر ۔ فقط شان نزول اس آیت شریف کی یہ ہے کہ حضرت پیغمبر برحق نے عمرہ کا ارادہ
فرمایا تھا پس حضرت نے اعراب اور بادیہ نشینون کو دعوت کی تاکہ اس سفر مین ہمراہ ہون یہ اندیشہ حضرت کا
اس پیش بینی کی راہ سے تھا کہ مبادا کفار اشرار مکہ معظمہ مین جدال و قتال کرین اور اندر مکہ کی جانیسے مانع

ہون لیکن اکثر اعراب نے آپ کی دعوت قبول نکی اور اس سفر مین جناب کی ہمراہ نہوئے مگر وہی خالص مخلص
اصحاب جو سراپا ایمان تھے ہمراہ ہوئے مکہ کے قریب پہنچے تو قریش مانع ہوئے تب حضرت نے حراش کو اہل مکہ کے
پاس بھیجا مگر کفار اسکے قتل کے درپے ہوئے وہ واپس آیا پھر حضرت عثمان غنی کو بھیجا مگر مکہ والون نے حضرت
عثمان غنی کو قید کرلیا اور تمام مین آپکے قتل ہونیکی خبر مشتہر ہوئی حضرت نے اپنے سچے اور پکے یارون کو
جنکی تعداد باختلاف روایات چارسو سے دو ہزار تین سو تک تھے جمع فرمایا پھر حضرت نے ایک درخت کے تلے
بیٹھ کر بیعت لی کہ قریش سے خوب جنگ کرین اور کسیطرح سے مُنھ نہ پھیرین چنانچہ اُن تمام ہمراہیان جانثار
نے بدل خوشی بیعت کی اور سوائے قید بن قیس منافق کی کسی نے اس کارخیر مین مخالفت نکی چونکہ اس سفر مین
منافقون کا نفاق اور مخلصون کا اخلاص صاف صاف کھل گیا اسی سبب سے اسکو بیعت الرضوان کہتے مین
فقط اس آیت شریف مین جو حضرات شیعہ تاویلات کرتے ہین مع اُنکے مجتہدونکے اختلافات کے بیان کیجاتی
ہین قاضی نور اللہ شستری نے مجالس المومنین مین لکھا ہے ازان فعل خاص کہ بیعت است وکسے منکر این نیست
کہ بعضے از افعال حسنہ مرضیہ از ایشان واقع است سخن درین است کہ بعضے افعال قبیحہ از ایشان بوجود
آمدہ کہ مخالف آن عہد وبیعت است چنانکہ درامر خلافت اور صاحب تقلیب المکاید بجواب کیدنود ویکم
تحفہ اثنا عشریہ کے یہ کہتا ہے کہ اما بودن ابوبکر وعمر در اہل رضوان پس فایدہ بحال ایشان نمیرساند زیرا کہ حق سبحانہ
تعالے می فرماید اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ این کلام معجز نظام دلالت میکند برانیکہ اہل بیعت رضوان نکث
بیعت خواہند کرد۔ دیکھو ان متعصبون نے کیسے کلام الٰہی کے معنی بدلے ہین اور کیسے تاویلین بیجا کی ہین
کہ جسکا سر نہ پاؤن بقول شخصے۔ مارے جنواڑ جائے خیرآباد۔ اگر شیعہ بموجب آیہ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ
اللّٰہِ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کے مجبور اور معذور نہوتے تو بیشک مثل یہود ونصاریٰ کے
ضرور تحریف وتبدیل کلام الٰہی مین کرڈالتے اب اُن صاحبون کا بھی قول سُنئے جو مخالف ان دونون ل
مذکورہ بالا کے ہے اور موافق ہماری تفسیر علامہ کاشانی مین یون مرقوم ہے کہ آنحضرت فرمودند بدرخ

نزدیک کس از آن مومنان کہ در زیر شجرہ بیعت کردند اور ترجمہ کشف الغمہ میں یون لکھا ہے کہ از جابر بن عبد اللہ انصاری روایت است کہ ما در آن روز ہزار و چہار صد کس بودیم در آن روز من از حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شنیدم کہ آنحضرت خطاب بحاضران نمود و فرمود کہ شما بہترین اہل روے زمین اید و ما ہمہ در آن روز بیعت کردیم و کسی از اہل بیعت نکث نمود مگر قید بن قیس کہ آن منافق بیعت خود را شکست اس روایت سے چند فوائد حاصل ہوئے اوّل یہ کہ بیعت الرضوان میں چودہ سو اصحاب تھے دوم یہ کہ حضرت نے انکو اپنی زبان مبارک سے بہترین اہل زمین کا کہا سیوم یہ کہ سوائے ایک منافق کی کسی نے بیعت نہین توڑی اگر شیعون کے شہید ثالث زندہ ہوتے تو ہم انکو حضرت جابر کی روایت دکھلاتے اور انسے ہی انصاف اور ایمان داری کی داد چاہتے اور کہتے مصرع اگر تو مے ندہی داد روز دادے ہست ہان یہ امر بھی اسموقع پر لکھنا ضرور ہے کہ شاید شیعہ طعن کرین کہ بیعت الرضوان میں حضرت عثمان تو شریک ہی نہ تھے تو ہم یہ جواب دین کہ اگرچہ حضرت عثمانؓ شریک بیعت الرضوان نہ تھے مگر حضرت رسالت پناہ کو انسے استقدر محبت تھی کہ باوجود عدم موجودگی کے انکو بیعت کے وقت شریک فرمایا اور کیسا شریک کہ خاص اپنے دست پاک کو دست عثمان بنایا چنانچہ روضہ کلینی کی حدیث اسپر دال ہے فَلَمَّا انْطَلَقَ عُثْمَانُ لَقِیَ اَبَانَ بْنَ سَعِیْدٍ فَتَاَخَّرَ عَنِ السَّرْجِ فَحَمَلَ عُثْمَانَ بَیْنَ یَدَیْہِ الیٰ آخر ترجمہ پس جسوقت چلا عثمان ملا ابان بن سعید پس ہٹ گیا زین سے پس سوار ہوا عثمان آگے اسکے اور داخل ہوا عثمان پس معلوم کیا انہون نے اور تھا حلنا پس بیٹھا سہل بن عمر رسول اللہ کے پاس اور بیٹھا عثمان مشرکین کے لشکر مین اور بیعت لی رسول اللہ نے مسلمانون کی اور مارا ایک ہاتھ اپنا دوسرے ہاتھ پر واسطے عثمان کے اور کہا مسلمانون نے کہ خوشا حال عثمان کا کہ انکو طواف خانہ کعبہ کا نصیب ہوا حضرت نے فرمایا کہ یہ ممکن نہین کہ عثمان بغیر ہمارے طواف کرے پس جسوقت آیا عثمان فرمایا رسول اللہ نے کہا تو نے کعبہ کا طواف کیا عرض کی کہ مین بغیر حضور کے کسطرح سے طواف کرتا اور اسیطرح سے حملہ حیدری مین منظوم ہے۔ طلب کرد پس اشرف انبیا۔ ز اصحاب

عثمان صاحب حیا۔ با او ہم ہمان گفت خیر البشر۔ کہ زان پیشتر گفتہ بد با عمر۔ بو سید عثمان زمین زمان
بمقصد روان شد چو تیر از کمان۔ اے گروہ ابن سبا خدا اور رسول کیواسطے ذرا تو اپنے جیمین انصاف کرو
کہ تمہارے مورخ اور مفسر اور محدث کیسے کیسے فضائل اور کمال اصحاب رسول اللہ صلعم کے لکھتے ہیں اور اُنکے
ایمان و اسلام کو تسلیم کرتے ہیں اور پھر بھی تم اپنے علمار کے مخالفت پر کمر باندھتے ہو حق یہ ہے کہ شعر
کہ نیش عقرب از پے کین است ۔ مقتضائے طبعتش این است **بقول المتمسک بولایۃ الال**
یہ آیہ وافی ہدایہ بھی مثل آیات سابقہ کے مومنین موقنین ہی کی شان مین نازل ہوئی ہے نہ کہ منافقین
مرتدین کی شان مین بلکہ آیات دیگر سے صریح تر ہے کہ لفظ مومنین کی تصریح خود آیت مین موجود ہے پس
جناب باری فرماتا ہے کہ تحقیق خدا راضی ہوا مومنین سے نہ کہ منافقین سے جسوقت کہ انھوں نے تحت شجرہ
بیعت کی اب ہم تمسے پوچھتے ہین کہ تمکو یہ کیا خبط سمایا ہے کہ جن آیات بیّنات مین مومنین مخلصین
کی صفت ہے اُن آیات کو تم اپنے حضرات ثلاثہ کے واسطہ کیون متقرر کرتے ہو اور کس غرض سے شیعونکے سامنے
پیش کرتے ہو شیعہ تو تمہارے حضرات ثلاثہ کو مومن ہی نہین جانتے بلکہ منافق اور مرتد بتاتے ہین پھر تمہارے
اس لکھنے کو وہ کسطرح تسلیم کرسکتے ہین پہلے تم اپنے حضرات ثلاثہ کا ایمان حقیقی تو ثابت کرلو بعد مین آیات
فضیلت کیطرف رخ کرنا تمنے ایک اسی بحث مین کتنے ہی رنگ بدلے ہین پہلے تو لکھتے ہو کہ اکثر اعراب نے آنحضرت
صلعم کی دعوت قبول نہ کی اور اس سفر مین آنجناب کی ہمراہ نہوئے مگر وہی خالص مخلص اصحاب جو سراپا ایمان
تھے ہمراہ ہوئے جب مکہ کے قریب پہنچے تو حضرت نے اپنے اُن سچّے اور پکّے یارونکو جمع فرمایا اور ایک درخت
کے نیچے بیٹھ کر اُنسے بیعت لی کہ قریش سے خوب جنگ کرین اور کسیطرح مُنہ نہ پھیرین اور بعد اُسکے پھر
لکھتے ہو کہ سوائے قید بن قیس منافق کے کسی نے اس کار خیر مین مخالفت نکی اور اسیطرح سے تمہارے
مولوی مہدی علی بھی اپنی کتاب آیات بینات مین تحریر فرماتے ہین کہ سوائے قید بن قیس منافق کے
کسی نے تخلف اس بیعت سے نہین کیا اور پھر تم لکھتے ہو کہ اس سفر مین منافقون کا نفاق اور مخلصونکا

اخلاص صاف کھل گیا خدا کی پناہ تمنے تو صرف پانچ سات ہی سطر کی عبارت مین اچھا بازیگرون کا سا تماشا کر دکھلایا کیون حضرت بقول تمہارے اس سفر مین تو منافقین مین سے کوئی ساتھ ہی نہ تھا پھر نفاق کیسے ظاہر ہوگیا اور قید بن قیس منافق بوند کا سا ہے نہ کہان سے نکل آیا لیجئے جناب خانصاحب بیعت تحت شجرہ کا تو شیرازہ آپ ہی کے علمادین نے توڑ کر آپکے حوالہ کر دیا باقی رہی سہی کا بخیہ راقم ادھیڑ کر آپکو دکھلائے دیتا ہے۔ پس اس سے ہمکو بخوبی ثابت ہوگیا کہ جنکو تمنے خالص اور مخلص سمجھا تھا انہین مین منافق بھی موجود تھے دیکھو تم اپنی تفسیر ثعلبی کی سورہ فتح کو کہ اسمین صاف لکھا ہے کہ صلح حدیبیہ مین حضرت عمر کو جناب ختمی مآب کی نبوت مین انتہا درجہ کا شک پیدا ہوا اور جنگ حنین کے بھاگنے والونکی نسبت صحیح مسلم مین عباس عم رسول اللہ سے یہ روایت ہے کہ اُس روز جناب رسول خدا ایک بغلہ بیضا پر سوار تھے اور جسوقت مسلمانون نے کفار سے صف جنگ مین باہم ملاقات کی تب مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگے اور جناب رسول خدا نے اُسوقت بنفس نفیس قصد جہاد کیا اور اپنی بغلہ کو باوجود قلت رفقاء اور غدر مسلمانون کے بکمال شجاعت و دلیری طرف کفار کے بڑھے جاتے تھے اور رجز مین یہ فرماتے تھے انا ابن عبد المطلب انا النبی لا اکذب پس عباس کہتے ہین کہ آنحضرت نے مجھسے فرمایا کہ اے عباس اصحاب سمرہ کو یعنی اصحاب بیعت رضوان کو جنہون نے مرنے اور مارنے اور عدم فرار پر بیعت کی تھی پکارو کہ کیون بھاگے جاتے ہو پس عباس کہ بہت بلند آواز تھے اسطرح پکارنے لگے کہ این اصحاب السمرۃ یعنی کہان جاتے ہو اے بیعت کنندگانِ زیر درخت کیا ایسے بھاگنے پر تمنے بیعت کی تھی انتہی اور کتاب منہاج السنۃ مین لکھا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ابو العادیہ اور ابن ابو العادیہ نے کہ وہ دونو سابقین اور بیعت کنندگان شجرہ سے تھے اور کنز العمال مین یہ حدیث لکھی ہوئی ہے قاتل عمار وسلبہ فی النار یعنی قاتل عمار آتش دوزخ مین ہے اور مسند احمد بن حنبل مین لکھا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ داخل بیعت رضوان تھا اور سب جناب امیر کر تا تھا علاوہ اسکے زانی بھی تھا اور مدارج النبوت مین لکھا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ تدبیر امارت یزید مین مشغول

Presented by Ziaraat.Com

رہتا تھا اور اِس مقام کی واسطے ایک روایت تو ہمکو ایسی دستیاب ہوئی ہے کہ اُسکو دیکھکر اگر غیرت ہوگی تو خانصاحب چلّو بھر پانی مین ڈوب مرینگے چنانچہ کتاب استیعاب مین ابن عبد البرؒ کہ بڑے معتبرین اہل سنت سے ہین اسطرح تحریر فرماتے ہین کہ عبد الرحمٰن بن عدیس مصری ادن لوگونسے تھا کہ جنہون نے تحت شجرہ جناب رسول خدا سے بیعت کی تھی اور وہ سردار تھا اُس لشکر کا جو مصر سے طرف مدینہ کی آیا تھا اور محاصرہ کیا حضرت عثمان کا اور اُنکو قتل کیا اب ہم حیران ہین اس بات پر کہ قاتل او مقتول دونو اہل بیعت شجرہ سے تھے تو ضرور ہوا کہ حضرات اہلسنّت یا تو دونو کو جنتی کہین یا دونو کو جہنمی اور اگر ایک کو جنتی اور دوسری کو جہنمی کہینگے تو ترجیح بلا مرجح او قضیات بیعت شجرہ مین موافق عقیدہ اہلسنّت کے سراسر قباحت او نقصان لازم آویگا او صاحب تقلیب المکائد نے جو بجواب کید نود و یکم تحفہ اثنا عشریہ کے لکھا ہے بہت صحیح اور درست ہے اور تمکو اتنی لیاقت کہان جو تم اُس عبارت کی خوبی کو پہچانو اور تم نے جو یہ کلمہ آخر مین صاحب تقلیب المکائد کی نسبت حقارت سے تو تڑاخ کرکے لکھا ہے کہ صاحب تقلیب المکائد بجواب کید نود و یکم تحفہ اثنا عشریہ کی کہتا ہے سو ہم بھی اگر تمہاری مولوی عبد العزیز صاحب مؤلف تحفہ کو اسیطرح سے لکھین تو دیکھو تمکو بُرا معلوم ہوتا ہے یا نہین اور اسی باعث سے ہمنے اسجگہپہ تمہاری تعظیم اور تکریم کو بھی برطرف کرنا چاہا تھا مگر کیا کرین کہ تہذیب اخلاق اسکا بھی مانع ہوا اور کلام الٰہی کے معنی بدلنا اور اُسکو آگ سے جلانا اور تاویلین بیجا کرنا یہ تو سُنیّونکا ہی کام ہے شیعہ تو ایسے حرکات قبیح سے نہایت پرہیز رکھتے ہین اور کلام الٰہی مین تحریف اور تبدیل کرنا بھی مثل یہود و نصارا کے تمہارے ہی علما نے حضرت عثمان کو لکھا ہے نعوذ باللہ من ھذا الاعتقاد اور صاحب تقلیب المکائد نے آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا کا اشارہ کیا ہے تو کیا بیجا کیا خدا تعالےٰ خود فرماتا ہے کہ جن لوگون نے تجھسے بیعت کی ہے انہون نے خدا سے بیعت کی یعنی عہد و پیمان کرنا تجھسے حقیقت میں

خدا سے عہد و پیمان کرنا ہے پس جس شخص نے اس بیعت کو توڑا ایس نہین توڑا ہے مگر واسطے ضرر اپنے نفس کے
اور جس شخص نے وفا کی ساتھ عہد و پیمان خدا کے پس قریب ہے کہ دیگا خدا اُسکو اجر عظیم انتہے۔ پس یہ آیۃ لقد
بھی اسی بیعت حدیبیہ مین جسکو بیعت رضوان کہتے ہین نازل ہوئی ہے چنانچہ بیضاوی نے اپنی تفسیر مین
اسکا ذکر فرمایا ہے اور بعض مفسرین نے اسکی تصریح کی ہے کہ یہ آیۃ اگرچہ ترتیب عثمانی مین مقدم ہے مگر
تنزیل قرآنی مین مؤخر ہے اور قاضی نور اللہ شستری اعلی اللہ مقامہ کا وہ فقرہ لکھنا ہرگز اسپر دلالت
نہین کرتا کہ آپکے صحابہ کبار اوّل سے منافق نہ تھے اسلئے کہ بعض افعال حسنہ کا اونسے سرزد ہونا اُن کے
کامل الایمان ہونیکی دلیل نہین ہے کیونکہ بعض افعال حسنہ تو کفار اور منافقین سے بھی واقع ہوتے ہین
جیسا کہ حدیث النبی حبیب اللہ ولو کان کافرا سے پایا جاتا ہے بلکہ شہید ثالث قاضی
نور اللہ شستری کا یہ فرمانا کہ بعض افعال حسنہ مرضیہ از ایشان واقعست دلیل صریح ہے اوپر نفاق
اُن لوگون کے اسلئے کہ اگر بقول آپکے وہ پکے مومن ہوتے تو سب افعال اُن کے حسنہ ہی ہوتے اور جب فقط
بعض افعال حسنہ ہوئے تو بیشک وہ منافق تھے کہ بعضے ظاہری افعال اُنکے حسن تھے اور باطنی افعال اُن کے
سب کے سب قبیح تھے اور تم جو یہ کہتے ہو کہ شیعون کے شہید ثالث اگر زندہ ہوتے تو اُنکو ہم حضرت جابر
کی روایت دکھلاتے اجی حضرت شہید ثالث قاضی نور اللہ شستری علیہ الرحمہ تو فاضل اجل و عالم متبحر
نایب امام العصر تھے انکو تو تم کیا دکھلاتے ہم لوگ تو اُنکے مقلدین مین داخل ہین اگر آپ ایسے ہی مرد میدان ہنر
ہین تو ذرا فقیر ہی تک قدم رنجہ فرما کر وہ روایت پیش فرمائے اُسوقت آپ ملاحظہ فرمالیجیگا کہ آپکی چین چرٹ
بکار آمد ہو سکتی ہے یا حقّت کے گھاٹ صاف اوتارے جاتے ہو۔ بفضلہ تعالے ہم تو حاضر ہین ہمین
میدان ہمین گو۔ ترجمہ کشف الغمہ سے جو روایت جابر بن عبد اللہ انصاری کی سند ؐ پیش کی ہے
اور اسپر تم بہت کچھ ناز اور افتخار کرتے ہو یہ تمہارا فخر اور ناز کرنا ہمارے نزدیک محض بے سرو پا ہے اسواسطے

ؐ اور یہ بھی ثابت ہے کہ جب کوئی فعل حسن بریا و سمعہ واقع ہو تو وہ بالکل نادرست اور فاعل ایسے فعل کا گناہ گار ہے۔ ۱۲

کہ اصل اس روایت کی سُنیّون کی صحیح مسلم مین اور بعض فقرات ازالۃ الخفا مین موجود ہین اور ہم
کشف الغمہ کو بخوبی جانتے ہین کہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اُسکے مصنف علیہ الرحمہ نے خود ہی اُسکی اخیر خطبہ
مین صاف صاف لکھدیا ہے کہ مین نے اکثر حدیثین اسمین کتب مخالفین سے الزاماً علیہم نقل کی ہین پس
وہ مخالفین پر حجت ہوسکتے ہین نہ کہ شیعونپر باقی رہا ترجمہ اُسکا پس ہم نہین جانتے کہ مترجم کوئی معتبر
ہے یا غیر معتبر ہے محض ترجمہ پر اکتفا کی ہے یا اپنی طرف سے کچھ بڑھایا گھٹایا ہے پہلی اعتبار اُسکا ہمارے
علماء معتبرین کے اقوال سے ثابت کرو تب ہمپر اُس سے استدلال کرنا اور تمنے جو تفسیر کاشانی کا حوالہ
دیا ہے کہ آنحضرت فرمودند بدوزخ نرود یک کس از ان مومنان کہ در زیر شجرہ بیعت کردند۔ محض غلط
ہے بلکہ املا غلط انشا غلط اُس مین اس عبارت کا کہین پتہ و نشان ہی نہین اور بالفرض اگر یہ
عبارت اسمین موجود بھی ہوتی تو تمہارے مفید مطلب نہتی اسمین تو مثل کلام اللہ کی مومنون کی
تصریح ہے یعنی مومنان بیعت کنندگان دوزخ مین نجائینگے نہ یہ کہ منافقان بیعت کنندگان اور
نہ یہ کہ مطلق بیعت کنندگان دوزخ مین نجائینگے خواہ بمقتضاء بیعت اُسپر قائم رہین یا نکث عہد و
پیمان کرکے فَمَن نَکَثَ مین داخل ہوون اور روایت روضہ کلینی سے جو تمنے لکھی ہے وہ اخبار
احاد سے ہے جو مقام اعتقاد مین بکار آمد نہین ہے اور دیگر روایات بھی مطابق اسکے نہین ہین
اور یہ روایت موافق مذہب سنیون کے ہے اور اصل اس روایت کی اہل سنّت ہی کی کتابون مین
مذکور ہے چنانچہ صحیح بخاری مین موجود ہے اور ازالۃ الخفا مین شاہ ولی اللہ نے چند مقام پر اسکا
ذکر کیا ہے پس محمول علی التقیہ بھی ہوسکتی ہے اور علاوہ اسکے اس روایت سے صاف مقصود اہلسنت
حاصل نہوگا اسلیئے کہ اسمین فقط اتنا ہی ہے کہ حضرت نے ایک ہاتھ اپنا دوسرے ہاتھ پر مارا واسطے عثمان
کے تاکہ وہ بھی شریک بیعت ہوجاوے نہ یہ کہ نعوذ باللہ منہا اپنے ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ قرار دیا ہو بلکہ یہ
امر واسطے اسکے تھا کہ بیعت عثمان کی بھی مستحکم ہو کہ وہ اپنی بیعت ثمرہ اور طریقہ مرضیہ کو جو کہ قرار تھا

Presented by Ziaraat.Com

شاید چھوڑ دین اور یہ واسطے اتمام حجت کے کیا گیا اور ہاتھ پر ہاتھ مارنے سے یہ مطلب ہرگز نہ تھا
کہ میرا ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے اگرچہ حضرت عثمان نے اس بیعت کو بھی جنگ حنین مین توڑ ڈالا اور جیش اسامہ سے
تخلّف کر کے کہ وہ بھی نکث اس بیعت کا تھا مستوجب لعن جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو گئے
اور حملہ حیدری کتاب تواریخ سے جو اشعار کہ تمنے نقل کئے ہین اسکا جواب یہ ہے کہ صاحب حملہ حیدری نے
کتاب مدارج النبوۃ وغیرہ سے اکثر روایات اہلسنّت کو تقیۃً عہد بادشاہ متعصب عالمگیر مین نقل کر کے
نظم کیا ہے اور جسجگہہ کہین موقع ملا ہے اُس جگہہ پر اشارہ اور کنایہ سے راویان مخالفین کی مخالفت
کو ظاہر بھی کر دیا ہے اور اپنے تئین صاف الزام اور اتہام سے علیحدہ کیا ہے چنانچہ اُن کے اس شعر پر
نظر کرنا چاہیئے ؎ من از گفت راوی بیان میکنم ۔ جو البش بر و گفتہ گر بیش و کم ۔ اور بعد فوت ہونے
عالمگیر بادشاہ کے عہد بہادر شاہ شیعہ مین اُنہون نے باقی ماندہ حملہ حیدری کو بلا تقیہ لکھا ہے اور
انشاء اللہ تعالے ہم آیہ غار کی بحث مین کچھ حال حملہ حیدری اور اسکے مصنّف کا اور بھی لکھینگے اُسجگہہ پر
بخوبی دیکھہ کر اپنی تسکین کر لینا اور اے گروہ یزید بے حیا و شمر روسیاہ ذرا تو خدا اور رسول کیواسطے
اپنی جی مین انصاف کرو کہ جن لوگون نے خاص پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے ساتھ یہ دغا بازی
کی کہ اُن حضرت صلعم کے ہاتھ پر اوّل تو بوعدہ جان نثاری بیعت کی اور جب جانفشانی کا وقت آیا تو معرکہ
کارزار مین جناب رسول کردگار کو کفار نابکار کے مقابلہ مین چھوڑ کر رو بفرار اختیار کیا اونکو تم اپنا ہادی
اور پیشوا اور اصحاب صدق و باصفا جانتے ہو اور درحقیقت جن اصحاب صدق و باصفا نے اطاعت خدا
اور رسول مین کبھی سر مُو فرق نہین کیا اور جہاد فی سبیل اللہ سے کسی حالت مین قدم پیچھے نہین ہٹایا
اُنکی حقارت اور مخالفت پر تم ہمیشہ کمر باندھتے رہتے ہو حق یہ ہے ؎ کہ نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است ۔ **قال المرتبک فی الضلال** نہم آیت
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ

Presented by Ziaraat.Com

تریٰهم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً سیماهم فی وجوههم من اثر السجود ترجمہ محمد رسول اللہ کا ہے اور جو لوگ اُسکے ساتھ ہین یعنی اصحاب باصفا زور آور ہین کافرون پر نرم دل ہین آپسمین تو دیکھے اونکو رکوع مین اور سجدے مین یعنی اکثر اوقات اُنکے نمازہی مین گذرتی ہے ڈھونڈتے ہین اللہ کا فضل یعنی ثواب آخرت اور اسکی خوشی پانا اونکا اُنکے مُنھ پر ہے سجدے کے اثر سے۔ اِس آیت شریف مین اللہ جل جلالہ اصحاب جناب رسالت پناہ صلعم کی تعریف و توصیف فرماتا ہے کہ یہ وہ لوگ یعنی اصحاب کافرونپر بڑے زور آور اور آپسمین بہت ہی مہربان اور نماز مین بکثرت مشغول اور ثواب اور رضامندی خدا کے طالب ہین پس جو شخص کہ دعوے اسلام کرے اور اصحاب باصفا کو اِس صفت مین موصوف نجانے وہ بیدین بالیقین گمراہ ہے

یقول المتمسک بولاء بنی الرسول

اے یارو ہم تمکو کہانتک سمجھاوین تمہاری تو ایسی اوندھی سمجھ ہے کہ جن آیات بینات کو خدا تعالیٰ نے صریح اور صاف طور سے مومنین قانتین اور مجاہدین مخلصین کی تعریف اور توصیف مین نازل فرمایا ہے اُنکو تم نہایت درجہ کی بے انصافی اور بے غیرتی سے اپنے حضرات ثلاثہ اور اُنکے تابعین معتقدین کی نسبت منسوب کرتے ہو اور حضرات ثلاثہ اور اُنکے تابعین منکرین کو اصحاب باصفا بتلاتے ہو ایک اِسی آیت شریف پر خیال کرو کہ یہ آیت بعد ستائش حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام کے خاص حضرت امیر المومنین امام المتقین قاتل المشرکین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مین نازل ہوئی ہے اور دیکھو تمنے کلام ربانی مین اپنے حضرات ثلاثہ کے عشق مین ڈوبکر کیسی کچھ تاویلین بیجا کین ہین کہ جسکا کچھ حساب اور شمار ہی نہین تمہارے حضرات ثلاثہ مین اشداء علی الکفار یعنی سخت ہین اوپر کفار کے کوئی بات بھی نہین پائی جاتی نہ کبھی تمہارے حضرات ثلاثہ نے کسی کافر کو معرکہ کارزار مین قتل کیا نہ کبھی خود زخم کھایا بلکہ جسقدر کہ غزوات عہد کرامت مہد حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم مین واقع ہوئے ہین اُن سب سے حضرات ثلاثہ نے فرار اختیار کیا اور حضرت رسول خدا اور علی مرتضیٰ علیہما السلام کو دشمنون کے مقابلہ مین چھوڑ دیا چنانچہ

Presented by Ziaraat.Com

کتاب مدارج النبوت وحبیب السیر وغیرہ مین صاف لکھا ہے کہ جنگ احد سے حضرت ابوبکر وعمر دونو مفرور ہوئے اور حضرت عثمان تو ایسا بھاگے کہ تین روز تک انکا کہین پتا بھی نہ لگا پھر بھلا تمہارے شیخین سے کفار نابکار کو کیا خوف ہوتا اور وہ کیا کفار پر سخت ہوتے اور جنگ خیبر مین جبکہ حضرت ابوبکر وعمر بھاگ گئے تھے تو حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسطرح فرمایا تھا لاعطین الرایۃ غداً رجلاً کراراً غیر فرار یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ لایرجع الا یفتح اللہ علی یدیہ یعنی کل کو مین علم لشکر ایسے شخص کو دونگا جو بڑا شجاع ہے کبھی نہین بھاگتا ہے اور خدا اور رسول کو کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اسکو دوست رکھتے ہین نہین لوٹیگا وہ جب تک اللہ تعالیٰ اسکے ہاتھ پر فتح دے پس یہ بات تو تواریخ معتبرہ فریقین سے ظاہر ہے کہ دوسرے دن غزوہ خیبر مین حضرت رسولخدا صلعم نے وہ علم لشکر حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو تفویض کیا اور حضرت امیر کی دلیری اور شجاعت سے وہ جنگ اسی روز فتح ہو گئی اور مدارج النبوت مین لکھا ہے کہ غزوہ احزاب جسکو جنگ خندق بھی کہتے ہین ابوسفیان کی طرف سے ایک بڑا جسیم پہلوان کہ جسکا نام عمر بن عبدود تھا لشکر اسلام کے مقابلہ کو آیا تو حضرت رسولخدا نے حضرت عمر کی طرف اسوقت خطاب کرکے فرمایا کہ تم جاؤ اور اس کافر سے لڑو مگر انہون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھکو طاقت اسکے مقابلہ کی نہین ہے اوسوقت جناب رسولخدا صلعم نے حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا علیہ السلام کو اجازت جہاد کی عطا فرمائی اور اپنے ہاتھ سے عمامہ اونکے سر اقدس پر باندھا اور اسروز حضرت امیر علیہ السلام کے پاس گھوڑا سواری مین نہ تھا اور عمر بن عبدود گھوڑے پر سوار تھا مگر باوجود پیدل ہونیکے جناب حیدر کرار مقبول شیر کردگار نے عمر بن عبدود لعین کو قتل کر ڈالا جسسے اسلام کی پشت قوی ہو گئی اور کفار کے دل ٹوٹ گئے اب ذرا تم ہی انصاف سے کہدو کہ اشداء علی الکفار کی صفت کس صاحب پر پائی جاتی ہے آیا حضرت علی مین یا تمہارے عمر مین اور رحماء بینہم کی اب تفسیر سنئے یعنی آپسمین رحمدل ہین پس حضرات معصومین اہلبیت علیہم السلام کا آپسمین رحمدل ہونا تمام زمانہ پر ظاہر و باہر ہے کہ جسکی تحریر کرنیکی کچھ ضرورت

نہیں علاوہ اِسکے حضرت امیر علیہ السلام کا حضرت سلمانؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ اور عمارؓ صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ شفقت کرنا مع دیگر مومنین موقنین کی کہ جنکے نام اور نشان ہمارے شہید ثالث نے مجالس المومنین میں رقم فرمائی ہیں بخوبی متحقق ہے اور اصحاب ثلثہ کو جو تم رُحَمَاءُ بَیْنَہُمْ کہتے ہو تو اُنکی رُحَمَاءُ بَیْنَہُمْ کی کیفیت ہے کہ باوجود فرض ہونے محبت اہلبیت علیہم السلام اور فرض ہونے اُن کی پیروی کے اصحاب ثلثہ نے اُنسے رنجش کی اور طرح طرح کی اذیت پہنچائی خلافت کے دباؤ کے لیے بضعۃ رسول خدا پر ظلم و ستم روا رکھا سعد بن عبادہ و مالک بن نویرہ وغیرہ صحابہ شہید کرائے گئے شہر سے حضرت ابوذر غفاری بھی نکلوائے گئے عمارؓ بن یاسر کو صدمات شدید پہنچائے گئے منافقین کو بہت کچھ عروج دیا گیا مطرودان و مغضوبان نبیؐ کو مدینہ طیبہ میں بلا کر ندیم سلطنت بنایا گیا اور رکوع اور سجود کرنے پر بھی حضرات ثلثہ کی اب نظر کرنا چاہیئے کہ جب حضرت جناب رسول خدا صلعم کے ساتھ سے نماز چھوڑ کر واسطے لہو ولعب اور تجارت کے بھاگ جاتے تھے تو خدا تعالیٰ نے ان کے حق میں آیت وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوَاً انْفَضُّوْٓا اِلَیْھَا وَتَرَکُوْکَ قَآئِمًا کو نازل فرمایا یعنی جب دیکھتے ہیں اصحاب ہی تجارت کو یا لہو لعب کو تو جاتے ہیں طرف اُسکی اور چھوڑ دیتے ہیں تجھکو کھڑا ہوا نماز میں کہہ اے پیغمبر صلعم کہ جو کچھ خدا کے نزدیک ہے وہ بہتر ہے لہو اور تجارت سے انتہی اور ہمارے حضرت امیر علیہ السلام کا نماز پڑھنا تو ایسا تھا کہ جنکی نماز عصر کی خاطر سے خدا تعالیٰ نے دوبار ردّ شمس کیا چنانچہ اسماء بنت عمیس سے ایک روایت ہے کہ ایک روز بوقت نزول وحی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سر اپنا جناب علیؑ مرتضیٰ کے زانو پر رکھے ہوئے تھے کہ سورج چھپ گیا تب حضرت رسول خدا نے دریافت کیا کہ اے علیؑ نماز عصر فوت ہوئی آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اشاروں سے میں نے ادا کی ہے پس فرمایا حضرت نے کہ تم دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ چھپے ہوئے سورج کو لوٹا دے پس حضرت امیرؑ نے دعا کی اور سورج چھپا ہوا لوٹ آیا اور نماز عصر بخوبی وقت پر ادا کی اور اسبات کو تمہارے ملا جامی نے بھی اپنے شواہد النبوت میں بعبارت فارسی یوں رقم فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ برائے وے دوبار ردّ شمس کردیکے

Presented by Ziaraat.Com

بعد رسول اللہ صلعم کے بعد خاص او انتہی اور مدارج النبوۃ اور تاریخ خمیس اور معارج ملا معین مین کہ کتب معتبر اہلسنت سے ہین اسکو تفصیل لکھا ہے اور مسجد کوفہ مین بحالت نماز او جناب کا شہید ہونا تو اکثر کتب معتبر صحیحہ سے واضح ہے اور سِیمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ کے بعد خدا تعالے نے یہ بھی فرمایا ہے ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ اس آیت کے ٹکڑے کو تمنے بخوف اسکے کہ آپ کی چالاکی اور دغابازی سب کھل جاویگی نہین تحریر کیا توریت اور انجیل مین درحقیقت تمہارے کسی صحابی کا ذکر نہین ہے مگر ہان جناب امیر علیہ السلام کا توریت اور انجیل مین البتہ ذکر موجود ہے چنانچہ ملا جامی نے اپنی شواہد النبوت مین بخوبی تحریر فرمایا ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کا دریا کے کنارہ پر تھا کہ ایک راہب نصارے جسکا نام شمعون بن یوحنا تھا حاضر ہوا اور کتاب ساوی آپکے سامنے اسنے پڑھی کہ جسمین ذکر جناب سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر جناب امیر علیہ السلام کا درج تھا اسیحال کتاب مین سنکر حضرت علی مرتضے علیہ السلام نے فرمایا الحمد للہ الذی لم اکن عندہ منسیًا وکنت فی کتبہ مذکورًا اینما الحمد للہ الذی لم یجعلنی عندہ منسیًّا والحمد للہ الذی ذکرنی فی کتب الابرار اب جبکہ ثابت ہے کہ جو شخص دعوے اسلام رکھتا ہو اور ایسے صریح فضائل اہلبیت علیہم السلام کو بیجا جانے اور اپنے سوء اعتقادی اور کم ظرفی سے شمان اہلبیت علیہم السلام کی تعریف اور توصیف قرآن مجید اور توریت اور انجیل مین بتاوے وہ بیشک ہمارے نزدیک گمراہ اور مردود ہے اور ہمکو ایسے بیدین ملعون سے کمال درجہ کی نفرت ہے قال المرتاب فی الضلال دہم آیت وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ

سـ ۵ معارج النبوت مین بھی بخوبی لکھا ہے کہ ذکر جناب امیر کا کتب سابقہ مین موجود ہے ۔ ۱۲ ۔

ترجمہ جہاد کرو اللہ کیواسطے یعنی خدا کے دشمنون سے ظاہری ہون مثل کفار و مشرکون کے باطنی ہون
مثل نفس امارہ و حرص و شہوت کے جیسا کہ چاہیئے جہاد کرنا یعنی دل کی صفائی اور خلوص نیت سے۔ اُسنے تمکو پسند
کیا اور نہین رکھی تمپر دین مین کچھ مشکل مذہب تمہارے باپ ابراہیم کا اُسنے نام رکھا تمہارا مسلمان حکم بردار پہلے
سے یعنی قرآن سے اگلی کتابون مین اور اس قرآن مین تاکہ ہو رسول بتانیوالا تمپر اور تم ہو بتانے والے لوگونپر
سو کھڑی کرو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور بھروسا کرو اللہ پر وہ تمہارا صاحب سو اچھا صاحب ہے اور اچھا مددگار
دیکھو رب جلیل اصحاب رسول اللہ کی شان مین مسلمان کا لفظ ارشاد فرماتا ہے نہ شیعہ امامیہ کا۔ **یقول**
المتمسک بولایت الآل ہم بارہا لکھ چکے ہین کہ اصحاب رسول اللہ جو خالص اور مخلص شیعہ امامیہ تھے
اور مشایعت و متابعت اہلبیت علیہم السلام کی اپنی ذات پر لازم اور واجب جانتے تھے البتہ اُن کی
خدا تعالےٰ تعریف و توصیف فرماتا ہے اور اُن کے فضائل اور مراتب کا ہرگز ہرگز کوئی شیعہ منکر نہین ہے بیشک وہ سچے
مسلمان اور پکّے ایمان دار تھے اور اُنکی شان مین حدیث شیعۃ ہم الفائزون یوم القیامۃ
وارد ہے لیکن تمکو جناب صاحب اُنسے کیا مطلب اور کیا نسبت تم اپنے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و طلحہ و
زبیر و ابو العادیہ و معاویہ وغیرہ کی خبر لو کہ جنہون نے اپنے نفاق باطنی کے باعث جہاد فی سبیل اللہ سے
ہمیشہ روگردانی کی اور نمازین ترک کرنا واسطے لہو لعب کے پسند کیا اور بوقت وفات رسول اللہ کے حضرت
رسول خدا کو تہمت ہذیان کی لگائی اور آیہ اِن ھُوَ اِلّا وَحیٌ یُوحیٰ کا کچھ بھی خیال نکیا اور بعد
رحلت جناب خاتم الانبیا صلوات اللہ علیہ وسلم کی تو دل کھولکر وہ غضب برپا کیے کہ جسکو ایک زمانہ جانتا ہے اور
تمہارے مخفی کرنے سے اُنکے وہ ظلم و ستم ہرگز نہین مخفی ہو سکتی مثل مشہور ہے کہ کیساہی بلی اپنے فضلہ
کو چھپاوے لیکن کہین اُسکی بوئے بد بھی چھپتی ہے **قال المرتبک فی الضلال**
یازدہم آیت سورہ توبہ کی اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ
یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْ

وَمَنْ اَوْفیٰ بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ
اَلتَّآئِبُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ تحقیق اللہ نے خریدی ایمان والون سے جان اور مال اُن کے اس قیمت پر کہ اُنکو بہشت ملیگا مقاتلہ کرتے ہین اللہ کی راہ مین پھر مارتے ہین اور مارے جاتے ہین یعنی کافرون کو فی النار کرتے ہین اور خود بھی جامِ شہادت سے سرشار ہوتے ہین وعدہ ہو چکا اُسکے ذمّہ پر سچّا توریت اور انجیل اور قرآن مین اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے زیادہ سو خوشیان کرو یعنی اسلام والو اِس معاملہ پر جو تمنے کیا ہے اُس سے کہ چیز فانی کو دیکر چیز باقی کو مول لیا ہے اور یہی ہے بڑی مراد ملنی توبہ کرنیوالے یعنی کفر اور شرک اور کبیرہ وغیرہ سے بندگی کرنیوالے یعنی اخلاص سے شکر کرنیوالے یعنی نعمتِ اسلام پر بے تعلق رہنے والے یعنی سبب روزہ رکھنے یا ہجرت کرنے یا لذات دنیا کی طرف دل نہ لگانے سے رکوع کرنیوالے سجدہ کرنیوالے حکم کرنیوالے نیک کام پر یعنی ایمان اور بندگی اور روزہ اور نماز اور حج اور زکوٰۃ اور منع کرنیوالے بُرے کامون سے یعنی کفر و شرک و سود و شراب و قمار وغیرہ سے اور تھامنے والے حدین اللہ کی باندھے ہوئین یعنی خلاف شرع شریف کے کوئی کام نہین کرتے اور خوشخبری سنا تو ایمان والونکو یعنی اللہ تعالےٰ نے اُنکو ایسی عمدہ صفتون کے ساتھ موصوف فرمایا دیکھو اللہ تعالےٰ کیسی کیسی تعریفین اصحاب مجاہدین کی فرماتا ہے اور کیسے کیسے وعدے دیتا ہے پس بے شک و شبہ یہ تمام اوصاف صحابہ رحمتہ العالمین مین یقیناً پائی جاتے ہین

یقول المتمسک بولایۃ الآل ہم بھی یہی کہتے ہین کہ یہ سب اوصاف مومنین مخلصین صحابہ رحمتہ للعالمین و مجاہدین اور زاہدین مین بیشک و شبہ پائے جاتے ہین اور کوئی شیعہ اسکا منکر نہین ہے واللہ اعلم اسکے لکھنے سے تمکو کیا فائدہ ہے تمہارے حضرات ثلاثہ اور اُن کے ہمرنگ تو اِس صفت مین داخل ہی نہین جناب خانصاحب اللہ تعالےٰ ہر ایک مسلمان کو اِس قسم کی ہٹ دھرمی سے بچائے بیجا تعصب کا مرض کسی کو

نہ لگائے آپنے یہ تازہ ستم ڈھایا ہے کہ اصحاب مخلصین مستحقین کو کہ جنکی شان میں آیات حمیدہ نازل ہوئیں
اُن کو تو غیر مستحق ٹھہرایا ہے اور جو در حقیقت اوصاف مندرجہ آیات مذکورہ سے خارج ہیں اور فی الواقع
اصحاب منافقین مرتدین فارّین غادرین کے زمرہ میں داخل ہیں اُنکو اوصاف ناجائز کا خلعت پہنایا ہے
پھر اور بھی کسی سے نہیں ہمسے ہی یہ بھی کہتے ہو کہ تمہارے اصحاب مجاہدین اور خلفاء راشدین ہیں سو ہم
تمہاری اس جعلسازی کو کب مانتے ہیں جن لوگوں نے جہاد فی سبیل اللہ سے ہمیشہ فرار اختیار کیا اور پیغمبر خدا
کو دشمنوں کے مقابلہ میں تنہا چھوڑ دیا اور اُن غزوات میں زخم کھانا تو کیسا کبھی نکسیر بھی اُنکی نہیں
پھوٹی اُن کو تمنے کمال نا انصافی اور ہٹ دھرمی سے مجاہد اور خلیفہ بنایا تو ایسی خود بنا لینے سے کیا کام چلتا ہے

قال المرتاب فی الضلال آیت دوازدہم وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۚ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۚ
وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۞ **ترجمہ** وعدہ کیا اللہ نے اُن لوگوں
کو جو ایمان لائے تم میں سے اور اچھے کام کئے یقیناً خلیفہ کریگا اُنکو ملک میں جیسے خلیفہ کیا تھا اُن سے
اگلوں کو یعنی داؤد علیہ السلام کو بموجب آیہ شریف يَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ
اور اسیطرح سے سلیمان علیہ السلام کو اور جما دیگا اُنکو دین اُنکا وہ دین کہ پسند کر دیا اون کو اور دیگا
اُنکو اُن کے ڈر کے بدلے امن میرے ہی بندگی کرینگے شریک میرا نکرینگے کسیکو اور جو کوئی ناشکری
کریگا اُسکے پیچھے سو وہی لوگ ہیں بے حکم۔ واضح ہو کہ جو ضمیر مخاطب کی لفظ منکم میں ہے اور نیز جو کہ
ضمیر غائب کی صیغہ جمع کے ساتھ واقع ہوئی ہے اور جمع کا اطلاق تین سے کم پر نہیں آتا ہے اگر شیعہ
مدعی ہوں کہ یہ آیت شریف بارہ امام کے شان میں ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُسوقت تین کہ یہ آیت نازل
ہوئی سوائے حضرت علیؓ کے اور اماموں میں سے کوئی صاحب منصب خلافت کو بھی نہیں پہنچے اور

اور چونکہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا خلافت کرنا اسوجہ سے شمار مین نہین آسکتا ہے کہ شیعہ انسے
بدرجہا سوء اعتقادی وعناد قلبی رکھتے ہین جسکو ہم آگے بیان کرینگے اگر حضرت حسن کا خلیفہ ہونا بھی
تسلیم کیا جاوے تو اس صورت مین بھی معنے صیغہ جمع کے صحیح نہین ہوسکتے پس اس آیت شریف مین
اللہ تعالٰے نے یقینی وعدہ فرمایا ہے کہ ان صحابہ سے جو وقت نزول اس آیت کی ایمان لاچکے تھے تین
آدمی یا زائد تین سے درجہ خلافت پر مثل داوٗد و سلیمان علی نبینا علیہما السلام کے بالضرور پہنچینگے
اور اُن کے وقت مین وہی دین ظاہر ہوگا جو پسندیدہ خدا ہے اور اُن کے وقت خلافت مین
مسلمانون کو امن کامل حاصل ہوگی اور مسلمان لوگ خالص بندگی خدا کی کرینگے چنانچہ اس وعدہ کو اللہ
جل شانہ نے پورا کیا اور خلفاء اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو درجۂ خلافت کبریٰ پر پہنچایا اور انہین
چار یار کی جہد اور جانفشانی کی سبب سے دین محمدی شرق سے غرب تک اور جنوب سے شمال تک پھیل گیا
پس یہ چارون ارکان اسلام لا کلام سچے اور پکے خلیفہ ہین اور منکر اُنکی خلافت کا بے شبہ کافر ہے۔
یقول المتمسک بولاء اہل الولاء جناب خانصاحب آپ اس آیت کے معنی ہی نہین سمجھے خلافت مصطلحہ
جو کہ نیابت پیغمبر ہے اس آیت سے مراد نہین ہوسکتی ایسے مقامات پر تو خلافت کے معنے لغوی ہی
لئے جاتے ہین یعنی مالک اور وارث زمین کے اور یہ ذکر حقیقت مین زمانہ رجعت کا ہے اُسوقت ائمہ
معصومین علیہم السلام کو تسلّط فی الارض حاصل ہوگا اور جمیع مومنین صالحین بے خوف و خطر خدا کی عبادت
کیا کرینگے اور اگر تمکین و غلبہ سے تم یہ مراد لو کہ بعضے جگہہ پر تو بخوبی غلبہ ہو اور بعضی جگہہ نہو تو اسطرح کا
غلبہ زمانہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم مین بھی حاصل ہوگیا جیسا کہ صاحب بیضاوی آیت اَلْیَوْمَ
اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ حضرت رسالت مآب صلعم کے عہد کرامت عہد مین تمام
ملک عرب پر اسلام کا بخوبی غلبہ ہوگیا پس تخصیص زمانہ سلطنت حضرات ثلاثہ کی اسیطرح پر نہین ہوسکتی اور
ویسی تو ترقی سلطنت روز بروز ہوتی ہی رہی چنانچہ امیر معاویہ کے عہد حکومت مین حضرات ثلاثہ کے

عہد سے زیادہ ترقی ہوئی حُبِ دنیا نے اسقدر اندھا کر دیا تھا کہ جناب سبط اکبر فرزند رسول الثقلین کو بلا خوف وخطر اور بدون لحاظ اسلام کے زہر ہلاہل پلوا دیا پوت کپوت نے اسقدر ترقی جاہ وحشم پر کمر باندھی کہ خاندان نبوت کا خاتمہ ہی کر دکھلایا چنانچہ یہ شعر مشہور زبان زد خاص و عام ہے ؎ پلایا زہر شبر کو کیا شبیر کو بے سر۔ مٹایا خاندان مصطفےٰ آہستہ آہستہ۔ اور معاویہ و یزید کے زمانہ سے عبد الملک کے زمانہ میں اور بھی زیادہ ترقی ہوئی مگر یَعبُدُونَنِی لَا یُشرِکُونَ بِی شَیئًا کے فرمانے سے یہ سب زمانے خارج ہو گئے اسواسطے کہ ان کے زمانوں میں سب جگہہ سے شرک موقوف نہیں ہوا تھا اور نہ سب جگہہ سے خوف جاتا رہا تھا اور اگر بعضی جگہہ کا خوف اور شرک مراد ہو تو یہ ہو نہیں سکتا اسواسطے کہ یہ سورہ مدنی ہے اور یہ آیت بھی مدنی ہے اور جسوقت کہ یہ آیت نازل ہوئی تھی تو اسوقت مدینہ میں نہ شرک تھا نہ خوف تھا پھر وعدہ کرنے سے کیا حاصل ہے اور بعضی جگہہ تو اُسوقت بھی شرک اور خوف نہ تھا اور بعضی جگہہ تھا اور بعضی جگہہ شرک ہونا اور بعضی جگہہ نہ ہونا تو آجتک موجود ہے بلکہ بالکل شرک کبھی موقوف ہی نہیں ہوا پس معلوم ہوا کہ مُراد دفع ہونے شرک سے کُل زمین کو شرک سے پاک کرنیکا وعدہ ہے سو یہ حال تو حضرت صاحب الامر علیہ السلام ہی کے زمانہ میں ہوگا کہ سب لوگ خدا ہی کی عبادت کیا کرینگے اور کسیکو اُسکی ذات میں شریک نکرینگے اور تم جو کہتے ہو کہ سوائے حضرت علیؑ کے اور کوئی صاحب ائمہ میں سے وقت نازل ہونے آیت کی موجود نہ تھے تو یہ کہنا تمہارا محض لغو ہے اسواسطے کہ مخاطبین میں سے جناب رسول خدا اور حضرت علی مرتضےٰ اور حضرت حسنین علیہم السلام وقتِ نزول آیت شریفہ کے موجود تھے

؎ اور علاوہ برین اگر ہم یون بھی تسلیم کرین کہ آیت صرف حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے شان مین نازل ہوئی ہے اور جمع کا اطلاق واحد پر تعظیماً بہت ہوتا ہے اور کلام الٰہی مین اکثر ایسا اطلاق ہے جیسے آیہ مباہلہ مین تین جگہہ اور آیہ انما ولیکم اللہ مین تین جگہہ اور اسیطرح بہت سے آیات قرآنی مین بعد ایمان لانے سے زمانہ ماضی مین مراد ایمان لانا عالم ارواح میں ہے اور عمل صالح سے بھی مراد ہے چنانچہ بہت سی اخبار مین وارد ہوا ہے کہ انوار ائمہ عالم ارواح مین تسبیح اور تہلیل و تقدیس جناب باری مین مصروف تھے تو یہ بھی ہمارے ہی مطلب کے موافق ہے اور چونکہ رجعت کا ہونا اور تمکین تام ان سب ائمہ علیہم السلام کے لئے ثابت ہے اور ضرور ہے لہٰذا اس آیت شریفہ کا بارہ اماموں کی شان مین نازل ہونا بہت درست ہے - ۱۲

اوریہی صورت اکثر خطاب کی ہے کہ بعضے مخاطبین موجود ہون جیساکہ اصول فقہ مین مقرر ہوا ہے
اوریہی حال زیادہ خطابات قرآنیہ کا ہے دیکھو اکثر ایسے احکام ہین کہ خطاب تو انہین مومنین موجودین کی طرف ہے
اور مراد اس سے جمیع مومنین ہین قیامت تک اور اگر جمیع مومنین مراد نہون تو وہ احکام اُن لوگون ہی کے واسطے ہوا
ہون جو کہ اُس زمانہ مین موجود تھے اور جو مومنین کہ بعد اُن کے ہوئے ہین وہ اُن احکام سے خارج ہون اور
صلوٰۃ وصوم وزکوٰۃ کچھ اونپر واجب نہو اور اس آیت مین جو اگلون کا ذکر ہے اور انسے مثال دی گئی ہے تو اسکا
کچھ مضائقہ نہین چھوٹی سلطنت سے بڑی سلطنت کو بھی مثال دیا کرتے ہین دیکھو حضرت سید المرسلین اپنے تئین حضرت موسیٰ کی
مانند اور حضرت علیؑ کو حضرت ہارون کی مانند فرمایا کرتی تھی حالانکہ جناب خاتم الانبیا کا مرتبہ سب انبیاء سلف سے بڑا ہے اور تمنے جو یہ
افترا کیا ہے کہ شیعہ حضرت امام حسن علیہ السلام سے بدرجہا سوء اعتقادی اور عناد قلبی رکھتے ہین سو یہ تمہارا قصور نہین ہے بلکہ یہ
تمہارے دماغ کا فتور ہے جو واقف ہین اور جنکو منقولات سے بہرہ حاصل ہے وہ کما حقہ جانتے ہین کہ شیعہ تو حضرت امام
حسن علیہ السلام کے فقط نام لینے کو بھی داخل عبادت سمجھتے ہین اور انکی متابعت کرنا شیعونکا مع دیگر ائمہ ہدا کے تمہارے
خود پڑھونے لکھا ہے تمہاری تو کیا حقیقت ہے اور آگے چلکر جو تم نے اور خرافات واہیات لکھکر اپنے ذاتی جوہر کا اظہار
کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اُن کی بخوبی تردید کر دکھلائینگے اور حضرت امام حسن علیہ السلام سے سوئے اعتقادی اور عناد قلبی
تو تم رکھتے ہو اور خصوصاً تمہاری بی عائشہ اور میان معاویہ درحقیقت اُس جناب سے قساوت قلبی وعداوت دلی
رکھتے تھے چنانچہ کتب تواریخ مین لکھا ہے کہ معاویہ نے جعدہ بنت اشعث کی معرفت
اُس جناب کو زہر دلواکر شہید کرایا اور بی عائشہ نے روضۂ رسول مقبول مین انکو دفن نہونے دیا اس باعث
سے البتہ ہم تمہاری بی عائشہ اور معاویہ خاطی باغی سے بدرجہا تم عند اللہ وعند الرسول ناراض ہین اور
جیسا کچھ کہ ہم تمہارے معاویہ صاحب کی حق مین کہتے ہین شاید تم بھی جانتے ہوگے اور جو لوگ کہ دشمنانِ
اہلبیت کو اچھا جانتے ہین اور اہلبیت علیہم السلام کی حقارت کرتے ہین ہم انکو بے شبہ بدترینِ خلائق
اور بدتر از کافر سمجھتے ہین اور حضرات ثلاثہ کی فضیلت مین جو تمنے یہ لکھا ہے کہ انکے جہد اور جانفشانی

سے دین محمدی از شرق تا غرب ظاہر ہو گیا سو یہ لکھنا بھی تمہارا محض غلط ہے اسلیے کہ اُنھوں نے جنکے لیے
دان دین محمدی کی اعانت مین جہد اور جانفشانی کی تھی بلکہ سب جہادونمین جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو دشمنون کے مقابلہ مین چھوڑ کر بھاگ آئے تھے اور جب حضرت امیر کی تلوار کے زور سے اسلام تمام
ملک عرب پر ہو گیا اور پھر حضرت رسالت مآب نے اِس جہان سے رحلت فرمائی تو البتہ حضرات ثلاثہ کو
چالاکی سے ایک مفت کی سلطنت ہاتھ لگ گئی تھی بڑے بے انصافی کی بات ہے کہ حضرت اسد اللہ الغالب
علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے دین اسلام کے جاری کرنے مین کمال سعی و جہد اور جانفشانی کی اُن کا
تو تم نام بھی نہین لیتے اور تم حضرات ثلاثہ کو مروجین دین اسلام مین خواہ مخواہ شمار کرتے ہو اقبل تھے
برعکس نہند نام زنگی کافور۔ قال المتبک فی الضلال سیزدہم آیت سورہ حشر

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا
وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ج وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ
مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا
وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ

ترجمہ واسطے اُن مفلسون وطن چھوڑنے والون کے
جو نکالے گئے اپنے گھرون اور مالون سے یعنی کفار مکہ نے اصحاب رسول اللہ کو جبراً مکہ سے نکال دیا تھا اور تمام
مال اُنکا ضبط کر لیا تھا ڈھونڈتے آئے ہین اللہ کا فضل اور اُسکی رضامندی یعنی اُنکا ہجرت کرنا تجارت
کی راہ سے نہ تھا بلکہ محض رضامندی خدا اور رسول کے مطلوب تھی مدد کرتے ہین اللہ اور اُسکے رسول کی
یعنی اپنے جان اور مال سے وہ لوگ وہی سچے ہین یعنی دین مین از روئے قول و فعل کی اور جو لوگ پکڑ رہے
ہین یعنی انصار مدینہ منورہ کے اُس گھر مین اور ایمان مین اونسے پہلے محبت کرتے ہین اُس سے جو وطن
چھوڑ کے آوے اُنکے پاس یعنی اونکا آنا نہین ناگوار جانتے بلکہ اپنے گھرونمین اُتارتے ہین اور اپنے اونمین

Presented by Ziaraat.Com

شریک کرتے ہین اور نہین پاتے اپنے دل مین غرض اُس چیز سے جو اُنکو ملے اور اوّل رکھتے ہین اُنکو اپنے جان سے اگرچہ ہو اپنے اوپر بھوکھ اور جو شخص کہ بچا تا ہے حرص نفس اپنے کو پس وہ لوگ وہی فلاح پانیوالے ہین اُن آیتون مین ارحم الراحمین اصحاب خاتم النبیین کی بہت بڑی مدح فرماتا ہے اور مہاجرین اور انصار کے حق مین چھ عمدہ صفتین ارشاد کرتا ہے اوّل یہ کہ ہجرت مہاجرین طمع دنیا کے لئے نہ تھی بلکہ خاص خدا و رسول کی اطاعت کے سبب سے تھے دوم یہ کہ وے لوگ اپنی جان اور مال سے رسول خدا کی مددگار تھے سوم یہ کہ دین داری مین قولاً اور فعلاً سچے تھے چہارم یہ کہ انصار کو مہاجرین سے بدرجہ اتم مروّت و محبت تھے حتّی کہ آپ نہ کھاتے اور مہاجرین کو کھلادیتے پنجم یہ کہ اگر مہاجرین کو کوئی چیز ملتی تو انصار بہت خوش ہوتے تھے اور مطلق رشک نکرتے تھے ششم یہ کہ انصار اپنے سے مہاجرین کو ہر کام مین اوّل مقدم جانتے تھے گو آپ کیسی ہی حاجتمند ہون فی الحقیقت یہ چھہ خواص لطیف علامت کمال ایمان مہاجرین اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہین اس سے بڑھکر اور کیا تعریف ہوگی کہ رب اکبر اُن کے کیسی کیسی کلام مجید مین توصیف فرماتا ہے اگر تمام آیات جو اصحاب عالی صفات کی شان مین نازل ہوئی ہین لکھی جاوین تو یقین ہے کہ دفتر مین بھی نہ سماوین **یقول المتمسک بولایة الآل** البتہ اِن آیات مین فقراء مہاجرین اور انصار کی تعریف و توصیف ہے مگر انہین مہاجرین اور انصار کے جوکہ مومنین موقنین تھے اور وہ ہمیشہ ڈھونڈتے رہے اللہ کا فضل اور اسکی رضامندی اور مدد کرتے رہے جان و مال سے اللہ اور اُسکے رسول کے اور انصار خالص مہاجرین مخلصین سے ہمیشہ محبت اور مروّت سے پیش آتے رہے نہ وہ لوگ جو برائے نام مہاجر اور انصار اور اصحاب کہلاتے تھے اور اپنے دلوں مین نفاق باطنی رکھتے تھے اور طالب مالِ دنیا تھے جنکے حق مین آیہ تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا نازل ہوئی ہے اور وہ لوگ معرکہ کارزار مین پیغمبر خدا کو مقابلہ دشمنان دین اکیلا چھوڑ چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے اور مہاجرین مخلصین اور انصار صادقین پر ظلم و ستم کرنے مین کبھی خوف خدا نہ کرتے تھے اور از بس بیباکی سے اپنے پاس مالِ دنیا جمع کئے ہوئے تھے پس ایسے

لوگون کو ان آیات فضیلت مومنین مین داخل اور شامل سمجھنا سُنیون کا ہی کام ہے ہماری تو روح کانپتی ہے کیون حضرت ذرا منصف بنکر تم ہی بتاؤ کہ سعد بن عبادہ جو رئیس و نقیب انصار کے تھے اُنکو کس نے قتل کرایا اور حضرت مالک بن نُویرہ اصحاب جلیل القدر پر کسنے تلوار چلوائی حضرت اباذر غفاری رضی اللہ عنہ کو شہر سے کس نے نکلوایا خلافت کس نے غصب کی باغ فدک کس نے چھینا محبوبۂ خدا پر بہتان کی تہمت کس نے لگائی آگ اور لکڑیان لیکر حضرت سیدہ کے گھر جلانے کو کون گیا جنگ جمل برپا کس لوگون نے ڈالی غرض کہانتک لکھون بہت کچھ اس قسم کے ظلم و ستم ہوے ہین پھر بھلا کسطرح سے وہ لوگ کہ جو ظلم و ستم کرنیکو برا نہ سمجھے ہون مستحق آیات فضیلت ہو سکتے ہین اور علاوہ ان آیات کے اور اسی قسم کی آیات پر تم نظر انصاف کرو گے تو انمین بھی یہی صورت پاؤ گے **قال المؤلف فی الضلال**

آیت چہاردہم اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

ترجمہ جسوقت نکالا اُسکو اُن لوگون نے کہ کفر کیا انہون نے دوسرا دو سرکا اُسوقت وہ دونون غار مین تھے جسوقت کہتا ہے واسطے اپنے یار کے نہ غمگین ہو تحقیق اللہ ساتھ ہم دونون کی ہے پس نازل کی اللہ نے تسکین اوسپر یعنی حضرت ابوبکر پر اور مدد کی اُسکی یعنی رسول اللہ کے ساتھ لشکر کی کہ جسکو تمنے نہین دیکھا اور کیا کلمہ اُن کافرون کا پست اور کلمہ اللہ وہی بلند ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے اس آیت شریفہ سے کمال فضیلت حضرت صدیق اکبر کے پائی گئی اگرچہ یہ امر مسلمہ فریقین ہے کہ صدیق اکبر بالیقین ہمراہ رسالت پناہ تھے لیکن شیعون کے قبلہ و کعبہ جو بڑے بھارے مجتہد تھے ذوالفقار مین یون لکھتے ہین کہ ہجرت ابوبکر باجازت نبوی واقع شدہ و شیعہ این راقبول ندارند الخ۔ اب ہم اُسکی تردید مین علمار محققین متقدمین کی اقوال کو بعینہ نقل کرتے ہین تاکہ شیعون کو موقع انکار کا نہ ملے

Presented by Ziaraat.Com

تفسیر حضرت امام حسن عسکری منتہی الکلام مین اسطرح سے مندرج ہے ان اللہ تعالیٰ اوحیٰ الیہ
یا محمد ان العلی الاعلیٰ یقرأ علیک السلام و یقول لک ان اباجہل والملاء
من قریش قد دبروا علیک قتلک الیٰ ان قال وامرک ان تستصحب ابوبکر فانہ
ان آنسک وساعدک و وازرک وثبت علیٰ تعاہدک و تعاقدک
کان فی الجنۃ من رفقائک و فی غرفاتہا من خلصائک الیٰ ان قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لابی بکر ارضیت ان تکون معی یا ابابکر تطلب کما اطلب
وتعرف بانک انت الذی تحملنی علیٰ ما ادعیہ فتحمل عنی انواع العذاب قال ابوبکر
یا رسول اللہ اما انا لو عشت عمر الدنیا اعذب فی جمیعہا اشد عذاب لا ینزل علی موت
صریح ولا فرج وکان ذلک فی محبتک لکان ذلک احب الی من ان اتنعم فیہا وانا مالک لجمیع ممالیک
ملوکہا فی مخالفتک وہل انا ومالی وولدی الا فداؤک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاجرم ان اطلع
اللہ علیٰ قلبک ووجد ما فیہ موافقا لما جریٰ علیٰ لسانک جعلک منی بمنزلۃ السمع والبصر والرأس من الجسد و بمنزلۃ الروح من البدن

ترجمہ جبریل علیہ السلام جناب رسالتمآب پاس وحی لائے اور کہا کہ اللہ جل شانہ آپکو سلام کہتا ہے اور یہ فرماتا ہے
کہ ابوجہل اور اسکی قوم یعنی قریش نے آپکے قتل کی مصمم تدبیر کی ہے اسواسطے آپکو چاہیئے کہ علیؑ کو
اپنی جگہہ پر چھوڑے کہ وہ مثل اسمٰعیل کے جان نثاری کریگا اور ابوبکر کو اپنا رفیق کیجیئے کہ اگر وہ موانست
کرے اور اپنے عہد پر قائم رہے تو جنت مین بلکہ اعلیٰ علیین مین آپکا رفیق ہوگا تب پیغمبر خدا نے حضرت
علیؑ سے یہ حال کہا حضرت علیؑ اپنے مارے جانے پر راضی ہوئے بعدہٗ حضرت ابوبکر کی جانب متوجہ ہوکے
اور فرمایا کہ اے ابوبکر تو راضی ہے کہ اس سفر مین بھی تو ہمراہ ہو اور کفار قریش جسطرح پر مجھے قتل کے لئے
تلاش کرین اسیطرح تیرے قتل کیواسطے بھی در پے ہون اور یہ بھی مشہور ہووے کہ تو نے مجھے اس کام پر آمادہ
کیا اور میری رفاقت کے سبب سے تجھے قسم قسم کے عذاب پہنچین ابوبکر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین

تو وہ شخص ہون کہ اگر آپ کی محبت سے سخت ترین بلاؤن مین گرفتار ہون اور قیامت تک انمین پھنسا رہون تو بھی میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ آپ کو چھوڑکر دنیا کی سلطنت قبول کرون میرے ان مال اور اہل وعیال سب کے سب آپ پر قربان ہین آپ کو چھوڑکر کہان ٹھکانا پاؤنگا یہ سنکر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر تیری زبان موافق تیرے دل کے ہے تو بالیقین خدا تعالے تجھکو منزلہ میرے سمع اور بصر کے کریگا اور تجھکو وہ نسبت ہو جو کہ سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہے۔ فقط اور تفسیر خلاصۃ المنہج کاشانی مین جو نہایت معتبر تفسیرون شیعہ سے ہے یون مرقوم ہے کہ امیر المومنین را برجائے خود خوابانید و خود از خانہ ابوبکر برفاقت او در ہمان شب بیرون آمدہ۔ اور حملہ حیدری مین یون لکھا ہے ہم صرف چند شعر تحریر کرتے ہین بخوف تطویل ورنہ کتاب مذکور مین بہت کچھ لکھا ہے۔ ؎ چنین گفت راوی کہ سالار دین + چو سالم بحفظ جہان آفرین۔ ز نزدیک آن قوم پر مکر رفت + بسوے سرائے ابوبکر رفت + پئے ہجرت او نیز آمادہ بود + کہ سابق رسولش خبر دادہ بود + نبی بر در خانہ اش چون رسید + بگوشش ندائے سفر در کشید + چون بوبکر زان حال آگاہ شد + ز خانہ برون رفت و ہمراہ شد برفتند القصہ چندے دگر + چو گردید پیدا نشان سحر + بدیدند غاری در آن تیرہ شب + کہ خواندی عرب غار ثورش لقب + گرفتند در جوف آن غار جائے + وے پیش بنہاد بوبکر پائے + بہر جا کہ سوراخ یا رخنہ دید + قبا را بدرید و آن رخنہ چید + بدینگونہ تا شد تمام آن قبا + یکے رخنہ نگرفت ماند از قضا بر آن رخنہ ماندہ آن یار غار + کف پائے خود را نمود استوار + نیامد جز او این شگرف از کسے + کہ دور از خرد مے نماید بسے + نیامد چنین کارے از غیر او + بدینسان چو پرداخت از رفت و رو + در آمد رسول خدا ہم بغار + نشستند یکجا بہم ہر دو یار + چو شد کار پرداختہ آن چنان + رسیدند کفار پیاپیے بر آن + در آندم بکف پائے آن یار غار + کہ بر روئے سوراخ بود استوار + رسیدش ز دندان مارے گزند وزان درد افغان او شد بلند + پیمبر باو گفت آہستہ باش + رسیدند اعدا مکن راز فاش + مخور غم

مگردان صدا را بلند + کہ از زخم افعی نیابی گزند + بغار اندرون تا سہ روز و سہ شب + بسر برد آن مشتہر بفرمان رب + شدی پور بوبکر ہنگام شام + ببردی دران غار آب و طعام + نمودے ہمہ از تعام اصحاب شہ + حبیب خدائے جہان را خبر + بنی گفت پس پور بوبکر را + کہ اے پور بدر اہل صدق و صفا + و جمازہ باید کنون راہوار + کہ مارا رساند بہ یثرب دیار + برازیدش پور ابوبکر زود + بدنبال کہ یکہ فرمودہ بود + ہم از اہل دین بود یکے جملہ دار + برو کرد راز نبی آشکار + ازو جملہ دار این سخن چون شنود + دو جمازہ در دم مہیا نمود + تہی شد ازان قوم آن کوہ و دشت + رسول خدا عازم راہ گشت + بصبح چہارم برآمد ز غار + دو جمازہ آوردہ بد جملہ دار + نشست از بر یک شتر شاہ دین + ابوبکر را کرد با خود قرین برآمد بر آن دیگرے جملہ دار + بہمراہ او گشت عامر سوار + ناظرین انصاف دوست کو ان روایات کے دیکھنے سے جناب مجتہد العصر کی راستبازی کا حال بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا **مصرع** عیان راچہ حاجت بود از بیان + حق یہ ہے کہ متاخرین مذہب شیعہ مین دو شخص بڑے متعصب گذرے ہین ایک قاضی نور اللہ شستری دوسرے مولوی دلدار علی لکھنوی اِن دونون کی تصنیفات مخالفانہ سے دین مین بڑا تفرقہ پڑا ہے فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ اب مختصراً اسا ذکر در باب انتشار ضمیرین جو فیمابین متنازع ہے لکھنا ضرور ہے شیعہ کہتے ہین کہ علیہ کی ضمیر راجع حضرت صلعم کی طرف ہے ورنہ خلاف فصاحت ہے ہم کہتے ہین کہ ضمیر علیہ کی راجع بجانب صدیق اکبر کے ہے کہ اُسوقت وہ بسبب بشریت کے نہایت ہی مضطرب اور اندوہگین اور بحالت تسکین تھی ہم اُسکے جواب مین اسطرح کی اور آیات کو لکھتے ہین تاکہ دعوے بدلیل معترضون کا خارج ہو اول آیت تُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا دیکھو تعزروہ اور توقروہ کی ضمیر راجع رسول اللہ کی طرف ہے اور تسبحوہ کی ضمیر خدا کی جانب ہے دویم آیت وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ دیکھو اخیہ اور الیہ کی ضمیر راجع بسوے حضرت موسیٰ ہے اور یجرہ کی ضمیر راجع بسمت حضرت ہارون کی اس سے ثابت ہے کہ غیر فصیح نہین

خاص محاورہ اہل عرب کا ہے یقول للتمسک بولایتہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام واہ حضرت واہ اس آیت کو تو آپنے خوب لکھا اس آیت سے تو آپکے خلیفہ صاحب کی نیت کا حال اور طبیعت کا اضطراب بخوبی معلوم ہوتا ہے اور اس آیت کی آیاتِ ماقبل پر نہین معلوم آپنے کسوجہ سے نظر نہین کی اب ہم اُن آیات کو مع اس آیت کے آپکی خاطر سے اس مقام پر تحریر کرتے ہین آپ بنظر انصاف تلاوت فرمائے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَۃِ فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا قَلِیْلٌ اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا وَّیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ وَلَا تَضُرُّوْہُ شَیْئًا وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی وَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو کیا ہے واسطے تمہارے جسوقت کہا جاتا ہے تمسے نکلو تم بیچ راہ اللہ کے یعنی واسطے جہاد کے بھاری اور کاہل ہو جاتے ہو تم طرف زمین کے یعنی تم اپنے گھرونسے نکلنا نہین چاہتے کیا راضی ہوئے تم ساتھ زندگانی دنیا کے ثواب آخرت سے پس نہین ہے فائدہ زندگانی دنیا کا بیچ آخرت کے مگر تھوڑا سا اگر تم نہ نکلو گے اور سستی کروگے واسطے جہاد کے عذاب کریگا تمکو اللہ عذاب دردناک اور بدل لاویگا اللہ تعالے کسی قوم کو سوا تمہارے اور نہ ضرر پہنچا سکوگے تم اُسکو کچھ اور اللہ اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا ہے اگر نہ مدد کروگے یعنی پیغمبر صلعم کے پس تحقیق مدد کی ہے اُسکی اللہ نے جسوقت نکالدیا تھا اُسکو اُن لوگون نے کہ کافر ہوئے دوسرا دو مین کا جسوقت کہ وہ دونون بیچ غار کے تھے جسوقت کہتا تھا رسول واسطے ہمراہی اپنے کے مت غمگین ہو تو تحقیق

اللہ ساتھ ہمارے ہے پس اوتارا اللہ نے تسکین اپنی کو اوپر اُسکے یعنی پیغمبر کے اور قوت دی اُسکو ساتھ لشکروں
اپنے کے کہ نہ دیکھا تمنے اُن لشکرون کو اور کیا اللہ نے بات کو اُن لوگون کی جو کافر ہوئے پست اور بات
اللہ کی وہی بلند ہے اور اللہ غالب ہے حکمت والا۔ اب فرمائیے جیسا کہ آپ سب اصحاب کی نسبت عادل
اور مومن کامل ہونا برابر لکھتے آئے ہین تو کیا کامل الایمانونکا نعوذ باللہ منہا یہی کام ہے کہ جب خدا اور رسول
بالخصوص اُنکو کسی کام کرنیکا حکم فرماوین تو وہ اپنے گھرون کے جو طون مین چھپین اور اُسکی بجا آوری سے
سرتابی کرین اور زندگانی دنیا کو آخرت پر اختیار کرین پس ایسے کچے مسلمانون اور بظاہر ایمان لانے والونسے
خدا تعالے فرماتا ہے اور سرزنش کرتا ہے کہ ہمارا پیغمبر تم لوگون کی مدد کرنیکا محتاج نہین ہے اگر تم لوگ
اُسکی مدد نکروگے تو اُسکا کچھ حرج نہوگا اُسکا خدا مددگار ہے دیکھو جسوقت کہ کفار مکہ نے اُسکو نکالدیا تھا
تو اُسوقت اُسکے پاس کونسی فوج اور لشکر تھا اور وہ ایسا وقت اُسپہ تنہائی اور مصیبت کا تھا کہ جب وہ
غار مین جاکر بیٹھا تو دوسرا ایک شخص ڈرپوک اُسکے وہان کھانیوالا اور تمہاری طرح سے ظاہرداری
کی خوشامد آمیز بہت سی باتین بنانے والا ایک سہل بات سمجھکر اُسکی ساتھ بھی ہولیا تھا اور غار جبل ثور
مین وہ پیغمبر کے پاس بھی موجود تھا سو جان نثاری کرنا تو بڑے فدائیون اور وفادارون اور شجاع و
بہادرونکا کام ہے اُس سے تو دلداری اور پردہ پوشی بھی نہوسکی جب اُسنے کفار کو غار کے دروازہ کیطرف
آتے دیکھا تو اُس ہمراہی نادان نے اپنی جان کے خوف سے کہ شاید کفار پیغمبر کے ساتھ دیکھکر مجھکو
بھی قتل نکرڈالین بہت کچھ قلق اور اضطراب اور جزع اور فزع کرنا شروع کردیا اور ہمارے پیغمبر صلعم نے اُسکو
اس فعل قبیح سے اسطرح منع کیا کہ مت غمگین ہو خدا ہمارے ساتھ ہے کیون اسقدر ڈرتا ہے ہمارے صدقہ
سے تیری بھی جان بچے گی اور تو یہ نہین جانتا کہ اگر تیرے رونیکی آواز گوش کفار تک پہنچ جائیگی تو پھر سب
راز فاش ہوجاویگا پس خدائے تعالے فرماتا ہے کہ اوتارا ہمنے تسکین اور تسلّی اپنی کو اوپر پیغمبر کے یعنی ہمارے
پیغمبر سے اُس شخص کیطرح سے ہرگز قلق اور اضطرار صادر ہی نہین ہوا اور مدد کی ہمنے اُس پیغمبر کی لشکر

Presented by Ziaraat.Com

ملائکہ سے اچا بنا چاہیے کہ اگر حضرت ابوبکر پر خدائے تعالیٰ سکینہ نازل فرماتا تو پھر حضرت ابوبکر سے قلق
اور اضطراب بھی صادر ہوتا اور آنحضرت صلعم کو بھی نوبت قلق اور اضطرار سے منع کرنیکی نہ پہنچتی
اور بعد لاحق ہونے افعال قبیحہ مثل قلق و اضطراب و رونے و چلانے کے پھر حضرت ابوبکر پر تسکین کا
نازل ہونا کیا لطف رکھتا تھا اور پھر کیا ضرورت تھی دیکھو خدائے تعالیٰ نے اپنے معصوم بندوں کو جنکو اُسنے
منتخب کرلیا ہے پہلے لاحق ہونے افعال قبیحہ سے بچاتا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لَوْلَا اَنْ ثَبَّتْنَاکَ
لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْهِمْ شَیْئًا قَلِیْلًا یعنی اے پیغمبر اگر ہم تیرے دل کو ثبات نہ دیتے اور تجھکو
موفق ثبات قدمی پر نکرتے تو قریب ہوتا کہ تو میلان کرتا طرف کفار کے تھوڑا سا پس جناب باری نے
ثبات کو اپنے پیغمبر کے قبل از رکون الی الکفار فرمایا نہ یہ کہ معاذ اللہ مثل حضرت ابوبکر کے جب رکون
الی الکفار ہو جاوے تب ثبات قدمی عنایت ہوئی اور انزال سکینہ مین علیہ کے ضمیر صاف حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھرتی ہے نہ کہ ابوبکر کیطرف اور دیکھو تمہارے قاضی بیضاوی اور
صاحب جلالین وغیرہ اسباب کے مقر ہوئے ہین کہ علیہ کی ضمیر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف
پھرتی ہے اور یہی بہت درست بھی ہے اسواسطے کہ فَاَنْزَلَ اور وَاَیَّدَهٗ کا ایک سیاق ہے اور
ظاہر عبارت یہ ہے کہ جسکے اوپر سکینہ و قرار نازل کیا اُسی کی تائید ملائکہ سے ہے اور یہ مسلّم ہے اہل سنت
کو کہ اَیَّدَهٗ کی ضمیر حضرت کی طرف راجع ہے پس ضرور ہوا کہ علیہ کی ضمیر بھی حضرت رسالت پناہ کیطرف
راجع ہو اور اگر ثانی کے لفظ سے تم فضیلت حضرت ابوبکر کی نکالو تو یہ فضیلت مجوزہ تمہاری محض
غلط ہے اسواسطے کہ خدائے تعالیٰ نے یہان شمار اور گنتی سے خبر دی ہے اس سے کچھ فضیلت نہین
نکلتی اور یہ بہت ظاہر بات ہے مثلاً ایک جگہہ پر مومن اور کافر جب دو اکٹھے ہون گے تو ایک اُنمین سے
دوسرا ہو دیگا اور ایک جگہہ پر اکٹھے ہونے سے بھی کچھ فضیلت ثابت نہین اسواسطے کہ بارہا ایک جگہہ پر
مومنین اور کفار اکٹھے ہو جاتے ہین کیونکہ مسجد رسول اللہ جو غار سے بہت افضل تھی اسجگہہ مومنین اور کفار

جزو اول

جزو دوم

اور منافقین اکٹھے ہوئے تھے اور اس مقدمہ مین خدا تعالےٰ فرماتا ہے فَمَالِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا قِبَلَکَ مُھْطِعِیْنَ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ اور کشتی نوح مین پیغمبر اور شیطان اور بہائم ایک جگہہ اکٹھے ہوئے تھے اور زوجۂ نوح ولوط کہ دعوئے ہمسری رکھتی تھیں لیکن انکو ہمسری سے کچھ فضیلت حاصل نہوئی اور تیسری دلیل فضیلت جو تم لوگ مصاحب ہونیکی قائم کرتے ہو تو یہ دلیل تمہاری پہلی دلیلون سے بھی زیادہ ترلچر ہے اسلیے کہ خدا تعالےٰ نے کافر تک کو مصاحب مومن کا فرمایا ہے اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ اَکَفَرْتَ بِالَّذِیْ خَلَقَکَ مِنْ تُرَابٍ یعنی جسوقت کہتا تھا وہ مومن اپنے کافر صاحب سے کہ کیا کافر ہوا تو ساتھ اُسکے کہ جسنے پیدا کیا تجھے خاک سے اور سورہ یوسف مین حضرت یوسف کا فرمانا اُن دو شخصون سے جو کہ قید خانہ مین موجود تھے اسطرح پر ہے یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ اور بیضاوی مین لکھا ہے کہ یا صاحبی السجن اصل مین مراد یاصاحبی فی السجن ہے یعنی اے دو صاحب میرے بیچ قید خانہ کے پس اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ نے ہمراہ ہونے اور صحبت مین ہونیکی جہت سے صاحب کا لفظ فرمایا ہے اس مین کچھ فضیلت نہین ہوسکتی اور چوتھی دلیل تم لوگون کی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر کی شفقت حضرت ابوبکر کے حال پر بیان فرمائی سو شفقت کا کرنا اس آیت سے کہین ظاہر نہین ہوتا شفقت سے منع کرنا اور مطمئن کرنا اور بات ہے اور امور قبیحہ سے منع کرنا اور بات ہے شفقت سے جس کسی کو منع کرتے ہین تو اُسکی یہ شکل ہوتی ہے کہ مثلاً کسی بزرگ کی طبیعت بعارضہ بخار زیادہ علیل ہے اور اُسکا فرزند اپنے باپ کو علیل دیکھکر بہت کچھ روتا ہے اور رنج کرتا ہے تو وہ بزرگ اپنے بیٹے کو نہایت شفقت سے مطمئن کرتا ہے اور منع کرتا ہے کہ اے فرزند دلبند مجھکو خدا تعالےٰ اس مرض سے نجات دیگا تو میری محبت مین اسقدر اپنی جان مت گھلا اور علاوہ اُسکے اگر کوئی بچہ صغیر سن اندھیری رات مین ڈرتا ہے اور روتا ہے تو اُسکے والدین اُسکی نہایت تسلی اور تشفی کرتے ہین اور رونے سے منع کرتے ہین اب سنئے امور قبیحہ سے منع کرنیکی کیفیت کہ خدا تعالےٰ قرآن مجید مین خود فرماتا ہے وَلَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوا یعنی نکھاؤ تم

سود کو اور پھر فرماتا ہے وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ یعنی خدا منع کرتا ہے فعل بد اور خراب سے اور پھر خدا تعالے خبر دیتا ہے اور صفت کرتا ہے اُن لوگون کی کہ جو حکم کرتے ہین اچھی باتونکا اور منع کرتے ہین لوگون کو بُری باتونسے اور اکثر کتب معتبرہ اہل سنّت مین لکھا ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر بن قحافہ کو حضرت قحافہ کے قتل کرنیسے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا پس اسیطرح حضرت ابوبکر کو غار مین بھی فعل ناقص اور خراب سے کہ جس سے راز فاش ہوجانیکا خیال تھا آنحضرت صلعم نے فرمایا سو یارو اسطرح کی منع کرنیکو شفقت نہین کہتے یہ تمہارے سمجھ کا قصور اور فتور ہے اور پانچوین دلیل جو معنا کی لفظ سے تم لوگ نکالتے ہو کہ خدا تعالے آنحضرت اور ابوبکر کے ساتھ تھا اسواسطے معنا جمع کا لفظ فرمایا ہی تو اسکا جواب یہ ہے کہ پیغمبر صلعم نے مراد جمع سے اپنے نفس واحد کو لیا ہے جسطرح خدا تعالے فرماتا ہی اپنی ذات واحد کو بلفظ جمع کے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ؕ یعنی اوتارا ہمنے قرآن کو اور ہم واسطے اُس قرآن کے نگہبان ہین اور لفظ معنا کے معنی جو تمنے ساتھ ہم دونو کے لکھے ہین یہ بالکل غلط محض دلیل تمہاری ناواقفیت کی ہے اور چھٹی دلیل تم لوگون کی انزال سکینہ سے ہے سو اسکا ہم پہلے ہی ذکر کر چکے اور یہ بہت صاف بات ہے کہ جب کبھی پیغمبر صلعم کے ساتھ مین مومنین ہوئے ہین تو ضرور پیغمبر صلعم کے ساتھ مین مومنین پر بھی بالتشریح بقید مومنیت سکینہ نازل ہوا ہے جیسے آیہ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا یعنی اوتارا اللہ نے سکینہ اوپر رسول اپنے کی اور اوپر مومنون کے اور اوتار لشکرونکو کہ ندیکھا تمنے اُن لشکرون کو اور دوسری جگہہ سورہ انا فتحنا مین آنحضرت صلعم پر مع مومنین کے سکینہ نازل ہوا ہے اور اس آیت مین فقط پیغمبر صلعم پر سکینہ نازل ہوا تو اس سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ اگر پیغمبر صلعم کے پاس غار مین کوئی مومن ہوتا تو اسپر بھی بقید مومنیت ضرور مثل دیگر آیات کے سکینہ نازل ہوتا۔ اور جو حوالہ کہ تمنے مولوی حیدر علی صاحب کے منتہی الکلام کی کارگزاری سے روایت تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام

Presented by Ziaraat.Com

کا دیا ہے سو مولوی حیدر علی صاحب نے اس روایت کے اوّل اور آخر اور وسط کو خلاف مقصود اپنے پاکر حذف اور
اسقاط کیا ہے اور فقرات بے سروپا کا التقاط کیا ہے ورنہ کل روایت سے نفاق خلیفہ صاحب کا بالتصریح ظاہر
ہو جاتا اور یہ بھلا کون انصاف کی بات ہے کہ مثلاً آیۂ قرآنی سے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کو تو لے لیا وَاَنْتُمْ
سُکَارٰی کو چھوڑ دیا اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ یہ روایت علماء شیعہ کے نزدیک مطروح ہے اور محمول علی التقیہ بھی
جانتے ہیں اور احادیث کتب اربعہ کو کہ دار و مدار مذہب شیعہ اوسی پر ہے مگر سوائے متواترات کے احاد کو شیعہ
قطعی الصدور نہیں جانتے تو پھر سب روایات تفسیر موصوف کو کیونکر قطعی الصدور جانیں گے اور اس بارہ میں
حال شیعوں کا مثل سنیوں کے نہیں ہے کہ کل احادیث صحیحین کو قطعی الصدور جانتے ہیں جیسا کہ کتاب
مشارق الانوار اور شرح صحیح مسلم وغیرہ میں لکھا ہے اور اس روایت تفسیر امام حسن عسکری میں بہت
کچھ شرائط واقع ہوئی ہیں چنانچہ حضرت رسول خدا نے ابوبکر سے فرمایا ان اطلع اللہ علی قلبک و وجد ما
فیہ موافقا لما جرے علی لسانک … بعد اسکے یہ شرطیں فرمائیں لم ینکث ولم یغیر ولم
یبدل ولم یحسد پس جب حضرت ابوبکر ان شرائط مذکورہ پر قائم نہ رہی اور ابتدائے مقام غار میں
باظہار قلق و اضطرار ایذائے دہ رسول کردگار ہوئی پھر موذی رسول پر انزال سکینہ کیسا اور اگر خدا تعالیٰ
چشم و گوش کفار پر پردہ نہ ڈالتا اور ملائکہ حافظ نہوتے تو خلیفہ صاحب نے تو باعث نادانی اور کجفہمی کے کشف اسرار
کرنے میں اپنی رونے اور پیٹنے کی وجہ سے کوئی دقیقہ ہی نہیں اٹھا رکھا تھا اسی وجہ سے تو سعدی شیرازی
بھی لکھتے ہیں ؎ ترا اژدہا گر بود یار غار + ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار + اور پھر نکث بیعت عدم فرار
اُحد و خیبر و حنین وغیرہ بعد ازان نکث بیعت غدیر جسمیں حضرت عمر نے بخٍ بخٍ کہا تھا بروز سقیفہ عمل
میں لائے اور حکم خدا اور رسول میں بخواہش دنیائے فانی تغیر کیا اور جناب امیر علیہ السلام سے حسد کیا
اب فرمائیے کہ آپکے خلیفہ صاحب کو کیونکر مرتبہ سمع و بصر کا مل سکتا ہے اور کسطرح سے اعلیٰ علیین میں
آنحضرت صلعم کے رفیق ہو سکتے ہیں جب کہ وہ شروط مقررہ پر ثابت قدم ہی نہ رہے دیکھو حضرت

Presented by Ziaraat.Com

موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام نے بھی فرعون مصری سے فرمایا تھا کہ اگر تو ایمان لائیگا تو یہ تیری سلطنت تا ابدالاباد باقی رہیگی اور بڑے بڑے مدارج تجھے دنیا و آخرت مین ملین گے اور اسی طرح جناب سید الشہدا علیہ و علی ابائہ و ابنائہ الاف التحیۃ والثنا نے بھی عمر ابن سعد شقی سے فرمایا تھا کہ اگر تو مجھے قتل نکریگا اور میرے مساعدت کریگا تو دنیا اور آخرت مین تجھے درجات عالی ملین گے لیکن جب اون لوگون نے اُن شرطون پر عمل نکیا تو وہ مستحق اُن درجات کے بھی نہین ہوئے اور تفسیر خلاصۃ المنہج کا جو حوالہ تمنے دیا ہے سو ہم نہین جانتے کہ تمنے کونسی تفسیر کو دیکھا ہے آیا کوئی تفسیر اہلسنت کی تمہاری نظر سے گذری ہے جسکو تم خلاصۃ المنہج سمجھتے ہو تفسیر خلاصۃ المنہج جو کہ ہمارے ملا فتح اللہ کاشانی علیہ الرحمۃ کی ہے اُسمین تو ہجرت کے بارے مین اسطرح عبارت لکھی ہوئی ہے در شہر مکہ امیر المومنین را در جائے خود خوابانید و خود برفاقت ابوبکر بیرون آمدہ در ہمان شب بدان غار متوجہ شد اس عبارت مین کہین از خانہ ابوبکر کا ذکر نہین ہے اور حضرت ابوبکر تو باوجود اسمانعت کی کہ آج کی شب اصحاب مین سے کوئی شخص باہر نہ نکلے مگر اپنی خوشی خاطر سے اثنار راہ مین آنکر کھڑے ہو گئے تھے اور اُسوقت موافق مصلحت کی یہی بات مناسب اور بہتر تھی کہ آنحضرت صلعم نے ابوبکر کو اثنار راہ مین سے اپنی ساتھ لے لیا ورنہ حضرت ابوبکر دنیا کی لالچ سے یا کہ کفار کی تکالیف شدید پہنچانیکے سبب سے افشائے راز رسول کردگار اُسوقت کر گزرتے اور حملہ حیدری کتاب تواریخ سے جو روایت کہ تم سند لائے ہو تو وہ روایت تو مدارج النبوت وغیرہ کتب سنیۃ کی ہے جو تقیۃً نقل کی گئی ہے اور اس روایت مین اپنا موقع پاکر خود مولف نے دو جگہہ تعریض اور تضعیف بھی کی ہے اور تمنے کئی شعر اس روایت کے اپنی چالاکی سے نقل بھی نہین کئے اب اس روایت کی تعریض کرنے پر نظر کرو ۔ ابوبکر آنگہ بکوشش گرفت ولے زین حدیثش ست جائے شگفت + کہ در کس خیال قوت آمد پدید ۔ کہ بار نبوت تواند کشید + اور دوسری جگہہ لکھتے ہین ۔ نیامد جز او این شگرف از کسے + کہ دور از خرد مے نماید بسے + اور ایک جگہہ

کتاب مذکور مین لکھتے ہین۔ من از گفت راوی بیان میکنم۔ جو اِبش بر وگفتہ گر بیش وکم + اور جب عالمگیر بادشاہ کا انتقال ہوگیا تو پھر بہادر شاہ بادشاہ محب رحمہ اللہ علیہ کے عہد حکومت مین تقیہ کرنیکی انکو ضرورت نرہی اور صاف صاف حملہ حیدری مین ماجرائے غدیر اور سقیفہ بندی ناکثین کی بلاتقیہ لکھنے منظور کی اور وہان صریح اور صاف طور سے راویان شیعہ کا پتا بتا دیا وہ یہ ہے۔ زگفتار راوی آل رسول۔ نہ از گفت ہر سفلۂ بو الفضول + اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ مؤلف حملہ حیدری کوئی مجتہد نہ تھے بلکہ مثل فردوسی ایک عمدہ شاعر شیعی المذہب تھے اور یہ عہد بادشاہ متعصب عالمگیر مین کلید بردار قلعہ گوالیار اور بھائی اِن کے صوبہ دار گجرات تھے اور اُسوقت مین اکثر امورات پر شیعون کو ضرورت تقیہ کی ہوا کرتی تھی سو انہون نے بھی کتاب مدارج النبوت وغیرہ تواریخ اہلسنت کو تقیۃً پیش نظر رکھکے نظم محاربات جناب امیر علیہ السلام کو لکھنا شروع کیا الغرض السی کتاب تواریخ کا حوالہ دینا آپ کی عجیب خوش فہمی ہے اور جناب عمدۃ المتکلمین زبدۃ الحکمین فاضل الجلیل غفرآن مآب مجتہد العصر والزمان حجۃ اللہ فی العالمین حامی دین مبین دافع بدعات اہل کین مولانا ومقتدانا السید دلدار علی صاحب اعلی اللہ مقامہ ودرجاتہ اور فخر المحققین زبدۃ المتکلمین شہید ثالث قاضی نور اللہ شستری نور اللہ مرقدہ کی نسبت جو تمنے لکھا ہے کہ اِن دونون کے باعث دین مین بڑا تفرقہ پڑا سو یہ لکھنا تمہارا محض غلط ہے اور ایسا ہی جیسے ماہتاب کیطرف خاک اوڑانا اور آفتاب کو کلفہ بتانا اور حق یہ ہے کہ یہ دونون صاحب السیے فاضل بے نظیر گزرے ہین کہ اِن کی تحریرات نے تمہارے علمار کبار تفرقہ انداز مثلاً فضل بن روزبہان اور ملا نصر اللہ کابلی اور مولوی عبد العزیز صاحب دہلوی وغیرہ کا چراغ گُل کردیا اور جسقدر کہ تمہارے اِن علمار مذکورین نے عوام الناس کے پھسانے کیواسطے دامِ ضلالت بچھایا تھا تو ہمارے اِن علمار موصوف نے عوام الناس پر حال دام تزویر انحضرات کا بخوبی ظاہر کردیا اور حتی الامکان اکثر بندگان خدا کو اُن کے کید ومکر سے بچایا اور اسی باعث سے تم ہمارے اِن دونون مقتدایان دین سے بہت کچھ جلتے ہو اور سوئے اعتقادی رکھتے ہو اور تمنے جو لکھا ہے کہ شیعو نکے

بڑی بھاری مجتہد صاحب ذو الفقار مین یون لکھتے ہین سو اُسکا جواب یہ ہے کہ تمنے کتاب ذو الفقار کا بھی نصف فقرہ لکھا ہے ذو الفقار مین یہ فقرہ اسطرح پر ہے کہ احتجاج باین آیت موقوفست کہ بہ ثبوت رسد کہ ہجرت ابوبکر باجازت حضرت نبوی واقع شدہ وشیعہ این را قبول ندارند اور ہمارے بڑے مجتہد صاحب اور چھوٹے مجتہد صاحب مثل مجتہدہ سُنّیان نواب خورد محل صاحبہ کے ایسے نادان اور کجفہم نہین ہین کہ امثال طلحہ وزبیر وغیرہ کے فریب مین آوین اور جھوٹی گواہیان مان لین اسی سبب سے طالبِ دلیل ہین

قال المرتبک فی الضلال اب تھوڑی سی روایات ائمہ کرام کی جو شیعون کے کتب مستندہ مین مرقوم ہین لکھتا ہون سُنئے اوّل قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نہج البلاغۃ مین جو شیعون کے نزدیک بڑی معتبر کتاب ہے مرقوم ہے — للہ در فلان فلقد قوم الاود وداوی

العمد واقام السنۃ وخلف البدعۃ ذھب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرھا

وسبق شرھا ادی اللہ طاعتہ واتقاہ بحقہ رحل وترکھم فی طرق متشعبۃ لا

یھتدی فیھا الضال ولیستیقن المھتدی ترجمہ انعام کرے خدا فلانے پر البتہ اُس نے کجی کو سیدھا کیا اور ستون کی اصلاح کی اور سنّت کو کھڑا کیا اور بدعت کو پیچھے ڈالا پاکدامن گیا کم عیب پائے اُسنے خوبی خلافت کی اور آگے گیا فساد خلافت سے ادا کی خدا کیطرف بندگی اسکی اور پرہیزگاری کی جیسے کہ چاہئے ہے کوچ کیا اور چھوڑ گیا راہون پیچ در پیچ کو کہ اُنمین گمراہ رستہ نہین پاتا اور راہ پانیوالا یقین کرتا ہے لفظ فلان سے موافق مختار اکثر شارحین نہج البلاغت کے جو متعصب شیعہ ہین حضرت ابوبکر مراد ہین اور موافق بعض کے حضرت عمر اوان خوب یاد آئی اسمقام پر یہ ذکر بھی کردینا ضرور ہے کہ شیعان حُسّاد نے ہر چند کہ بجائے لفظ حضرت ابوبکر یا حضرت عمر کے لفظ فلان بنادیا مگر اُنہین کے شارحون نے انکی جعلسازی اور دغابازی کو اپنے شرحون مین کھولدیا پس اس قول مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دس صفتین حضرت ابوبکر یا عمر رضی اللہ عنہما کی بیان فرمائی ہین

Presented by Ziaraat.Com

حق یہ ہے کہ یہ سب اوصاف ستودہ ان دونوں بزرگانِ دین میں یقینی تھے اور یہی دلیل اُنکی قوتِ ایمان کے لئے کافی ہے یقول المتعسب ولا اتیہ الّا ہم بھی تمہاری خاطر سے تمہاری ساتھ گفتگو کرنیکو حاضر ہین خواہ آیات مین کیجئے یا روایات مین جسمین چاہو خوب اپنے دل کے بخارات نکال لو اوّل تو تمنے اِس خطبہ کے ترجمہ کرنے ہی مین بہت بڑی غلطی کی ہے وداوی العمد کے معنی جو ستون کے اصلاح کرنیکے تمنے لکھے ہین سو محض غلط ہین اُسکے معنی صحیح یہ ہین یعنی دوا کرتا تھا بیماری کی کہ جو ایک بیماری شتر مین ہوتی ہے اور خلافت کا لفظ نہین معلوم تمنے کس حرف کا ترجمہ کیا ہے اور خیرہا اور شرّہا کی ضمیر ہرگز خلافت کیطرف نہین پھرتی ورنہ یہ لازم آتا کہ حضرت امیر علیہ السلام معاذ اللہ اپنی خلافت کو شرّ مین داخل کرتے تھے اور علاوہ اسکے یہ ہے چونکہ زمانہ سابق مین جناب امیرؑ کے خطب فریقین کی کُتب مین موجود تھے جب سُنّیون نے اُن خطبون مین تحریف اور تبدیل کرنا شروع کر دیا تب سیّد رضی علیہ الرحمہ نے خطبی جناب امیر علیہ السلام کے کتب شیعہ اور سُنّی دونون سے نقل کرکے کتاب نہج البلاغۃ مین جمع کئے اور یہ خطبہ بھی کتبِ فریقین ہی کا معلوم ہوتا ہے مگر اِس خطبہ سے سُنّیونکا مقصد ہرگز پورا نہین ہوتا اسلئے کہ اِس خطبہ مین لفظ فُلان کا واقع ہوا ہے اور کسی کا نام نہین لکھا اور اسمین کہین تعریف ہے تو کہین مذمت بھی پائی جاتی ہے اور تم جو یہ لکھتے ہو کہ متعصب شارحون نے شیعان حسّاد کی جعلسازی اور دغابازی کو کھولدیا تو یہ لکھنا تمہارا محض فضول ہے جعلسازی اور دغابازی کرنا تو خاص سُنّیونکا ہی معمول ہے تمنے شیعون کو بے سند کیون لکھا ہے دیکھو تمہارے مولوی عبد العزیز صاحب نے اپنے تحفہ مین اِسی خطبہ پر فلان کے لفظ کو مٹا کر بلاد ابوبکر لکھدیا ہے اسکو البتہ جعلسازی کہتے ہین اور شارح نہج البلاغۃ تو ابن ابو الحدید معتزلی گذرا ہے جو کہ سُنّیونکا چھوٹا بھائی اور حقیّت خلافتِ ثلثہ کا بخوبی قائل تھا اُسنے بیشک شرح نہج البلاغۃ مین اپنی خواہش نفسانی سے حضرت عمر کا نام لکھدیا ہے ورنہ اصل خطبہ مین کسی کا بھی نام نہین ہے اور ابن ابو الحدید

Presented by Ziaraat.Com

تو بقول شخصے چور کا بھائی گرہ کٹ تھا فرقۂ حقۂ شیعہ سے وہ بھی تمہاری طرح سے بہت ہی جلتا تھا۔ سگ زرد برادر شغال ہمارے نزدیک تمہارا اور ابن الحدید دونونکا قول مردود ہے اور اس خطبہ کے دیکھنے سے تو ہمکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام اپنے زمانہ کے کسی عالم یا کہ عامل کا ذکر کرتے ہین کہ انمین یہ سب باتین موجود تھین اور وہ اس عالم فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ کر گئے تھے اور اسمین کہین حضرت ابوبکر یا عمر کا ذکر نہین معلوم ہوتا اور اگر تم اسپر بھی نہ مانو اور یہی کہو کہ اس خطبہ مین درحقیقت حضرت ابوبکر اور عمر ہی کا ذکر ہے تو تمکو اختیار ہے جو چاہو سو کہو دیکھو اسجگہہ پر تمنے اپنی کج فہمی سے بڑا دھوکہ کھایا ہے اس خطبے مین تو اکثر باتین مذمت کی بھی پائی جاتی ہین جیسے خلف البدعۃ اور قلیل العیب کے فرمانے سے یعنی پیچھے چھوڑا بدعت کو کہ بعد اپنے وہ بدعت اور ضلالت کو چھوڑ گیا اور یہ صاف مذمت ہے سو اُسنے دین اور دنیا دونون کو واسطے انتظام کے مخلوط کیا تھا کہ بعضے امور دین بھی جاری رکھے اور اپنے رائے سے واسطے انتظام کے خلاف شرع بھی عمل مین لایا اور قلیل العیب یعنی کم عیب والا تھا اس سے معلوم ہوا کہ عیب تو اسمین تھا مگر کم تھا اور طعن کرنیکو عیب قلیل ہے کفایت کرتا ہے اور بعد اسکے فرمایا کہ اصاب خیرھا وسبق شرھا یہ فقرہ بھی فضیلت پر دلالت نہین کرتا ہے اسواسطے کہ معنی اسکے یہ ہوئے کہ پہنچا خیر اس دنیا کو اور سبقت لیگیا شر دنیا کو اور آخر مین اس خطبے کے یون فرمایا کہ رحل وترکہم فی طرق متشعبۃ لا یہتدی فیہا الضال ولا یستیقن المہتدی یعنی کوچ کیا اور چھوڑ دیا اُن لوگونکو طرح طرح کی راہون مین کہ نہین راہ پاتا ہے انمین گمراہ اور نہین یقین کرتا ہے راہ پانیوالا دیکھو یہ صریح اور صاف مذمت ہے کہ لوگونکو گمراہی مین چھوڑ گیا کہ کسیکو راہ نہین ملتی سب حیران ہین اور یہ معنی جو ہمنے لکھے

اس آخر کے فقرہ ولا یستیقن المہتدی مین سے بھی مخاطب نے اپنے خلاف مقصود جانکر کے نکال ڈالا اور یستیقن المہتدی رہنے دیا ایسی چالاکی اور ہوشیاری کو مخاطب کی ذرا اہل انصاف بغور ملاحظہ فرما دین۔

ہین یہ موافق اور خطب حضرت کے بھی ہین مثل خطبہ شقشقیہ وغیرہ کے قال المسترشد تبک
فی الضلال کشف الغمہ میں جو تصنیف علی بن عیسیٰ اردبیلی شیعہ کی ہے اور علمار شیعہ بھی اسکو
عالم معتمد جانتے ہین یہ منقول ہے - سئل الامام ابو جعفر علیہ السلام عن حلیۃ
السیف ھل یجوز فقال نعم قد حلی ابو بکر الصدیق سیفہ وقال الراوی
اتقول ھکذا فوثب الامام علی مکانہ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق
نعم الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق ولا صدق اللہ قولہ فی الدنیا والاخرۃ ترجمہ سوال کئے
گئے امام ابو جعفر یعنی امام محمد باقر علیہ السلام تلوار کے زیور سے آیا جائز ہے پس فرمایا آپنے ہان ابوبکر
صدیق نے اپنی تلوار کو آراستہ کیا تھا زیور سے پس کہا راوی نے آیا تم کہتے ہو ایسا پس اوچھل
پڑے امام اپنی جگہہ سے پس فرمایا ہان مین کہتا ہون صدیق ہان مین کہتا ہون صدیق پس جو کوئی
نکہے انکو صدیق نہ سچا کیجیو اللہ اُسکے قول کو دنیا اور آخرت مین دیکھو حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے
حضرت ابوبکر کو صدیق فرمایا سائل جو شیعہ تھا اُسنے بطور تعجب کے عرض کیا کیا آپ بھی اُنکو صدیق کہتے
ہین امام نے اُسپر خفا ہو کر تین بار فرمایا کہ ہان مین اُنکو صدیق کہتا ہون اور جو اُنکو صدیق نہ جانے اللہ اُسکو
دنیا اور آخرت مین جھوٹا کیجیو جب موافق قول حضرت امام محمد باقر کے حضرت ابوبکر صدیق ٹھیری تو یقیناً
اُن کی صدیقیت کا منکر دوجہان مین جھوٹا ہے کیونکہ مرتبہ صدیقیت کا بعد مرتبہ نبوت کے ہوتا ہے
اسی ضمن مین ہم اور بھی حضرت ابوبکر صدیق کی صدیقیت معتبر کتب شیعہ سے ثابت کئے دیتے ہین تاکہ
منکرین کو موقع چون وچرا کا نہ ملے وھو ہذا معتبر تفسیر مجمع البیان طبرسی شیعہ مین ہے قال اللہ
تبارک وتعالیٰ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ یعنی جو شخص آیا
ساتھ صدق کے اور جسنے تصدیق کی اُسکی وہی لوگ متقی ہین اسکی تفسیر مین مفسر علامہ طبرسی
لکھتا ہے قیل الذی جاء بالصدق رسول اللہ وصدق بہ ابوبکر ترجمہ جو شخص کہ آیا ساتھ

یقول الممتاز بولا ابتہالاً صدق کے وہ رسول خدا ہین اور جسنے تصدیق کی اُنکی اُس سے مراد ابوبکر ہین ـــــ سبحان اللہ آپکے کیا کہنے ہین عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت است یہ بھی آپ ہی کا حوصلہ تھا کہ شاہ صاحب کے حواریین مین داخل ہو کر جو کچھ رطب و یابس تحفہ مین لکھا ہوا پایا دیکھتے ہی لوٹ پوٹ ہو گئے حالانکہ تحفہ خود ملّا کابلی کا سرقہ ہے اور یہ ضرور خیال کیا ہوگا کہ اس سے بڑھکر ہمکو اور کیا ثبوت ملیگا مگر یہ تمہاری شادی مبدّل برنج ہو گئی اسلئے کہ تمنے خاص کتاب کشف الغمّہ کو بھی نہین دیکھا اُسمین یہ روایت موضوعہ ابن جوزی محدّث اہلسنّت سے منقول ہے اور دارقطنی نے اسکی تخریج کی ہے اور ابن حجر نے بھی صواعق محرقہ مین دارقطنی سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور خود صاحب کشف الغمّہ نے اپنی کتاب کے آخر مین اسطرح ظاہر کیا ہے کہ مین نے اکثر روایات اہلسنّت کو اہلسنّت ہی کے الزام دینے کی غرض سے نقلاً لکھا ہے وہ اُنہین پر حجّت ہو سکتی ہین نہ کہ شیعون پر اور اس روایت کے موضوعہ ہونے پر اب غور کیجیے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام جیسا معصوم اور وہ بھی ایک بات کی بیان کرنے پر اپنی جگہہ سے اُچھل پڑے پناہ بخدا نعوذ باللہ منہا خدا ایسے کذّابوں مفتریون کے افترا پردازی سے بچائے ۔ حرکتِ عامیانہ کو اربابِ شعور و اہل تمیز کی نسبت منسوب کرنا انہین حضرات کا شیوۂ موروثی ہے ۔ کجا جناب امام محمد باقرؑ اور کجا یہ حرکتِ عامیانہ ۔ اسمین کچھ شک نہین کہ ازراہ قساوتِ قلبی اس واضع ناصبی نے جو کچھ لکھا ہے اتّہاماً امام معصوم کی نسبت لکھا ہے اور تواریخ منقولہ کشف الغمّہ جو مخالفانہ ہے اُس سے ہمکو ثبوت دینا تمہاری عجب خوش فہمی ہے اور دیکھو کتبِ لغات مین صدّیق کے معنی کسے کے کلام کو بہت سچ جانیوالے یعنی مُصدّق کے بھی لکھتے ہین اور اگر بالفرض اس روایتِ موضوعہ کو ہم تسلیم بھی کر لین تو بھی بطور تقیّہ امام علیہ السلام کا فرمانا سنیّون کیواسطے کچھ فائدہ نہین پہنچاتا اسلئے کہ بی عائشہ نے اپنے باپ کو بلقب صدّیق اور باپ نے بیٹی کو بلقب صدّیقہ مشہور کر رکھا تھا اور ان دونون مین سے ایک دوسرے کے کلام کو بہت سچ جانیوالا تھا سو اگر کسی شخص کو

Presented by Ziaraat.Com

اسکے لقب کی جہت سے پکارا بھی جاوے تو اُس سے یہ بات نہین ثابت ہوتی کہ اُس شخص مین اُس لقب ہی کے موافق صفت ہو اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ مولوی شاہ عبد العزیز صاحب اپنے ہان کے اکثر کتب تواریخ کو معتبر نہین جانتے اگر ہم بھی بعض روایات کتب تواریخ کو غیر معتبر سمجھین تو اسمین کونسی بے انصافی کی بات ہے اور خود اس روایت موضوعہ مذکورہ کے برخلاف سُنیون کے بڑے مفسر فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر کی جلد ہفتم مین اسطرح لکھا ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم نے ارشاد کیا کہ درحقیقت صدیق تین شخص ہوئے ہین ایک مؤمن آلِ فرعون دوسرے حبیب نجار تیسرے علی ابن ابیطالب علیہ السلام اب حضرات اہل جماعت کو چاہیے کہ اپنے ہان کے مفسر کے قول کی تصدیق کرین اور روایت موضوعہ ابن جوزی سے ہاتھ دھو بیٹھین اور ہمارے علامہ طبرسی نے جو اس ایت کی تفسیر مین قیل الذی جاء بالصدق رسول اللہ وصدق بابوبکر لکھا ہے تو سُنیون کا قول لکھا ہے اور ہم پہلے اس بات کو ظاہر کر چکے ہین کہ علامہ طبرسی کا یہ دستور ہے کہ جو روایت مخالفین کی نقل کرتے ہین تو اُسکو بلفظ قیل ورُوی کے شروع کرتے ہین اور اسکے وہ خود مصدق نہین ہوتے اور جو اپنے ہان کی روایت لکھتے ہین تو اسکو بلفظ قال اصحابنا و بلفظ رُوینا تعبیر کرتے ہین اور جناب خانصاحب تمنے جو علامہ طبرسی علیہ الرحمہ کو اسجگہہ پر نہایت حقارت کے ساتھ تو تراخ کر کے لکھا ہے اگر ہم بھی تمہارے حضرت عمر کو اسیطرح سے لکھین تو آپ کی اور آپکے شیخین کی کیا شیخی رہجائیگی اور سچ کہنا کہ یہ امر آپکو ناگوار خاطر ہوگا یا نہوگا ایسی خلافِ تہذیب تحاریر کو پہلے بھی ہم ظاہر کر چکے ہین اور یہ امر ادابِ مناظرہ کے بھی خلاف ہے آیندہ تمہین اختیار ہے اور علی بن عیسے اردبیلی جو تمنے لکھا ہے سوا اردبیلی کوئی شخص سُنیون مین ہوگا شیعون مین تو علی بن عیسے اربلی مولف کشف الغمہ ہین قال المرتاب فی الضلال

ے سُنیون کی صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب اور حضرت علی علیہ السلام ابوبکر اور عمر کو کاذب اثم غادر اور خائن جانتے تھے پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر کو امام باقر علیہ السلام صدیق بتلادین ۱۲-

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے جو خط کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا شارحین نہج البلاغت نے
حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حق مین یہ عبارت نقل کی ہے لعمری ان مکانہما
من الاسلام لعظیم وان المصائب بھما لجرح فی الاسلام شدید
رحمھما اللہ وجزاھما اللہ باحسن ما عملا ۔ ترجمہ اپنی زندگی کی قسم
تحقیق مرتبہ اُن دونون کا یعنی حضرت ابوبکر و عمر کا اسلام مین بہت ہی بڑا ہے اور تحقیق واقعہ
اُنکی وفات کا بہت ہی سخت حادثہ اسلام مین ہے اللہ دونون پر رحم کیجیو اور اونکے نیک عملون
کا بدلہ نیک دیجیو دیکھو حضرت علیؑ دونون صاحبون کا مرتبہ اسلام مین بڑا بتلاتے ہین اور اُن کے لئے
نیک دعا فرماتے ہین پس جو کوئی حضرت شیخین کا مرتبہ اسلام مین کمتر جانے یا اُن کے حق مین بد دعا
کرے وہ بیشک حضرت کی مخالفت پر کمر باندھتا ہے **یقول المتمسک بولایۃ الآل**
ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ شارح نہج البلاغۃ ابن ابو الحدید معتزلی ہے وہ حضرت ابوبکر اور عمر کا طرفدار ہے
وہ جو لکھے سو تھوڑا جسقدر ہٹ دھرمی کے راگ گائے آپ کے لئے بجا ہے ۔ لیکن ہمارے نزدیک
اُسکا قول مثل گوز شتر ہے ۔ ہم اسکو تسلیم نکرین گے شاید حضرت امیرؑ نے امیر حمزہ و جعفر طیار
رضی اللہ عنہما کی صفت کی ہو اور ابن ابو الحدید معتزلی نے اپنی خواہش نفسانی سے حضرت ابوبکر
و عمر کی صفت مین داخل کردیا ہو مگر تمنے تو شارح کا نام بھی نہین لکھا پھر ہم کسکی شرح مین اسکو تلاش
کرین دیکھو خطبہ شقشقیہ مین تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اوّل سے آخر تک اپنی مظلومیت
اور مغصوبیت حق خلافت کو بکمال وضوح بیان فرمایا ہے جسکا جی چاہے اُس مین دیکھ لے اور ابن ابو الحدید
نے بھی باوجود تعصب اور عناد کے اسبات کا اقرار کیا ہے کہ کلمات ظلم و شکایت غاصبین خلافت کے
بکثرت اور تواتر اُن حضرت سے ثابت ہوئے ہین اور لکھا ہے کہ وہ جناب یون فرماتے تھے اللھم
اخس قریشا فانھا منعتنی حقی وغصبتنی امری یعنی بارخدایا خم کر تو کمر قریش کی پس

بتحقیق کہ انہون نے حق میرا چھین لیا اور غصب کیا مجھسے امر خلافت کو اور پھر فرمایا فجزت قریشا
عنی الجوازی فانہم ظلمونی حقی واغتصبونی سلطنت ابن عمی یعنی جزائے بد دے جاوین
قریش پس بتحقیق کہ ظلم کیا انہون نے اوپر میرے اور غصب کیا مجھسے سلطنت پسر عم میرے کو- اب فرمائیے
کہ جن لوگون نے حضرت امیر علیہ السلام پر ظلم وستم کیا اور اُنکی خلافت کو غصب کیا اُن لوگون کی مخالفت
پر کمر باندھنا کسطرح سے خلاف حضرت امیر علیہ السلام کی ہو جاویگا **قال المرتاب فی**
الضلال صاحب فصول جو فرقہ شیعہ کا بڑا مستند عالم ہے امام محمد باقر سے ایک روایت یون نقل
کرتا ہے انہ قال لجماعۃ خاضوا فی ابی بکر وعمر وعثمان الا تخبرونی انتم من
المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا
وینصرون اللہ ورسولہ قالوا لا قال فانتم من الذین تبوءوا الدار و
الایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم قالوا لا قال اما انتم فقد
برئتم ان تکونوا احد ھذین الفرقین وانا اشھد انکم لستم من الذین قال اللہ
تعالیٰ والذین جاءوا من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان
ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف الرحیم
ترجمہ تحقیق فرمایا امام محمد باقر نے واسطے ایک گروہ کے جو کلام کر رہے تھے ابوبکر اور عمر اور عثمان کے
حق مین کیا تم خبر نہین دیتے مجھکو آیا تم مہاجرین مین سے ہو جو نکالے گئے اپنے گھرون اور مالون سے
ڈھونڈتے آئے ہین اللہ کا فضل اور اُسکی رضامندی اور مدد کرتے ہین اللہ اور اُسکے رسول کے اس گروہ
نے کہا نہین پھر فرمایا امام نے پس تم اُن لوگون سے ہو جو جگہہ پکڑ رہے ہین یعنی انصار اس گھر مین یعنی
مدینہ مین اور ایمان مین اُنسے پہلے محبت کرتے ہین اُس سے جو وطن چھوڑ آوے اُن کے پاس اُس گروہ نے
کہا نہین امام نے فرمایا تم آپ ہی تحقیق الگ ہوئے اُس سے ایک فرقہ ان دو فرقون مین سے ہو اور

مین گواہی دیتا ہون کہ تم نہین اُن لوگون سے جنکی حق مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو آئے اُنسے پیچھے کہتے ہوئے اے رب بخش ہمکو اور ہمارے بھائیون کو جو ہمسے آگے پہنچے ایمان مین اور نہ رکھ ہمارے دل مین بیر ایمان والون کا اے رب تو ہی ہے بڑائی والا مہربان دیکھو اس گروہ کو امام صاحب نے گمراہ اور دائرہ اسلام سے خارج فرمایا ہے **یقول المتمسک بولایۃ الآل**

یہ آپکا لکھنا محض غلط ہے صاحب فضول فرقۂ شیعہ مین کوئی عالم نہین ہے نہ اُسکی کوئی کتاب الموسوم بہ فضول ہے تف ہے تمہارے اس فضول لکھنے اور عوام الناس کے دھوکہ دینے پر اگر صاحب غیرت ہوتے تو چلو بھر پانی مین ڈوب مرتے مگر تمہاری تو آنکھ بھی تر نہین ہوتی بھلا ایسے جھوٹے حوالونکو کون مانتا ہے اسطرح بعض بیباک شیعہ بھی تمسے کہہ سکتے ہین کہ سُنیون کی بڑی مستند عالم العینی ملا انباری نے اپنی کتاب فضیلت البہائم والمجانین فی ذکر الثلثۃ الراشدین مین یہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام شافعی کا ایک مقام پر گزر ہوا اسجگہ چند آدمی خلقہ باندھے ہوئے بیٹھے تھے اور حضرت ابوبکر اور عثمان کی مدح کر رہے تھے اور شیعون کی نسبت بہت کچھ سب وشتم سے یاد کرنا اونکا شغل تھا پس حضرت امام شافعی نے اونکا یہ حال دیکھ کر اسطرح فرمایا کہ اے لوگو تم شیعون کو کیون برا کہتے ہو اور کسوجہ سے رافضی بتاتے ہو شیعہ بیچارے کیا غلط کہتے ہین دراصل حضرت ابوبکر و عمر نے جو ظلم وستم کہ اہلبیتؑ رسول کے ساتھ کئے ہین وہ ہرگز مخفی نہین ہوسکتے مین نے بھی مثل تمہارے ہرچند چاہا کہ عیوب شیخین کو کسی تدبیر سے پوشیدہ کردون مگر انکے حرکات شنیعہ کو تمام خدائی جانتی ہے اسوجہ سے مین بھی پوشیدہ نکر سکا اب لاچار ہوکر انکے واسطے خدائے تعالیٰ سے شب و روز دعاء مغفرت کیا کرتا ہون انتہی۔ پس واضح ہو کہ اس حکایت کا جو تم جواب دوگے وہی جواب ہمارا بھی صاحب فضول کی روایت کی نسبت ہے اور اگر مراد تمہاری کتاب فضول سے فصول مہمہ ہے تو فصول مہمہ دو کتابون کا نام ہے ایک ابن صباغ مالکی کی ہے اور ایک ہمارے یہان کی کتاب ہے اگر ابن صباغ کی فصول سے نقل کیا ہے تو ہمیں

تحت نہین ہے اور یہ کہنا کہ وہ شیعہ مین افترا محض و بہتان بحت ہے اور اگر فصول ثانی کی نسبت کہو
تو بالفعل نسخہ فصول ہمارے پاس موجود نہین تھا کہ جس سے ہم اسکی تطبیق کرتے اسوجہ سے ہمنے لکھنؤ
مین جاکر اسکی تفتیش کی آخر کار معلوم ہوا کہ یہ روایت اسمین نہین ہے اور اگر یہ روایت اسمین ہوتی بھی
تو ہمارے لئے کیا مضر تھی اسواسطے کہ اس روایت مین تو فقط اتنا ہی ہے کہ وہ لوگ کلام کرتے تھے درباب
خلفاء ثلثہ اب اگر یہ کلام انکا من باب الذم تھا تو اگر یہ حدیث خالی عن التقیہ فرض کرلی جاوے بفرض محال
تو استدلال تمہارے مطلب پر ہوسکتا ہے ولیس ذالک قطعا اور اگر من باب المدح تھا تو انکا
بنا بر تمہارے قول کے دائرہ اسلام سے خارج ہونا دلیل صریح تفضیح ہے تمہارے خلفا کی اور روایت
محتمل الامرین ہے پس استدلال تمام نہوگا اور اگر بفرض محال مدح بھی نکلے تو تمہارے مطلب کے مفید نہین
اسواسطے کہ تقیہ اقویٰ مانع ہے استدلال سے ولا اقل من الاحتمال واذا جاء الاحتمال بطل

الاستدلال خصوصاً حضرات اہلسنت کی یہان کہ جنکا مدار دین اسقاط روایت
محتمل فیہا للخلاف پر ہے اور یہ کہنا حضرت کا کہ تم مہاجرین مومنین سے ہو یا انصار مومنین سے ہو سو
یہ دلالت اسپر نہین کرتا کہ وہ لوگ مذمت ہی کرتے تھے بلکہ جسطرح حال مذمت مین کہا جاسکتا ہے اسیطرح
حال مدح مین بھی کہا جاسکتا ہے یعنی کیا تم مہاجرین سے یا انصار سے ہو کہ تم بخوبی حال جانکر انکا
مدح کرتے ہو کہ یہ امر تمسے نہایت مستبعد ہے اور جبکہ تم ان دونون فرقون سے نہین ہو اور بلا تحقیق کے
مدح کرتے ہو تو تم مقصر ہو تحقیق حق مین باوجود امکان تحقیق کے پس تم دائرہ اسلام سے خارج ہو بلکہ
یہی فرق ہی بموجب روایات متواترہ و متکاثرہ کے قال المرتبک فی الضلال اسی
تفسیر مین جسکو شیعہ حضرت امام حسن عسکری کی طرف نسبت کرتے ہین یہ روایت مرقوم ہے کہ جب
خدائے تعالےٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران کو مبعوث فرمایا اور انکو برگزیدہ کیا اور اُن کے سبب سے دریا
کو پل بنایا اور بنی اسرائیل کو نجات دی اور توریت اور لوح انکو عطا کی تب حضرت موسےٰ نے اپنا رتبہ

Presented by Ziaraat.Com

دیکھکر خدائے عزّوجل سے عرض کی کہ یا الٰہی تو نے مجھکو ایسی بزرگی دی ہے کہ کسی اور نبی کو پہلے نہین دی تیرے یہان مجھ سے زیادہ اور کسی کی بھی بزرگی ہے خداوند تعالےٰ نے جواب دیا کہ اے موسیٰ تمہین معلوم نہین کہ محمد میرے نزدیک تمام مخلوقات سے افضل ہین تب حضرت موسےٰ نے عرض کی کہ کسی نبی کی آل میری آل سے بزرگتر ہے جواب ہوا کہ تم نہین جانتے کہ فضیلت آل محمدؐ کی سب انبیا کی آل پر ایسی ہے جیسی کہ انکو فضیلت سب پیغمبرون پر ہے تب حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ الٰہی میرے اصحاب سے زیادہ تیرے نزدیک اور کسی نبی کے اصحاب کا رتبہ ہے جواب ہوا کہ اے موسےٰ تم نہین جانتے کہ فضیلت اصحاب محمدؐی کی تمام انبیا کے اصحاب پر ایسی ہے جیسی کہ فضیلت آل محمدؐ کے سب انبیاء کے آل پر ہے تب حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ اگر فضیلت محمدؐ اور آل محمدؐ اور اصحاب محمدؐ کی ایسی ہے جیسی کہ تو نے ارشاد فرمائی پس کسی نبی کی اُمّت میری اُمّت سے زیادہ افضل ہے جنپر تو نے بادلون کا سایہ کیا جنپر من سلوا نازل کیا جنکے لیئے دریا کو پُل بنادیا خداوند کریم نے فرمایا کہ فضیلت اُمّت محمدؐ کی سب انبیاء کی اُمّت پر ایسی ہے جیسی کہ فضیلت مجھکو میرے خلق پر ہے دیکھو جناب امام حسن عسکریؑ صاحب اصحاب رسول اللہ اور اُمّت رسول اللہ کے کیسے کیسے فضائل بیان فرماتے ہین اگر تم امام صاحب کے بھی قول کو جھوٹا جانو تو تمکو خدا سمجھے یقول المتمسک بولایۃ الآل۔ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام کی یہ روایت بہت صحیح اور درست ہے اور فضیلتِ اصحاب محمدؐ اور اُمّت محمد صلعم پر جو تم کچھ اور ہی شبہ کررہی ہو سو یہ تمہارا شبہ کرنا محض بے فائدہ ہے یہان تو آیات قرآنی کا سا معاملہ مجملاً پیش آیا ہے اور اصحاب مخلصین حضرت خاتم المرسلین کی فضیلت کا کون منکر ہے اور تمنے اس روایت کو کس غرض سے لکھا ہے شاید اصحاب کا لفظ دیکھکر خوش ہوگئے ہوگے اور اپنے حضرات ثلاثہ کو اسِ فضیلت مین داخل کرنا چاہتے ہوگے سو اسکے لیئے تم اپنا مُنھ دھو رکھو تمہارے حضرات ثلاثہ کو اس روایت سے کچھ نفع نہین مل سکتا اسِ روایت مین تو اصحاب مومنین موقنین کی البتہ تعریف ہے

سو انکو شیعہ اپنا ہادی اور پیشوا جانتے ہین اور اصحاب منافقین ومرتدین کی اس روایت سے ہرگز ہرگز تعریف نہین نکلتی اون کے حق مین اللہ تعالے قرآن مجید مین خود فرماتا ہے تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا وَاللّٰہُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃِ۔ یعنی اے صحابہ پیغمبر تم لوگ خواہان مال دنیا ہو اور خدا چاہتا ہے ثواب آخرت کو۔ اور صحیح بخاری مین جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث ہے وان اناس من اصحابی یوخذ بہم ذات الشمال فاقول اصحابی اصحابی اصحابی فیقال انہم لم یزالو مرتدین علی اعقابہم خلاصہ اسکا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بروز قیامت ایک گروہ اصحاب کا داخل جہنم ہوگا جبکہ فرشتے اُس گروہ کو عذاب کیواسطے لاوینگے تب مین اسطرح کہونگا کہ یہ میرے اصحاب ہین پس ملائکہ جواب دینگے کہ یہ وہ اصحاب ہین جو کہ بعد آپکے مرتد ہو گئے تھے انتہی اور روایت تفسیر امام حسن عسکری مین اُمت کی جو تعریف ہے سو اُس امت سے مراد شیعان علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہین جنکی شان مین حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا علی انت وشیعتک ھم الفائزون یوم القیمۃ اور ویسے تو اُمت مین بہتر فرقے اور بھی شمار کئے جاتے ہین اور یہانتک کہ قاتلان شہدائے کربلا بھی اپنے تئین اُمت ہی کہتے تھے چنانچہ مولوی شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے اپنی سر الشہادتین مین ایسا ہی لکھا ہے شعر اترجوا امۃ قتلت حسینا شفاعۃ جدہ یوم الحساب پھر بھلا کہو اسطرح کی اُمت کی فضیلت کسطرح سے ہو سکتی ہے اگر تم اُمتِ مومنہ صالحہ کی فضیلت چھوڑ کر اُمتِ ملعونہ کی صفت جانوگے تو بیشک تمہین خدا سمجھے گا اور تمہارا حشر ضرور اُمتِ ملعونہ کی ساتھ ہوگا قالہ تبارک فی الضلالۃ صحیفہ کاملہ مین جسکی ہر ایک لفظ کو شیعہ باعتبار صحت کے کلام الٰہی سے کم نہین جانتے ہین حضرت امام زین العابدین سے اصحاب و تابعین رسالت پناہ کے حق مین یہ دعا ہے جسکو آپ خلوت خاص مین پڑھا کرتے تھے اور راز و نیاز کے وقت آپ اصحاب رسول اللہ کی توصیفین اور تعریفین روبرو

شہنشاہ عالم الغیب کے اظہار کیا کرتے تھے اگر کوئی بالفضول اس دعا کو بھی تقیہ پر محمول کرے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ آپکو خلوت مین کسکا خوف او سڈر تھا کہ جسکی سبب سے ضرورت تقیہ کی ہوئی پس اس دعا صادق مین ہرگز گنجایش نہین ہے وہ دعا یہ ہے ۔ اے خدا رحمت نازل کر اوپر اصحاب محمدؐ کے درود اللہ کی انپر اور سلام خاص کر اون اصحاب پر جنہون نے حق صحبت نہایت ہی خوبی سے ادا کیا اور جنہون نے سبطرح کی مصیبتون اور ایذاؤن کو اُسکی اعانت مین گوارا کیا اور جنہون نے ملکر اُسکی مدد مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا اور جنہون نے اُسکی رسالت قبول کرنے مین بڑی جلدی کی اور اُسکی دعوت کی اجابت مین سبقت کی جب اونکو پیغمبر خدا نے اپنی پیغمبری کی حجتین بتائین تو انہون نے بلا توقف قبول کین اور انکے کلمہ کے یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللّٰہ ظاہر کرنے مین اپنے لڑکے بالون جورو بچون کو چھوڑا اور انکی نبوت کے ثابت کرنے مین اپنے باپ اور بیٹون کو قتل کیا جب انہون نے پیغمبر کا دامن پکڑا تو اُن کے کنبے قبیلے کے لوگون نے اُنکو چھوڑ دیا اور جب وہ پیغمبر کی قرابت کے سایہ مین آئے تب اُن کے رشتہ دارون نے اُنسے رشتہ توڑ دیا پس اے خدا تو نہ ترک کرنا اُن باتون کو جو پیغمبر کے اصحاب نے تیرے واسطے اور تیرے پیچھے چھوڑا اور راضی کر دینا تو اُنکو رضامندی سے اسلئے کہ انہون نے خلق کو تیری طرف جمع کر دیا اور تیرے پیغمبر کے ساتھ دعوتِ اسلام کا حق ادا کیا اے اللہ وہ شکر گذاری کی لائق ہین کہ اُنہون نے اپنے قوم اور کنبے کے گھر اور اپنے وطن کو تیرے پیچھے چھوڑا اور عیش اور آرام کو ترک کر کے تنگی معاش کو تیرے لئے اختیار کیا اور اے خدا اُن کے تابعین کو جزا خیر دے جو کہ دعا کیا کرتے ہین کہ پروردگار ہماری مغفرت کر اور ہمارے اُن بھائیون کی جو ہم مین سے ایمان مین سبقت لیگئے ہین اور اُنکی ہدایت کے نشانیون کے اقتدا کرتے ہین جنکو کوئی شک اونکی نصرت مین نہین ہوتا اور جنکے دل مین کوئی شبہ اون کے آثار کی پیروی مین نہین آتا کیسے تابعین

جو معاون اور مددگار اصحاب کے ہین اور جو اپنا دین اُن کے دین کے موافق رکھتے ہین اور جو
اُن کی ہدایت کی مطابق ہدایت پاتی ہین اور جو اصحاب سے اتفاق رکھتے ہین اور جو کچھ اصحاب نے
اُنکو پہنچایا اسمین انپر کچھ تہمت نہین کرتے ہین اور اے خدا رحمت نازل کر اُن اصحاب کی تبعیت
کرنیوالون پر آجکے دن سے جسمین ہم ہین قیامت تک اور انکی ازواج اور ذریات پر فقط اے مقلدان
ابن سبا قسم ہے تمکو حضرت حیدر کرار کی اور قسم ہے تمکو سید الشہدا کے مزار کی اور قسم ہے تمکو عباس
علمبردار کی اور قسم ہے تمکو امام غایب فی الغار کی ذرا عدالت کی نظر سے دیکھنا کہ اس دعا
سید الساجدین مین تقیہ کو تو لگاو نہین ہے کیونکہ یہ دعا امام صاحب کی مخصوص بخلوت ہے
اور خلوت مین ایمان چھپانے کی کوئی ضرورت نہین ہوتی ہے **یقول المتمسک بولایۃ**
الآل کلام الہٰی کے برابر تو معتبر ہم کسی کتاب کو بھی نہین جانتے پھر صحیفۂ کاملہ کو کیونکر
اسکی برابر کہین گے البتہ بعد کلام اللہ کے اسکی بھی صحت کا اعتبار کرتے ہین شیعونکا حال مثل
سنیّون کے نہین ہے جیسا کہ سُنّی بخاری اور مسلم کے ہر ایک لفظ کو باعتبار صحت کے کلام الہٰی
سے کم نہین جانتے بلکہ کچھ زائد ہی کہتے ہین اور صحیفۂ کاملہ کی یہ دعا جو تمنے نقل کی ہے اسمین
تو صریح اور صاف طور سے اُن اصحاب اور تابعین رسول کردگار کا ذکر ہے کہ جنہون نے حق صحبت
نہایت ہی خوبی سے ادا کیا اور جنہون نے سب طرح کی مصیبتون اور ایذاؤن کو آنحضرت صلعم
کی اعانت مین گوارا کیا اور جنہون نے ملکر اونکی مدد کرنے مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا اور جنہون نے
اُنکی رسالت کے قبول کرنے مین بڑی جلدی کی اور دعوت کے اجابت کرنے مین نہایت سبقت
کی اور جب اُنکو پیغمبر خدا نے اپنی پیغمبری کی حجتین بتائین تو اُنہون نے بلا توقف قبول کر لین اور
اُن کے کلمہ کے ظاہر کرنے مین اپنے سب عزیز اور قریبون کو چھوڑ دیا اور اونکی محبت کے مقابلہ مین
کسی رشتہ داری کا خیال نہ کیا نہ وہ لوگ کہ جو کاہنون کے کہنے سے بطمع مال دنیا مسلمان ہوئے

Presented by Ziaraat.Com

اور اصحاب کہلائے اور جب وقت مصیبت پڑا اور جہادون مین کفار کے مقابلہ کا وقت آیا تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنون کے مقابلہ مین چھوڑ کر بھاگ گئے اور صلح حدیبیہ پر شک و شبہ نبوت مین کرنے لگے اور بوقتِ وفات جناب رسولخدا صلوات اللہ علیہ و آلہ وسلم پر تہمتِ ہذیان کی لگانے لگے اور حقِ صحبت ادا کرنیکے بدلے بعد وفات آنحضرت صلعم کے انکی تجہیز و تکفین مین بھی شریک نہوے بقول شاعر ؎ چون صحابہ حُبِ دنیا داشتند + مصطفےٰ را بیکفن بگذاشتند - اور پھر نکث بیعتِ غدیر کرکے غصبِ خلافت اور غصبِ فدک کیا اور بضعۃ رسول کو ستایا اور اُن کے مکان کو جلا دینے کیواسطے آگ اور لکڑیان لے گئے اور مطرودان و مغضوبان جناب رسولخدا کو اپنی رشتہ داری کے باعث سے مدینہ منورہ مین بلا کر ندیم و مُشیر سلطنت بنایا غرض کہانتک اصحاب طالبین دنیا کے قبائح لکھون اکثر کتب معتبرہ اہلسنت ہی مین اُنکا سب حال نام بنام لکھا ہے وہ ہی ہمارے بیان کی صداقت کے لئے کافی ہے پس اے مقلدانِ ابن زیاد و شمر تمکو قسم ہے اپنے یزید و معاویہ اور قسم ہے طلحہ اور زبیر کی اور قسم ہے تمکو مقبرہ شیخ جیلانی کی ذرا عدالت کی نظر سے دیکھنا کہ صحیفہ کاملہ کی دعا مین حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام نے کیسی کچھ تصریح اصحاب مخلصین کے باب مین کی ہے اسلئے کہ کوئی شخص نادان مخالفین مین سے اپنے حضرات ثلاثہ کی صفت نہ ٹھراوے مگر تم ایسے حیادار ہو کہ اسپر بھی نہ مانے اور اپنی خواہشِ نفسانی سے اپنے حضرات ثلاثہ کی تعریف مین اسکو لکھنا شروع کردیا سو تمہارے ایسے فضول لکھنے کو کون مانتا ہے اور تقیہ کرنیکا اسجگہہ کیا ذکر ہے تمنے کیون لکھا ہے -

قالکم تبک فی الضلال

اگرچہ بعض شیعہ خلاف ترتیب جمع قرآن پاک کی قائل ہوئے ہین مگر اُنکا قول جمہور علمار محققین شیعہ کے نزدیک بالکل ساقط عن الاعتبار ہے خوف طوالت سے انکی علمار معتمد کے چند قول نقل کئے جاتے ہین اول شیخ صدوق ابوجعفر محمد بن علی بابویہ نے جو اس فرقہ کے بڑے عالم ہین رسالہ اعتقادات مین لکھا ہے اعتقادنا فی القرآن

ان القران الذی انزلہ اللہ تعالیٰ علیٰ نبیہ ھو مابین الدفتین وھو مافی ایدی الناس لیس باکثر من ذالک ومبلغ سورۃ عند الناس مائۃ واربعۃ وعشر سورۃ وعندنا والضحیٰ والم نشرح سورۃ واحدۃ ولایلاف والم ترکیف سورۃ واحدۃ ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذالک فھو کاذب

ترجمہ اعتقاد ہمارا قرآن مین یہ ہو کہ تحقیق قرآن جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر نازل کیا تھا وہی ہی جو دو دفتیو نمین موجود ہے اور وہی ہے جو لوگون کے ہاتھ مین پایا جاتا ہے اس سے زیادہ نہین اور اسکی سورتین لوگون کے نزدیک ایک سو چودہ ہین اور ہمارے نزدیک والضحیٰ اور الم نشرح ایک سورۃ ہے اور لایلاف و الم ترکیف ایک سورۃ ہے اور جو شخص ہماری طرف نسبت کرتا ہے کہ ہم کہتے ہین کہ قرآن اس سے زیادہ تھا وہ جھوٹا ہے دیکھو علامہ قمی صحیح صحیح روایت کرتے ہین کہ یہ قرآن جو لوگون کے پاس موجود ہے اصلی ہے اس سے کچھ کم زیادہ نہین ہوا پس جو لوگ کم ہوجانے قرآن کے قائل ہین وہ جھوٹے ہین دوم مجمع البیان مین سید مرتضے جو بڑے مجتہد شیعون کے ہین یہ لکھتے ہین ان العلم صحۃ القرآن کالعلم بالبلدان والحوادث الکبار والوقایع العظام للمشھورۃ واشعار العرب المسطورۃ

ترجمہ البتہ قرآن کی صحت کا علم ایسا ہے جیسا شہرون اور بڑے بڑے مشہور حادثون اور واقعون اور عرب کے شعرون لکھے ہوئے کا علم کیونکہ نقل کرنے قرآن مین بڑی کوشش اور بہت سے سبب تھے اور وے قرآن کے مقدمہ مین اس حد تک پہنچے تھے جو اشیاء مذکور مین اس حد کو نہین پہنچے اسلئے کہ قرآن نبوت کا ایک معجزہ ہے اور شرعی علمون اور دینی حکمون کا اصل ہے اور اسلام کی عالم اسکی محافظت اور نگہداشت مین نہایت کے درجہ کو پہنچے ہین یہانتک کہ جو قرآن مین حرکتون اور قرأتون اور حرفون اور آیتون سے تھا انہون نے اسکو معلوم کر رکھا ہے پس ایسے سچے محافظت اور بڑے نگہداشت مین کیونکر ہوسکتا ہے کہ اسمین تغیر یا نقصان ہوگیا ہو سوم محمد بن الحسن حرّ عاملی

جو بڑے محدث فرقہ اہل تشیع مین گزرے ہین انہون نے ایک رسالہ اپنے ہمعصر کے رد مین لکھا ہے
اُس رسالہ مین لکھتے ہین کہ ہر کسیکہ تتبع اخبار و تفحص تواریخ نموزہ بعلم یقینی میداند کہ قرآن در غایت
و اعلیٰ درجہ تواتر بودہ و آلاف صحابہ حفظ و نقل میکردند آنرا در عہد رسولخدا مجموع مولف بود۔ دیکھو تمہارے
محدث صاحب قرآن کو صحیح تبلاتے ہین کہ اصحاب نے رسول اللہ ہی کی حیاتِ مبارک مین بصحت تمام
حفظ اور نقل کر رکھا تھا پس اس روایت سے فضیلت صحت قرآن اور فضیلت حفظ قرآن اور
فضیلت صحابہ ذیشان کی بھی پائی جاتی ہے چہارم حدیقہ سلطانیہ کے صفحہ ۸۶ امین ہے از انجملہ
است انچہ از حضرت صادق علیہ السلام ماثور است کہ فرمود اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ فِیْہِ مَنَارُ الْھُدٰی
وَمَصَابِیْحُ الدُّجٰی یعنی درین قرآن انوار ہدایت و چراغہائے دور کنندہ تاریکی ضلالت و
غوایت روشن است تجم اسی کتاب مین یہ عبارت ہے کہ از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام منقول است
کہ در ہنگامیکہ فتنہا بر شما ملتبس شود مانند پارہائے شب تاریس رجوع آرید بقرآن کہ شفاعت
کنندہ و مقبول الشفاعت است ہر کسیکہ آنرا امیش نہد اللہ او را براہ جنت میبرد اوران سب روایتون
مستندہ سے اُن جہال کے قول کی جو کہتے ہین کہ ترتیب صحیح نہین ہے کما ینبغی تکذیب ہوتی ہے،
اگر بنظر انصاف اپنے مقتدایون اور مجتہدون کے قول کو سچا سمجھین ورنہ ناانصافی کا جواب سوائے
خاموشی اور کیا ہو سکتا ہے ع مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی ششم سورہ حجر مین حافظ
لوح محفوظ کا یہ فرماتا ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ترجمہ تحقیق
ہمنے آپ ہی اوتارا اس قرآن کو اور تحقیق ہم آپ ہی اُسکی نگہبان ہین ہفتم سورہ حٰم سجدہ مین
احکم الحاکمین فرماتا ہے لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ
حَمِیْدٍ ترجمہ اسپر باطل یعنی تحریف اور نناقض کا دخل نہین آگے سے نہ پیچھے سے
اوتارا ہے حکمتون والی سب خوبیون سراہی کے چنانچہ مدارک مین اس آیت شریف کی تفسیر

اسیطرح سے ہے ھی کلا یاتیہ الباطل التبدیل و التناقض من بین یدیہ ولا خلفہ
یعنی اس کتاب مستطاب مین تبدیل اور نقیض کو ہرگز کبھی کسیوجہ سے دخل نہوگا اے مقلدان ابن سبا
اگر تمہارے مجتہدون کی روائتین جھوٹی ہین کلام خدا کو تو سچا جانو کیونکہ اسی قرآن پاک کو تم نماز
مین پڑھتے ہو اور اسی قرآن کا ثواب تم اپنے مردون کو بخشتے ہو ورنہ تمہارے نماز و ثواب دونو فعل
عبث ہین اور اگر وہ قرآن جسکو باعتقاد تمہارے حضرت مظہر العجائب نے جمع کیا تھا تمہارے پاس
موجود ہے تو ایمان والون کو دکھلاؤ کیونکہ ایمان والے قدر و ادب کلام خدا کے خوب جانتے ہین

یقول المتمسک بولایتہ الآل اس بحث کو تم پہلے بھی لکھ چکے ہو اور ہم اس کا
بخوبی جواب بھی دے چکے ہین پھر چند مرتبہ ایک بات کے دوہرانے سے کیا حاصل۔ تم اپنے تئین مناظر
اور محقق جانتے ہو اور اسپر شیعونکی مذہب کو نہایت غلط ثابت کرنا چاہتے ہو مگر طرفہ تر یہ ہے کہ تمکو اتبک
مذہب شیعہ سے بخوبی واقفیت ہی نہین اور نہ یہی جانتے ہو کہ قرآن کے مقدمہ مین شیعونکا کیا اعتقاد
ہے اور کیا کہتے ہین سو جاننا چاہیے کہ اکثر علمار شیعہ کا تو وہی اعتقاد ہے جو جناب شیخ صدوق
علیہ الرحمہ نے رسالہ اعتقادیہ مین تحریر فرمایا ہے اور اکثر ہمارے عالم اسی پر متفق ہین کہ یہ قرآن وہی ہے
کہ جو نازل ہوا تھا۔ اس سے کم ہے نہ اس سے زیادہ ہان بعضے عالم صرف کمی قرآن کے قائل بھی ہوئے
ہین لیکن قرآن کی صحت کے تو وہ بھی منکر نہین ہین وہ بھی اکثر یہی لکھتے ہین کہ یہ جسقدر باقی
موجود ہے یہ سب کلام خدا ہے چنانچہ اس باب مین ہمارے علامہ ابو علی طبرسی رحمۃ اللہ نے تفسیر
مجمع البیان مین یون لکھا ہے ہمارے تمام علمار کا اجماع ہے کہ قرآن مین زیادتی واقع نہین ہوئی
رہا نقصان قرآن البتہ ہمارے بعض علمار کی ایک گروہ اور علمار عامہ اعنی اہلجماعت مین سے ایک
فرقہ حشویہ قائل ہوا ہے کہ قرآن مین کمی واقع ہوئی ہے اور صحیح مذہب ہمارے علمار کا اسکے خلاف ہے
یعنی اسمین تغییر و نقصان نہین ہوا ہے اور اسی کے مطابق شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے بھی تفسیر

Presented by Ziaraat.Com

تبیان مین لکھا ہے کہ بعض علمار اہل تشیع پر بھی تمہارا طعن وارد نہین ہو سکتا اور اُن پر طعن کرنا تمہارا بالکل عبث اور بیکار ہے کیونکہ تمہاری تو کتب احادیث و تفاسیر اس امر سے مملو ہین کہ قرآن شریف مین ضرور تحریف ہوئی تو جو الزام تمہارے اکابر محدثین پر وارد ہوگا وہی بعض علمار اہل تشیع پر بھی ہوگا بلکہ اسمین بھی بہت بڑا تفاوت ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے جو بعض علمار قائل کمی کے ہوئے ہین تو وہ اسبات کے قائل ہوئے ہین کہ مناقب اہلبیت اطہار اسمین سے نکالدئے گئے ہین جیسا کہ تمہاری کتب سے بھی ثابت ہے بلکہ حد تواتر کو پہنچگیا ہے اور احکام کی تحریف کے ہمارے بعض بھی قائل نہین ہین بلکہ یہ امر مجمع علیہ ہے کہ تحریف احکام مین ہرگز نہین ہوئی پس عمل احکام پر کیون کر بیمحل ہوگا اور تمہاری کتب و روایات تو وقوع تحریف سے علے العائنۃ المختلفہ مملو ہین چنانچہ تفسیر اتقان ہی مین لکھا ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی تھین کہ سورہ احزاب کو جناب رسولخدا صلعم کی حیات مین ہم تلاوت کیا کرتے تھے اور اسمین دوسو آیتین تھین مگر حضرت عثمان نے اپنے عہد حکومت مین تہتر آیات باقی رکھین اور آیہ رجم کو قرآن سے نکالدیا اور کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری مین یون لکھا ہے کہ عبداللہ ابن عمر مکروہ جانتے تھے اس امر کو کہ کوئی مرد کہے کہ مین نے سارا قرآن پڑھا ہے اور کہتے تھے کہ اس قرآن مین سے ایک قرآن ہے کہ اٹھالیا گیا ہے اور اسی کتاب مین لکھا ہے کہ ابن عباس افلم ییتبیّن پڑھا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کاتب نے سوتے اور اونگھتے مین افلم ییاس اسکی جگہہ لکھدیا ہے اور وہ ہنوز قرآن مین موجود ہے اور امام فخرالدین رازی نے لکھا ہے کہ ابن مسعود انکار کرتے تھے سورہ فاتحہ اور معوذتین کے قرآن مین ہونیکا اور احمد اور ابن حبان کہتے ہین کہ وہ انکو اپنے قرآن مین لکھتے بھی نہ تھے اور تفسیر درّ منشور اور تفسیر ثعلبی مین لکھا ہے کہ آیہ اِنْ ھٰذٰانِ لَسَاحِرَانِ مین عمل کاتب سے غلطی رہ گئی ہے اور مسلم نے اپنی کتاب مین علقمہ سے روایت کی ہے کہ سورہ واللیل مین وما خلق کا لفظ زیادہ بنا دیا گیا ہے یہ حضرت کے زمانہ مین موجود نہ تھا پس ہاے مقلدان ابن زیاد

وثم تم پہلے اپنی اُن مفسرون اور محدثون کے لکھنے پر تو غور کرو کہ قرآن مجید کی نسبت تمہارے مفسر اور محدث کیا کیا لکھتے ہین اور کلام الٰہی کو صحیح اور سالم نہین جانتے ہین پھر ہم بھی اگر تمہاری طرح سے تمسے پوچھین تو اسکا تم کیا جواب دوگے کہ یہ قرآن جب تم لوگون کے نزدیک صحیح نہین ہے اور غلطیون سے بھرا ہوا ہے اور کچھ کا کچھ بنگیا ہے تو پھر تم کسواسطے اس قرآن کو نمازون مین پڑھتے ہو اور اسی قرآن کا ثواب تم اپنے مُردون کو بخشتے ہو اور جب تم اس قرآن کی نسبت ایسا اعتقاد رکھتے ہو جیساکہ تمہارے مفسرین اور محققین کے اقوال سے واضح ہوتا ہے کہ یہ قرآن وہ قرآن ہی نہین رہا بلکہ اسمین اکثر جا بجا کچھ کا کچھ بن گیا ہے تو پھر تمہارے ایمان کا کیا ٹھکانا ہے اور تمکو ایماندار تو کوئی احمق ہی جانتا ہوگا ہم تو ایماندار تمکو ہرگز نہین جانتے اور جس حالت مین کہ تم قرآن سے اسقدر بد اعتقاد ہو تو پھر تمہارا حفظ کرنا بھی فعل عبث ہے اور علاوہ اسکے حفاظ شیعہ کا سا تو حفظ کرنا تم لوگون کو کبھی نصیب ہی نہین ہوتا رمضان کے مہینہ مین جب تمکو تراویح بدعت حسنہ مین پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے تو اکثر تمہارے حافظ قرآن مجید کو جلد جلد غلط سلط پڑھکر ٹرخا جاتے ہین اور مقتدی انکو بتاتے جاتے ہین اور ایسی غلط پڑھنے کے باعث سے تمہارے یہان کے حافظ سیاہ دل بھی ہوجاتے ہین اور ترتیب رائج کی نسبت جو تم کہتے ہو البتہ یہ ترتیب رائج ہمارے نزدیک مطابق ترتیب تنزیل کے نہین ہے نہ ہمارے علما کو اسکا اقرار ہے تمنے رسالہ اعتقادیہ وغیرہ کے جو حوالے دے ہین ہو اُنسے بھی یہ نہین پایا جاتا کہ یہ ترتیب رائج مطابق تنزیل کے ہی بلکہ شیخ صدوق نے تو رسالہ مذکور مین در باب ترتیب کے یہ صاف لکھدیا ہے کہ اُسکی سورتین لوگون کے نزدیک ایک سو چودہ ہین اور ہمارے نزدیک والضحیٰ اور الم نشرح ایک سورۃ ہے اور لایلاف اور الم ترکیف ایک سورۃ ہے اور علاوہ برین تم اپنے علما معتبرین کے اقوال پر بھی نظر نہین کرتے کہ وہ بھی یہی لکھتے ہین کہ یہ ترتیب مطابق تنزیل کے نہین ہے اور اس ترتیب مروج مین پہلے سب سے تو نے سورۂ فاتحہ اور بقرہ ہے اور درحقیقت پہلے

Presented by Ziaraat.Com

سب سورتوں سے سورۂ اقرا نازل ہوئی تھی جیسا کہ تفسیر اتقان مین تمہارے شیخ جلال الدین سیوطی نے
لکھا ہے اور پھر مدثر پھر مزمل پھر توں نازل ہوئی پس ان اگلی سورتوں کو قرآن کے آخر مین حضرت عثمان
نے مرتب کرایا ہے اور شیعہ جو تغیر اور نقصان اور زیادتی قرآن کی روایات کو سنیّون کی کتب صحیحہ سے
اُن کے اعتراضات کے جواب مین لکھتے ہین تو اس سبب سے تم جیسے کج فہمون نے یہی بدگمانی کر رکھی ہے
کہ علماء محققین و فضلاء مدققین سالکان طریقۂ ائمہ طاہرین علیہم السلام کا مذہب نقص قرآن ہے اور فی الواقع
صحیح یہ بات ہے کہ ہمارے اکثر علماء اس قرآن مجید کو بے کم و کاست جانتے ہین مگر ترتیب آیۂ کو مطابق تنزیل
کے نہین کہتے اور حضرت امیر نے جو اس قرآن خدا کو مطابق تنزیل کے جمع کیا ہے وہ حضرت صاحب الامر
علیہ السلام کے پاس موجود ہے جسوقت مین کہ ان جناب کا ظہور ہوگا اسوقت پردہ بھی ظاہر ہوگا

قال المرتاب فی الضلال قصۂ فدک صحیح قصہ صرف اسقدر ہے جو کتب معتبرہ اہلسنت سے
لکھا جاتا ہے فدک ایک موضع ہے خیبر مین وہ بغیر جدال و قتال کے دار الاسلام ہوا اوس مین کچھ درخت
خرمے کے تھے اسی کو باغ فدک کہتے ہین رسول مقبول نے موضع اور باغ کی آمدنی کو واسطے مصارف
اپنے اہل و عیال کے مقرر فرمایا تھا ہمیشہ حضرت صلعم اُسکے محاصل کو بموجب آیہ ذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی
وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ کے اپنے عزیز و اقربا پر صرف کرتے تھے اور جو کچھ بچتا اُسکو یتیمون اور محتاجون اور مسافرون
کو ایثار فرماتے تھے جب حضرت رسالت پناہ نے دنیا سے رحلت فرمائی اور حضرت صدیق اکبر مسند آرای
خلافت ہوئے حضرت خاتون قیامت نے اپنے دولت خانہ ملائک آستانہ پر حضرت صدیق اکبر کو طلب
فرما کے درخواست فدک کی اگرچہ اور ورثہ فدک کے موجود تھے اور ابھی تک کسی نے اُنہون مین سے
مطالبہ بھی نہین کیا تھا لہذا نائب رسول نے یہ حدیث شریف جواب مین پیش کی قال قال رسول
اللہ صلعم لا نورث ما ترکناہ صدقة ترجمہ کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے ہمارا کوئی وارث
نہین اور جو کچھ چھوڑین ہم صدقہ ہے یہ جواب سُنکر حضرت زہرا کو بمقتضائے بشریت کسیقدر

ملال ہوا اور پھر کبھی آپنے دعوے وراثت نکیا حضرت صدیق اکبر نے دوسری مرتبہ حضرت سیدۃ النساءؓ کے حضور مین حاضر ہوکے اور حضرت شیر خدا کو درمیان مین دیکے معذرت کی اور حقیقت حال کہ موافق حکم خدا اور رسول کی تھی عرض کی چنانچہ حضرت فاطمہؓ نے کہ بنت رحمتہ العالمین کی تھین خلیفہ برحق کے عذر معقول کو بدل وجان قبول فرمایا اور فوراً رنج بشری کو اپنے سینہ رحمت گنجینہ سے نکالڈالا پس عمل فدک کا حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ سے حضرت امام حسنؓ کے زمانہ تک مطابق دستور حضرت رسالت پناہؐ کے رہا یعنی ہمیشہ حاصل فدک کا قبایل وعشایر رسول اکرم پر تقسیم کیا جاتا تھا اور باقی صرف محتاجان پر ہوتا تھا فقط اب تھوڑی سی جوڑبندیان ہین جو حضرات شیعہ بطور طعن اہل سنت سے کیا کرتے ہین مع جواب کے سنئے طعن اوّل خواجہ نصیر شیعہ تجرید العقائد مین لکھتا ہے کہ ابوبکر مانع ارث حضرت زہراؓ کے ہوئے جواب اسکا بھی ہم کتب مستندہ شیعون سے ہے ثبت کرتے ہین صاحب کافی کلینی کتاب العقل والجہل باب صفت العلم مین حضرت امام جعفر صادقؓ سے روایت کرتے ہین ان الانبیاء لم یورثوا درھما ولا دینارا وانما یورثوا احادیثہم فمن اخذ بشئ منہما فقد اخذ خطاوافرا ترجمہ اس عبارت کلینی کی شارح شافی اسطرح پر شرح کرتے ہین از انبیاء ہر چہ باقی ماندہ اگرچہ ترکہ است درین حکم ترکہ نیست طعن دوم مجالس المومنین کی مجلس اوّل مین یہ تحریر ہے کہ آنحضرت صلعم نے بموجب حکم ذوالقربا کی فدک حضرت زہرا کو دیدیا تھا اسی سبب سے دعوے فدک کا کیا جواب دیکھو تفسیرون مین کہ آیۂ ذوالقربا مکی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تھی فدک کہان تھا پس دعوی صاحب کا کہ فدک حضرت نے بموجب آیہ موصوف کے زہراؓ کو دیدیا تھا محض باطل ٹھہرا مزید برآن یہ حکم بھی عام ہے نہ خاص پس تخصیص وراثت حضرت زہرا کے کس معنی سے ہوتی ہے بلکہ دور از عقل یہ بات ہے کہ خلاف نص قرآنی حضرت ماینطق عن الہوی نے کیونکر حضرت زہراؓ کو فدک دیا اور دوسرے حقدارونکو باوجود حکم خدا کیسلئے محروم کیا یہ امر محال محض مخالف شان ہادی انس و

Presented by Ziaraat.Com

جان گئے ہے طعن سوم شیعہ کہتے ہین کہ خلیفہ اوّل نے حضرت زہرا سے گواہی طلب کی حضرت علی اور ام ایمن نے شہادت دی مگر خلیفہ نے قبول نکی پس تکذیب معصوم کفر ہے جواب اوّل تو بنص قرآنی شہادت ہی جناب امیرؑ کی ناقص تھی اسلئے کہ قرآن پاک مین ہے کہ دو مرد شہادت دین یا ایک مرد اور دو عورت برعکس اسکے محض خلاف شرع ہے تعجب کہ جناب مظہر العجائب والغرائب نے باوصف معصومیت کیون غلط گواہی دی اس شہادت نامشروع سے معصوم نہ ٹھہرے طعن چہارم حق الیقین کے شیعہ لکھتے ہین کہ وکلا حضرت زہرا کو ابوبکر نے آدمی بھیجکر اٹھا دیا جواب نام وکلا حضرت زہرا کا کتاب مین نہین ہے دوسرے حضرت اسد اللہ الغالب علی کل غالب نے کیون اپنے شیعون کو ہمراہ لیجا کے روک ٹوک کی اور اگر تقیہ باعث سکوت تھا تو غالب علی کل غالب کی صفت آپکی ذات پر صادق نہین آتی ہے۔ طعن پنجم شیعہ کہتے ہین کہ اہلسنت کی کتابون مین ہے کہ حضرت زہرا حضرت ابوبکر سے رنجیدہ ہوئین پس رنجیدہ ہونا حضرت معصومہ موصوفہ کا مستلزم کفر ہے جواب رنجیدہ ہونا اور چیز ہے اور رنجیدہ کرنا اور چیز ہے حضرت صدیق اکبر کو پاس حقوق دیگر ورثائے ذوالقربا مثل حضرت عباس عم رسول اللہ و ازواج مطہرات کی ملحوظ تھا نہ رنجیدہ کرنا حضرت زہرا کا اگر بفرض محال کفر ہے تو اس اتہام اور الزام سے حضرت علی بھی بری نہین ہوسکتے بلکہ نعوذ باللہ آپ کی جانب اطلاق کفر کا زیادہ عائد ہوتا ہے اسکی تین دلیل مستند معتبر کتب شیعہ مین موجود ہین اوّل حق الیقین مین ہے کہ حضرت فاطمہ خطابہاے شجاعانہ درشت با سید اوصیا نمود کہ مانند جنین رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائنان درخانہ گریختہ خود را ذلیل کردہ در روزے کہ دست از سطوت خود برداشتی گرگان میدرند و میبرند تو از جائے خود حرکت نمی کنی امیر المومنین فرمود صبر کن و آتش خود را فرو نشان الخ ایسے مضمون ترک ادب بنسبت حضرت شیر خدا و سیدۃ النساء رضی اللہ عنہما کی لکھنا شیعون کا ہی کام ہے ہماری تو روح کانپتی ہے استغفر اللہ دوم جبکہ حضرت علی نے ایک کنیز حبشیہ کی طرف التفات فرمائی حضرت زہرا آزردہ ہوئین حتی کہ شکایت رسول اکرم سے کی

Presented by Ziaraat.Com

اسوقت حضرت جبرئیل وحی لائے کہ شکایت فاطمہ کو قبول نکریہ عبارت کتاب علل الشرایع کی باب علت مین ہے سوم حضرت زہرا نے سُنا کہ حضرت شیر خدا قصد نکاح کا ابوجہل کی دختر کے ساتھ رکھتے ہین آپ نہایت درجہ آزردہ ہوئین اور حضور مین سید الانبیاء کے حاضر ہوکے شکایت کی حضرت صلعم نے ابوبکر و عمر و طلحہ کو بھیجکر امیر المومنین کو گھر سے طلب کرکے فرمایا یا علی ما علمت فاطمۃ بضعتی و انا منہا فمن اذاھا فقد اذانی ترجمہ اے علی تمکو معلوم نہین کہ فاطمہ میری جگر گوشہ ہے پس جسنے اسکو ایذا دی مجھکو ایذا دی یہ عبارت بھی جلد اوّل باب العلت کتاب علل الشرایع کی ہے دیکھو بالاتفاق آزردہ ہونا رسول اللہ کا کفر ہے پس حضرت زہرا کا آزردہ ہونا حضرت ابوبکر سے ایسا تھا جیسا کہ ازروئے بشریت کے آزردہ ہونا حضرت موسیٰ کا حضرت ہارون علی نبینا علیہما السلام سے قصہ مختصر یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ طور سے تشریف لائے اور امت کو دامِ ضلالت مین پھنسا ہوا پایا نہایت ہی درجہ آزردہ ہوکے تختیان جسپر کلامِ الٰہی لکھا تھا زمین پر پھینک دین اور حضرت ہارون کا سر پکڑکے ڈاڑھی کھسوٹ ڈالی جب حضرت ہارون نے امر واقعی بیان کرکے معذرت چاہی حضرت موسیٰ نے حضرت ہارونکو حق بجانب دیکھکر درگزر کی اور اسیطرح سے حضرت زہرا نے حضرت صدیق اکبر کو حق بجانب دیکھکر درگزر کی اور معاملہ فدک خلیفہ برحق کی رائے پر موقوف رکھا چنانچہ اسکا ثبوت خود حضرت فاطمہ ہی کی قول سے ہوتا ہے مجاج السالکین مین جو شیعونکی مستند کتاب ہے یہ لکھا ہے کہ چون ابوبکر بمعذرت آمد خاتون قیامت فرمود افعل فیہا کما کان ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم یفعل فیہا ترجمہ کرتو اسمین یعنی فدک مین جیسے میرے باپ رسول اللہ صلعم کیا کرتے تھے طعن ششم حق الیقین مین یہ عبارت ثبت ہے کہ ابوبکر نامہ درباب فدک نوشتہ بحضرت فاطمہ داد عمر حاضر شدہ گفت این چہ نامہ است ابوبکر گفت کہ فاطمہ دعوئے فدک کرد و ام ایمن و علیؑ بر و گواہی دادند من این نامہ را نوشتم عمر نامہ را از دست فاطمہ گرفت و پارہ کرد حضرت فاطمہ گریان شد و بیرون رفت اور اسیطرح نہج الکرامۃ معتبر کتاب شیعون مین ہے کہ ابوبکر فدک بفاطمہ نوشتہ داد و سیدہ

گرفتہ بیرون رفت تا ملاقی شد عمر وکتابت را پارہ کرد جواب حضرت صدیق اکبر ان دونون روایتون
کی شہادت سے بہرکیف الزام رد دعوی حضرت زہرا اور رد شہادت حضرت علی سے جو طعن اول سوم
مین مرقوم ہے بری ہوئے طعن ہفتم بعض میر صاحب یون فرماتے ہین کہ فدک اگرچہ حق زہرا کا نہ تھا مگر ابوبکر
کو ضرور مناسب تھا کہ دیدیتے جواب حق الیقین مین مرقوم ہے کہ ابوبکر بفاطمہ گفت کہ اموال واثقال خود
از تو مضائقہ نمیکنم انچہ خواہی بگیر تو سیدہ امت پدر خودی وشجرہ طیبہ از برائے فرزندان خود بینی انکار
فضل تو کسے نمیتوان کرد حکم تو نافذ است درمال من اما درمال مسلمانان مخالفت گفتہ پدر تو نمیتوانم
کرد الخ پس اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر نے حضرت زہرا کی دلداری اور احترام مین
کوئی دقیقہ باقی نہ اٹھا رکھا تھا اگر درصورت ایسے اعتذار اور انکسار کے بھی حضرت زہرا کے دل مین بغض
رہا تو حضرت صدیق اکبر کی فضیلت مین کہ بنص قرآنی ثابت ہے کیا نقص پیدا ہو سکتا ہے اور سیدہ نے
اپنے سینہ رحمت گنجینہ کو کینہ سے کیون نہ صاف و پاک کیا کیونکہ تین دن سے زیادہ مسلمان سے کینہ رکھنا
کفر ہے پس حضرت ابوبکر کہ امیر المومنین وسید المسلمین تھے بہت بڑھکر مستحق تھے حضرت صدیق اکبر کا
تنہا فدک حضرت زہرا کو ندینا عذر شرعی کے سبب سے تھا نہ از راہ غصب کے ہان جو مال کہ بلا شرکت غیری
تھا مثل دلدل وزرہ وشمشیر وہ سب حضرت علی کے سپرد کردیا چنانچہ کتب مین بشرح مذکور ہے طعن ہشتم
اکثر شیعہ یہ کہتے ہین کہ حضرت رسولخدا نے وصیت کی تھی کہ فدک حق زہرا کا ہی جواب فریقین سے ثابت
ہے کہ وصیت ثلث مال مین ہوتی ہے نہ تمام مین چنانچہ استبصار کے باب وصایا مین کہ شیعون کی بڑی
معتبر کتاب ہے لکھا ہے لایجوز الوصیہ باکثر من الثلث ترجمہ نہین جائز ہے وصیت زیادہ
تہائی سے فرض کردم اگر حضرت نے وصیت بھی کی تھی تو حضرت امیر نے فدک کو کیون نہ حوالہ حسنین کیا
اس صورت مین عملدرآمد محض خلاف وصیت رسولخدا کے ٹھہرا بلکہ وصیت کا نہ ماننا جسکی فرضیت بنص
قرآنی ثابت ہے بہت ہی بڑا گناہ ہے پس گناہ خانہ برانداز جناب امیر کی معصومیت کا ہوا طعن نہم شیعہ

Presented by Ziaraat.Com

کہتے ہین کہ مضمون اُس حدیث کا جسکو ابوبکر نے زہرا کی روبرو پیش کیا تھا وہ مخالف نص قرآنی ہے
قال اللہ تعالیٰ یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِی اَولَادِکُم لِلذَّکَرِ مِثلُ حَظِّ الاُنثَیَینِ ترجمہ وصیت کرتا ہے
اللہ تمہاری اولاد کے حق مین مرد کے لئے مثل دو حصون عورتون کے ہے۔ جواب حقیقت یہ ہے کہ
معترض اس حکم خدا کو مطلق نہین سمجھے کیونکہ اس حکم سے ذات پاک صاحب لولاک کی قطعاً استثنیٰ
ہے اور یہ حکم عام ہے نہ خاص اور مذہب ذریت ابن سبا کا اسی پر مبنی ہے کہ بپیرایہ دشمنی مین اصحاب باصفا
پر تبرا کرنا اور بپیرایہ دوستی مین آل عبا کو برا بھلا کہنا جسکو ذرہ برابر بھی عقل ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے
کہ ہرگز ہرگز حضرت زہرا نے تھوڑے سے مفاد دنیا کیواسطے اپنی عصمت و رحمت کو ہاتھ سے نہ دیا ہوگا
بلکہ ہمارا اعتقاد نسبت آپ کے عصمت اور رحمت کی یہ ہے کہ اگر دو جہان آپ کے قبضۂ تصرف مین ہوتے
اور اگر اونکو کوئی کمترین خلائق مین سے طلب کرتا یا کوئی بدترین خلائق مین سے غصب کرتا تو بھی
آپ کی شان کرامت عطا و عفو مین سبقت فرماتی کیونکہ خود بھی رحمت تھین اور بھی رحمۃ العالمین
کی پیاری بیٹی اور اسیطرح سے اگر صدیق اکبر اور حقدارون کے حق کی رعایت مین محض مجبور نہوتے
تو ضرور فدک حضرت زہرا کو عطا کر دیتے کیونکہ آپ کی فیض رسانی مسلمہ فریقین ہے **یقول**
المتمسک بولایۃ الآل تمکو خبر تو ہے ہی نہین کہ فدک کے مقدمہ مین کیا ہوا باتباع مولوی
عبد العزیز صاحب کے بیفائدہ کتاب لکھنے کو بیٹھ گئے جو کچھ اُنھون نے اپنے تحفہ مین جھوٹ موٹھ
لکھدیا تھا اُسکو تم آیہ و حدیث سے بھی بڑھ کر سمجھے اور یہ نہ خیال کیا کہ تحفہ عزیزیہ کے علماء شیعہ
نے بیسیون جواب دندان شکن لکھے ہین اور تحفہ انکار رد کیا ہوا پڑا ہے پہلے تم اُس کے جوابونکو تو دیکھ لیتے
جب ہی کچھ تحریر کرتے اب تم ان سب اپنے طعنونکا جواب جو تمنے مقرر کئے ہین ہمسے سُن لو فدک کی
نسبت جو تمنے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم اُسکی آمدنی کو فلان و فلان پر تقسیم کرتے تھے سو محض غلط ہے
فدک خالص ملک جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی تھا اور وہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کو آنحضرت صلعم

نے بموجب آیہ وَاٰتِ ذَالْقُرْبٰی حَقَّہٗ کے ہبہ کردیا تھا اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو اُسکا قابض اور دخیل بنادیا تھا اور ہبہ کرنیکی روایت سنیون کی اکثر کتب معتبرہ مین موجود ہے چنانچہ تفسیر دُرِّ منثور مین جلال الدین سیوطی جو کہ سنیّون کی بہت بڑے محدّث تھے اسطرح تحریر فرماتے ہین اخرج البزار

وابن ابو حاتم وابن مردویہ عن سعید الخدری قال لما نزلت ھذہ الآیہ وآت ذالقربی حقہ دعے رسول اللہ صلعم فاطمۃ فاعطاھا فدک یعنی کہا ابو سعید خدری نے جسوقت کہ نازل ہوئی وَاٰتِ ذَالْقُرْبٰی حَقَّہٗ بلایا رسولِ خدا صلعم نے فاطمہؑ کو پس دیا اُن کو فدک اور اسیطرح پر کتاب کنز العمال کے باب صلۃ الرحم مین شیخ علی متقی بھی ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہین اور یہی مضمون کتاب معارج النبوّت مین لکھا ہے اور کتاب تاریخ آلِ عباس مین اسطرح سے تحریر ہے کہ جسوقت مین کہ اولاد حسنین علیہم السلام نے مامون رشید سے دعوئے فدک کا کیا تو مامون نے دوسَو عالمون کو جمع کیا اور تاکید کی کہ صحیح طور پر بیان کرو کہ باغِ فدک کس کا حق ہے پس انہون نے واقدی اور بشیر بن ولید وغیرہ سے اس روایت کو بیان کیا کہ بعد فتح خیبر کے آیہ وَاٰتِ ذَالْقُرْبٰی حَقَّہٗ نازل ہوئی رسولِ خدا نے جبرئیل سے پوچھا کہ ذوالقربیٰ کون ہین اور حق اُنکا کیا ہے جبرئیل نے عرض کیا کہ فاطمہؑ ذوالقربیٰ ہین اور حق اُنکا فدک ہے پس حضرت رسولِ خدا صلعم نے فاطمہؑ کو فدک دیدیا اور کتاب مقصد اقصےٰ مین بعبارت فارسی اسطرح لکھا ہے کہ حضرت رسولِ خدا صلعم بسوئے خیبر امیر المومنین علیؑ را فرستاد و مصالحہ بردست حضرت امیرؑ واقع شد بر آن نہج کہ حضرت امیرؑ قصد خون ایشان نکنند و حوالط خاص از آن رسول باشد پس جبرئیل علیہ السلام فرود آمد و گفت کہ حق تعالیٰ میفرماید کہ حق خویشان بدہ و رسولِ خدا صلعم گفت کہ خویشان من کیستند و حق ایشان چیست جبرئیل گفت کہ فاطمہؑ است حوالط فدک را باو بدہ وانچہ از خدا و رسول اوست در فدک ہم باو بدہ پس پیغمبر صلعم فاطمہ را بخواند و برائے وے حجت نوشت و آن وثیقہ بود کہ بعد وفات رسولِ خدا صلعم پیش

ابوبکر آمد و گفت این کتاب سولی آست کہ برائے من چنین نوشتہ است ۔ پس ان روایات کے
دیکھنے سے یہ بات بھی بخوبی معلوم ہوگی کہ آیہ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّہٗ مدنی ہے اور حضرت عثمان نے سورہ
بنی اسرائیل و سورہ روم مکیہ مین اُسکو لکھدیا ہے اور ترتیب جو آیات کی اور سورتون کی موافق تنزیل کے
نہین ہے تو کہین کی آیت کہین جمع کردی ہے اور کہین کی کہین اور یہ آیت بالکل جدا سبب نازل ہوتی ہے
اسکی ماقبل اور مابعد سے ہمکو کچھ بحث نہین اور سوائے ان دونون سورتون مکیہ کی اور بھی ایسی سورتین مین
کہ جنمین آیات مکیہ زیادہ ہین اور دو چار مدنی آیتین بھی اُنمین داخل ہین تو کثرت آیات مکیہ کی وجہ سے وہ سورہ
مکی ہی کہلاتے ہین اور یہی حال بعضے مدنی سورتونکا ہے اور وہ بھی اسیطرح کہلاتی ہین اور دیکھو آیات مکیہ تو
وہ بھی ہین کہ جب حضرت صلعم کو بعد ہجرت کے مکے جانیکا اتفاق ہوا ہے یا اُسکی نواح مین وارد ہوئے ہین
تو وہانپر بھی آیات نازل ہوئین ہین چنانچہ تفسیر اتقان مین جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ مکی وہ آیہ
ہے جو مکہ مین نازل ہوا اگرچہ بعد ہجرت کے نازل ہوا ہو پھر تمنے کسوجہ سے کہا کہ جب آیہ ذا القربیٰ نازل
ہوئی تھی تو فدک اُسوقت حضرت کے قبضہ مین کہان تھا اور وہ آیت سورہ حشر کی جو تمنے نقل کی ہے وہ
بھی ہمارے اعتقاد کی طرف پھرتی ہی وہ یہ ہے مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ
وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ
پس اب اس آیت کی خلاصہ اور مطلب پر نظر کرنی چاہیئے وہ یون ہے کہ جو مال فے بدون جنگ کرنیکے ہاتھ
آتا ہے اگر لوگ وہان کے جلا وطن ہوجاوین یا صلح کرلین تو وہ موافق حکم خدا کے چھ حصون پر تقسیم ہوتا ہی
ایک تو حصّہ خدا کا ہے اور ایک حصّہ پیغمبر خدا کا اور جو حصّہ خدا کا ہے اُسکو بھی رسولخدا صلعم اپنی مصلحت
کے موافق خرچ کرتے ہین اور ایک حصّہ جناب رسولخدا کے قریبون کا ہے کہ وہ حضرت کی اہلبیت کو پہنچتا ہے
اور ایک حصّہ آل محمدؐ کے یتیمون کا اور ایک حصّہ آل محمدؐ کی مساکین کا اور ایک حصّہ آل محمدؐ کے مسافرون کا
اہلبیتؑ کے مذہب کے موافق تو اسطرح سے ہی ہم اہلبیتؑ کا مذہب چھوڑکر اور تمھاری لغو تفسیر کو کب

Presented by Ziaraat.Com

تسلیم کرسکتے ہین پس جاننا چاہیے کہ فدک بھی اموال فی مین سے ہے کہ وہ رسولخدا صلعم کے پاس آگیا تھا اور آنحضرت صلعم ہی کی ملک قرار پاچکا تھا اور اسی بنا پر فدک کے باشندون سے صلح ہوئی تھی کہ فدک خاص رسولخدا صلعم کیواسطے ہو اور باقی کی چیزین جو ہین اُنمین سب شریک ہین اور حضرت رسولخدا صلعم نے بھی فدک کو اپنی خالص ملک ہونیکی وجہ سے حضرت فاطمہؑ کو ہبہ کیا تھا اور اسی سبب سے حضرت فاطمہؑ نے دعوی ہبہ و وراثت کا حضرت ابوبکر کے سامنے پیش کیا اور فدک خالص ملک جناب رسولخداؐ کی ہونا اور رسولخداؐ کا حضرت فاطمہؑ کو ہبہ کردینا ہم کتب اہلسنت سے پہلے ثابت کرچکے ہین تاہم بھی کتاب معجم البلدان مین یاقوت حموی نے جو لکھا ہے وہ ہدیہ ناظرین کرتے ہین کہ فدک ایک قریہ ہے حجاز مین سے کہ درمیان اُسکے اور مدینہ کی دو منزل کا فاصلہ ہے اور بعضے تین منزل کا کہتے ہین اُسکو خدائے تعالے نے اپنے پیغمبر پر سنہ ہجری مین بطور صلح کے فی کیا تھا واقعہ اُسکا اسطرح پر ہے کہ جسوقت رسولخداؐ نے خیبر پر نزول اجلال فرمایا اور اُسکی قلعون کو فتح کیا ابھی تین قلعے فتح سے باقی تھے کہ وہان کے باشندونپر تنگی اور سختی بہت کی گئی سو اُن قلعون والون نے رسولخدا صلعم کو کہلا بھیجا کہ ہم یہان سے نکلکر جلاوطن ہوجائین چنانچہ اُنہون نے ایسا ہی کیا کہ وہ لوگ وہان سے نکل گئے اور جب فدک کے باشندون کو یہ خبر ہوئی تو انہون نے بھی آنحضرت صلعم کو کہلا بھیجا کہ ہم سے فدک کے نصف اثمار اور اموال پر صلح کرلو حضرت نے قبول کیا پس وہ فدک اُن چیزون مین سے تھا کہ بدون دوڑانے گھوڑون اور اونٹون کے ہاتھ آیا تھا اور وہ خالص رسولخداؐ کا تھا اور اُسمین چشمے اور درخت خرما کے بہت تھے اور وہ فدک وہ ہے کہ فاطمہ زہراؑ نے کہا تھا کہ رسولخدا صلعم نے مجھکو بخشا ہے اور ابوبکر نے کہا کہ مین اس پر گواہ چاہتا ہون انتہٰی اب غور کرنیکا مقام ہے کہ حضرت ابوبکر نے آل رسول خدا صلعم کے ساتھ دلداری اور دلجوئی کے بدلے یہ سلوک کیا کہ جنکی شان مین خدائے تعالے نے آیہ تطہیر کو نازل فرمایا اُنسے گواہ طلب کئی اور جب گواہ دئیے تو اونکی گواہی اور اُنکے طلب کرنے فدک کو قبول نکیا اور فدک ناحق اُنسے غصب کرلیا اُسکا ثبوت ہم سب کتابون سے پہلے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا دیتے ہین ان دونون کتابون مین اسطرح لکھا ہے کہ فاطمہؑ دختر

رسولخدا نے ابوبکر سے فدک کے بارہ مین کہا کہ یہ حقِ فدک میرا ہے پس ابوبکر نے اُن کے جواب مین یہ بیان کیا کہ
مین نے رسولخدا سے سُنا ہے کہ ہم انبیا جو بعد اپنے چھوڑ جاتے ہین وہ ترکہ نہین صدقہ ہے مین فدک تمکو ہرگز نہ دونگا
یہ بات سُنکر حضرت فاطمہ غضبناک ہوئین اور وہانسے مہاجرت کی آخر کا اس روایت کی یہ مضمون ہے وَ
غضبت فاطمۃ بنت رسول اللہ ولم تتکلم حتی ماتت یعنی غصہ ہوئین فاطمہ بیٹی پیغمبر خدا
کی اور نہین بات کی اُس سے یہانتک کہ انتقال فرما گئین اور بخاری مین آگے اس سے حضرت عایشہ روایت
کرتی ہین کہ وصیت کی فاطمہ نے اپنے شوہر علی سے کہ مجھکو بعد وفات کے شب کو دفن کرنا تاکہ ابوبکر و عمر میرے
جنازہ پر نہ آوین اور نہ نمازِ میت مین شریک ہون پس علی نے انکی وصیت پر عمل کیا اور صلاح الدین
رومی نے حاشیہ شرح عقائد مین یون لکھا ہے کہ درمیان فاطمہ اور ابوبکر کے فدک کے معاملہ مین عداوت
پیدا ہوگئی تھی اور تاریخ آلِ عباس مین بعد اس روایت مذکور کے اتنا اور بھی لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ نے
جب فدک کی بابت ابوبکر سے کہا اور ابوبکر نے گواہ طلب کیے تو فاطمہ واسطے صداقت قول اپنے کے علی اور
حسنین اور امِ ایمن اور اسماء بنت عمیس وغیرہ کو گواہ لائین اور بخاری مین لکھا ہے کہ جابر بن عبداللہ
انصاری سے جناب رسولخدا نے وعدہ دینے مال بحرین کا کیا تھا اور جب حضرت نے وفات پائی تو مالِ بحرین آیا
اور وہ زمانہ سلطنت حضرت ابوبکر کا تھا سو جابر نے بموجب وعدہ آنحضرت صلعم کے ابوبکر سے مالِ بحرین طلب
کیا اور ابوبکر نے تین مٹھی مال کی بھر کر جابر کو دین جابر کہتے ہین کہ ابوبکر نے مجھ سے گواہ پیغمبر خدا کے وعدہ کرنیکے
سبب سے طلب نکئے اور فتح الباری شرح صحیح بخاری مین اسکی وجہ اسطرح سے لکھی ہے کہ ابوبکر نے جو جابر بن عبداللہ
انصاری سے گواہ طلب نکئے اور دعوے کرتے ہی مال اُسکو دیدیا سبب اُسکا یہ ہے کہ جابر سا صحابی معاذاللہ
پیغمبر خدا پر جھوٹا دعوے کرے اگر جابر سچا نہوگا تو پھر کون سچا ہوگا وائے برین دینداری اہلسنت کہ
حضرت فاطمہ کو جو پارہ جگر رسولخدا صلعم تھین جابر کے برابر بھی نجانا اور باغ فدک مین حضرت ابوبکر نے
اُنسے گواہ طلب کیے اور جب انھون نے گواہ دیئے تو اُن گواہون کی گواہی پر بھی یقین نہ کیا اور ایک حدیث

Presented by Ziaraat.Com

جھوٹے اپنے دل سے جوڑ کر اُن کو سُنادی سو حضرت فاطمہؑ نے یہ سُنتے ہی اُسکے رد مین اسطرح فرمایا کہ قرآن مجید مین یون لکھا ہے وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوُدَ یعنی میراث لی سلیمان پیغمبر نے حضرت داؤد علیہ السلام سے اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ یعنی زکریا پیغمبر نے دعا کی کہ خدایا عطا فرما مجھکو ایک فرزند کہ میراث لے مجھ سے اور بعض آل یعقوب سے اور کتاب ربیع الابرار مین زمخشری نے لکھا ہے کہ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ مِنْ أَبِيهِ أَلْفَ فَرَسٍ یعنی اور وارث ہوا سلیمان اپنے باپ کے ہزار گھوڑون کا اور بیضاوی نے وورث سلیمان کی تفسیر مین وراثت علمی کے بعد وراثت ملکی کا بھی ذکر کیا ہے مگر مولوی عبدالعزیز صاحب نے ابن ابوالحدید معتزلی کی تحریرات کو دیکھکر حضرت داؤد علیہ السلام کی اور بھی اٹھارہ بیٹون کی شاخ لگائی ہے اور اپنے تحفہ مین لکھتے ہین کہ انبیا کا مال اگر ترکہ ہوتا تو سلیمان کے وہ اٹھارہ بھائی بھی اپنے باپ کا ورثہ پاتے سو اُسکا جواب یہ ہے کہ ابن ابوالحدید معتزلی جو سنیون کا چھوٹا بھائی ہے اُسنے کتب یہود و نصارا سے اس روایت کو لکھا ہے کہ داؤدؑ کے انیس فرزند تھے پس شاہ صاحب نے کتب یہود و نصارا کا بیان بالکل روایت مذکور ہی واسطے مغالطۂ عوام کے ساقط کردیا پس جو بات کہ کتب یہود و نصارا مین خلاف قرآن کے ہے وہ کیونکر مانی جاویگی قرآن تو اسپر دلالت کرتا ہے کہ حضرت داؤد کے سوائے سلیمان کے اور کوئی فرزند نہ تھا دیکھو آیہ وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ اسمین اور کسی فرزند کی پیدائش کا ذکر نہین ہے اگر داؤد علیہ السلام کے انیس بیٹے ہوتے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی بارہ بیٹون کی طرح سے وہ بھی مشہور ہوتے اور اگر کوئی اسبات کو بھی نہ مانے تو ہوسکتا ہے کہ حضرت داؤد کے سامنے وہ لڑکے بہت صغر سنی مین مرگئے ہونگے اور بعد حضرت داؤد کے کوئی باقی سوائے سلیمان علیہ السلام کے نرہا ہوگا اور آیہ يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ مین ایک تو یعقوب حضرت زکریا کے بھائی کا نام تھا یا عمران بن ماثان کے بھائی کا نام تھا جیسا کہ تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے اور عمران حضرت مریم کے باپ تھے اور یعقوب پیغمبر کا اس آیت مین ذکر نہین ہے اور

لفظ من اس آیت مین تبعیضیہ ہے یعنی زکریا پیغمبر نے یون دُعا کی کہ اے پروردگار میرے بخش تو مجھکو
ایک وارث کہ وارث ہو میرا اور بعض اولادِ یعقوب کا کہ وہ چچا اُسکا ہو یا مون اُسکا ہو یا خالہ یا پھوپھی اسکی ہو
اور سوائے اُسکے جسکا کہ وارث ہوسکتا ہے اب ہم کہتے ہین کہ اگر فدک مین اور دوسرے لوگونکا ورثہ ہوتا اور
اُسمین ایک شخص کی تخصیص نہوتی تو پھر حضرت عثمان اپنی عہدِ حکومت مین بمثل آنکہ حلوائی کی دُکان پر
داداجی کی فاتحہ باغِ فدک کو مخصوص ملکیت مروان بن حکم کے نہ کرتے اور بہت سے حقدارونکا حق صرف
ایک مروان طریدہ رسول وشیخان ہی کو نہ کھلاتے چنانچہ سُنیون کی مشکوٰۃ شریف اور اُسکی شرح وغیرہ مین
صاف صاف لکھا ہے کہ مروان کو حضرت عثمان نے فدک بالکل دیدیا تھا اور ابن حجر نے فتح الباری شرح
صحیح بخاری مین اسطرح لکھا ہے کہ قطیعہ کیا حضرت عثمان نے فدک کو واسطے مروان کے اور وہ روایت
جو تمنے کتاب کافی کلینی سے نقل کی ہے وہ ہمارے نزدیک صحیح نہین کیونکہ اس روایت کا راوی
ابو البختری ناصبی ہے جسنے حضرت امام صادق علیہ السلام کی طرف اُس روایت موضوعہ کو منسوب کیا ہے
اور خود صاحب کافی کلینی اُسکی روایت سے بیزار ہین اور مُلّا صدرا نے شرح کافی کلینی مین اس حدیث کی
شرح اسطرح لکھی ہے ابو البختری وهب بن وهب روی عن ابی عبد الله وکان
کذابا عامیا یعنی ابو البختری بن وہب نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے اور وہ دروغ گو
عامی تھا مگر اُسکے پاس حدیثین جعفر بن محمد کی تھین کہ وہ کل قابل اعتماد کے نہ تھین اور اُسکے پاس حدیثین
تھین ہمراہ رشید کی جھوٹ مین دوسرے یہ ہے کہ اس روایت مین ذکر وراثت علما رعلمِ احادیث کی بابت مین
ہے اُسمین درہم اور دینار کی وراثت کی نفی ہی اور درہم ودینار کا مورث نہونا اسپر دلالت نہین کرتا ہے کہ زمین
وغیرہ کی بھی مورث نہون اور ہمارا کلام زمین مین ہے اور اُسکی نفی وراثت روایت مذکور مین نہین ہے
ومع ذالک معنی اس حدیث کی یہ ہین کہ انبیاء درہم ودینار نہین چھوڑتے ہین کہ جسکا کوئی وارث ہو نہ یہ کہ جو
کچھ وہ چھوڑ جاتے ہین اُسکا کوئی والی وارث ہی نہین ہوتا ہے اور تمہارے عسقلانی نے کتاب لسان المیزان

Presented by Ziaraat.Com

بین محمد بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ واعظ بلخی ایک روز اپنی مجلس مین یہ ذکر کرتے تھے کہ جناب فاطمہؑ ایک
روز گریہ و بکا کر رہین تھین کہ ناگاہ حضرت علیؑ گھر مین تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ اے بنت رسول اللہ آیا
مین نے تمہارا فدک لے لیا ہے یا کچھ اور حق غصب کیا ہے یا کوئی اور اذیت تمکو مجھسے پہنچی ہے اُسکو تم بیان
کرو حضرت فاطمہؑ نے جواب دیا کہ اے علیؑ نہ میرا تمنے فدک لیا ہے نہ اور کوئی حق غصب کیا ہے نہ کبھی تمنے مجھکو
اذیت دی ہے نہ تمسے مجھکو کچھ رنج پہنچا ہے اور بھی اسی طرح پر اکثر کتب اہلسنت مین لکھا ہوا ہے کہ
جب قریب زمانہ وفات حضرت فاطمہ علیہا السلام کا ہوا تو حضرت معصومہ کبرا فاطمہ زہرا علیہا السلام ایک روز
جناب امیرؑ سے کہنے لگین کہ اگر آپکے نزدیک مجھسے کوئی خطا ہوئی ہو تو اُسکو آپ معاف فرمایئے حضرت
امیرؑ نے جواب دیا کہ اے فاطمہؑ تمسے کوئی خطا آجتک سرزد نہین ہوئی اگر مجھسے تمہاری نزدیک شاید کوئی خطا
یا اذیت پہنچی ہو تو اُسکو عفو کرو حضرت فاطمہؑ نے کہا اے علی اسد اللہ الغالب تم بھی تو آیہ تطہیر مین شامل ہو
تمسے خطا اور اذیت کا مجھکو پہنچنا محال ہے بخدا تمسے مین ہمیشہ راضی اور خوشنود رہی اور کبھی کوئی رنج
تمسے مجھکو نہین پہنچا اب ناظرین ذرا بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین کہ مولوی عبد العزیز صاحب کے جوڑ بندیون
کے سبب سے ہمارے حضرت مخاطب نے یہ لکھا ہے کہ حضرت فاطمہؑ حضرت علیؑ سے بھی ایک دو مرتبہ ناراض ہوئین
تھین ایک تو جب کہ جناب امیرؑ نے کنیز حبشیہ پر التفات فرمائی دوسری مرتبہ ابو جہل کی دختر سے نکاح کرنیکا
قصد کیا سو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ روایتین ہمارے نزدیک صحیح نہین ہین اور نہ کہین ان روایات
کا راویان معتبرین شیعہ نے اعتماد کیا ہے اور ان دونون روایتون کا موضوعہ ہونا اظہر من الشمس ہے

البتہ حدیث الفاطمۃ بضعۃ منی و من اذاھا فقد اذانی و من اذانی فقد اذاللہ
و من اذاللہ فقد کفر فضائل کی حدیثون مین سے ہے اور بنت ابی جہل سے قصد نکاح
کے قصّہ کہانی کو اس حدیث کے شق سمجھنا سنیّون ہی کا کام ہے شیعون کے نزدیک اس قسم کے خرافات
کا وجود گوز شتر سے زیادہ وقعت نہین رکھتا بخاری اور مسلم کی روایات سنداً شیعون کی روبرو پیش کرنا

Presented by Ziaraat.Com

یہ ہمارے مخاطب صاحب ہی کا حصّہ ہے جبکہ اکثر روایات دشمنانِ اہلبیتؑ کی زبانی کتب مذکورہ مین درج ہین تو شیعہ ضرور اونکو قابلِ وثوق سمجھین گے دیکھو اس قسم کی روایات کے باب مین ابن ابوالحدید برادر کوچک اہلسنّت نے کتاب سفر السعادت مین لکھا ہے کہ چند سے اصحاب وتابعین ومحدثین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منحرف تھے اور بعض اُنمین سے ایسے تھے کہ جناب امیرؑ کے حق مین بدی کی باتین کہا کرتے تھے اور معاویہ کے حکم سے اُنہون نے بہت سی حدیثین اور روایتین وضع کر ڈالین اور ہر ایک نے اپنے آدمیون کو یاد کرادی تھین اور جمیع بین الصحیحین مین اسطرح مرقوم ہے کہ ابن عمر نے فرمایا کہ منجملہ وضعان حدیث کے ایک ابوہریرہ ہے کہ جسنے روایات اور احادیث متکاثرہ کے گھڑ گھڑ کے ڈھیر لگا دیئے۔ اب جاننا چاہیئے کہ جسطرح حدیث الفاطمۃ بضعۃ منّی فضائل کے حدیثون مین صحیح ہے اسیطرح پر یہ حدیث بھی قال رسول اللہ صلعم یا علی من اطاعک فقد اطاع اللہ صحیح ہے اور اسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے علیؑ جسنے تیری فرمانبرداری کی اُسنے اللہ کی فرمانبرداری کی پس اگر نعوذ باللہ منہا اُس روایت کو جو ابی جہل کی دختر کے قصد نکاح کے باب مین لکھی ہے صحیح جانین تو اس صورت مین حضرت فاطمہؑ کا جناب امیرؑ کے فرمانبرداری سے سکوت کرنا لازم آویگا اور یہ امر اُنکی سیرت اور عصمت کے بالکل خلاف ہے باوجودیکہ اُسی روایت علل الشرایع مین یہ خود ہی موجود ہے کہ واقع مین ایسا قصد نتھا بلکہ کسی منافق نے اتہام وافترا جناب امیر علیہ السلام پر کیا تھا اور اگر بفرضِ محال یہ روایت صحیح سمجھی جائے تو ایسی ناراضی بسبب دھوکہ دہی کے کہ جسکی اصلیت واقع مین نہو مصداق حدیث من اذاھا۔ کا نہوگی کیونکہ جب اثباتِ ایذا رسانی نسبت سردار اوصیاء بحق جناب سیدۃ النساء العالمین تادمِ رحلت نہ پایا گیا تو تطبیق حدیثِ مذکورہ بحق غیر مستحق معلوم۔ آرے غاصبانِ باغِ فدک وخلافتِ جناب امیرؑ حدیث مصرح الصدر کے مستحق ومستوجب بلاشک وشبہ ہین کما صرّح فی کتب اھل الخلاف اور دیکھو اسی علل الشرایع مین ایک جگہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے یون لکھا ہے کہ

لیس ھذا الخبر عندی بمعتمد ولا ھو لی بمعتقد فی ھذہ العلة لان

علیا و فاطمة ما کان لیقع بینھما کلام یحتاج رسول اللہ

الی الاصلاح بینھما بکلام لانہ علیہ الصلوة سید الوصیین

وھی سیدة النساء العالمین تقتدیان بنبی اللہ حسن الخلق یعنی یہ خبر میرے نزدیک معتمد نہیں اور نہ میں اسکا معتقد ہوں اسواسطے کہ علیؑ اور فاطمہؑ ایسے نہ تھے کہ اُن ہر دو معصوم از لی میں اس قسم کا کلام واقع ہوا ور وہ جناب رسولخدا صلعم کی اصلاح کے محتاج ہوں اسواسطے کہ حضرت علیؑ تو سردار اوصیا کے ہیں اور فاطمہؑ سردار زنان عالم کی ہیں پیروی کرتے ہیں وہ دونوں نیک خلق میں رسولخدا صلعم کی۔ اور جو روایت کہ تمنے کاٹ چھانٹ کر حق الیقین سے نقل کی ہے وہ تمہارے مطلب کو پورا نکرے گی اس لئے کہ اُسکے اوّل اور آخر اور وسط کی عبارت کے دیکھنے سے ناظرین کا گمان فاسد رفع ہو سکتا ہے بقول آنکہ اگر در خانہ کس است حرفے بس است چند فقرے اصل کتاب سے ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ پس حضرت فاطمہ علیہا لسلام بجانب خانہ برگردید و حضرت امیر المومنین علیہ السلام انتظار معاودت اُومی کشید چون بمنزل شریف قرار گرفت از روئے مصلحت خطابہائے درشت باسید اوصیا نمود کہ مانند جنین رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائنان در خانہ گریختہ بعد ازان کہ شجاعان دہر را بر خاک افگندی مغلوب این نامردان گردیدہ اینک پسر ابو قحافہ بظلم و جبر بخشیدہ پدرم را و معیشت فرزندانم را از من میگیرد با من مخاصمہ و لجاج میکند و انصار مرا حمایت نمی کنند و مہاجرین خود را بکنار کشیدہ اند و سائر مردم دیدہا پوشیدہ اند نہ قدرتے دافعی دارم و نہ مانعی و نہ یاوری و نہ شافعی خشمناک بیرون رفتم و غمناک برگشتم خود را ذلیل کردی در روزے کہ دست از سطوت خود برداشتی گرگان می درندو میبرند و تو از جائے خود حرکت نمیکنی کاش پیش ازین مذلت و خواری مردہ بودم پھر مولف نے بعد تمام ہونے روایت کے یوں لکھا ہے کہ درین مقام تحقیق بعض از امور ضرور است

اوّل رفع شبہ چند کہ ممکن است در خاطر با خطور کند اگر کسے گوید اعتراض حضرت فاطمہ علیہا السلام با حضرت امیر المومنین علیہ السلام باوجود عصمت ہر دو چہ صورت دارد جواب گوئیم کہ این معارضہ محمول بر مصلحت است از برائے آنکہ مردم بدانند کہ حضرت امیر المومنین صلواۃ اللہ علیہ ترک خلافت برضائے خود نکردہ و بغصب فدک راضی نبودہ و در قرآن بسیارے از معاتبات با حضرت رسول شدہ و غرض تہدید و تادیب دیگران است و این قبیل است آنچہ از حضرت موسیٰ علیہ السلام صادر شد در وقتے کہ بسوئے قوم برگشت و ایشان عبادت گوسالہ کردہ بودند از انداختن الواح و سر و ریش ہارون را گرفتن و پیش کشیدن باآنکہ میدانست کہ ہارون تقصیرے ندارد تا آنکہ بر قوم ظاہر شود شناعت کمال ایشان و مانند عتابے کہ حق تعالیٰ با حضرت عیسٰے علیہ السلام خواہد کرد کہ آیا تو گفتی کہ مرا و مادرم را خدا بدانید باآنکہ میداند کہ او نگفتہ است و مثل این بسیار است۔ اور تم جو یہ لکھتے ہو کہ بعض میر صاحبان بھی فرماتے ہیں کہ اگرچہ فدک حق فاطمہ کا نہ تھا مگر ابوبکر کو ضرور مناسب تھا کہ انکو دیدیتے سو یہ لکھنا تمہارا محض غلط ہے اور تم اس بات کی حقیقت ہی کو نہیں سمجھے اور نہ کسی میر صاحب کا یہ اعتقاد ہے کہ فدک حق فاطمہ کا نہ تھا بلکہ یوں کہتے ہیں کہ فدک حق فاطمہ بموجب آیہ وآت ذالقربیٰ حقّہ کی صحیح تھا اور اگر بالفرض حضرت ابوبکر اپنے گمان ناقص میں حق فاطمہ نجانتے تھے تاہم جبکہ اُس مخدومہ دو جہان اور صدیقہ دوران نے اپنا حق سمجھکر دعوئے باغ فدک کیا تھا تو اُس معصومہ کو مالک آیہ تطہیر و دختر رحمتہ للعالمین ہی جانکر دیدینا تھا دیکھو تمہارے حضرت عثمان نے اپنی زوجہ کی خاطر سے مروان اپنی سالی کو فدک کیسے خوش ہو کر دیدیا تھا اور ایسا تو کوئی بھی شیعہ نہیں ہے کہ جو یہ کہتا ہو کہ رسولخدا نے صرف فدک کی نسبت وصیت کی تھی بلکہ شیعے تو یہ کہتے ہیں کہ اگر جناب رسولخدا صرف وصیت ہی کر جاتے اور وثیقہ بھی نہ لکھکر دیجاتے تو بھی ایماندار و نکا یہ کام تھا کہ وصیت نبوی پر خیال کر کے فدک اون کی دختر معصومہ سے نہ غصب کرتے اور یہ جو تم نے تحریر کیا ہے کہ فاطمہ کے دل میں ابوبکر سے بغض اور کینہ رہا اور مسلمان سے تین روز سے زیادہ کینہ رکھنا کفر ہے سو ہمکو تمہاری اس تحریر پر بہت بڑا تعجب ہوتا ہے کہ تم نے جناب رسولخدا صلعم کو اس الزام اور اتہام سے کیسے معاذ اللہ

خالی چھوڑ دیا چنانچہ کتاب مستدرک حاکم و تاریخ ابو الفدا میں لکھا ہے کہ حکم بن عاص نقل مشائے آنحضرت صلعم کی کرتا تھا اس سبب سے جناب رسولخدا نے اُسپر غصّہ فرماکر اُسکو شہر مدینہ سے نکلوا دیا اور وہ پھر کبھی حضرت کی روبرو نہ آنے پایا اور بعدِ وفات بھی جناب رسولخدا کے حضرت ابوبکر و عمر نے اُسکو شہر میں نہ گھُسنے دیا اور عبد اللہ ابن ابی سرح برادر رضاعی عثمان کو آنحضرت صلعم نے ہنگام فتح مکّہ شہر سے بدر کیا تھا پس وہ حضرت عثمان کی عہدِ حکومت میں صوبہ داری مصر پر مقرر ہوا اور حکم بن عاص کو حضرت عثمان نے اپنا مصاحب بنا لیا تو کیا نعوذ باللہ منہا منافق نہ سمجھکر حکم بن عاص وغیرہ سے اسقدر بغض قائم رہا کہ کئی عہد گزر گئے اور وہ بغض اور کینہ کونسے زائل ہوا اسکا بتانا اوّل تو تمہارے ہی ذمّہ ہے اسکے بعد شیعوں سے بغض اور کینہ کا جواب دریافت کرنا اُسوقت آپ پر خلافت مآب کا کفر ظاہر ہوگا اجی حضرت آپنے پہلے بغض اور کینہ کے اقسام کو تو کتب سیر میں ملاحظہ فرمالیا ہوتا اُسوقت بیچاری عبدانی معصومہ مظلومہ مغصوبہ دختر سردار ابنیا پر زبان طعن و تشنیع دراز کرنی تھی۔ آپکے اس طعن بیہودہ و لغو سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جناب فاطمہؑ دختر رسولخدا کو صرف شیعونسے علاقہ ہے آپ اور آپکے ہم مشرب شفاعت اُخروی جناب صدیقہ کبریٰ سے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور محروم رہینگے اور اس زبان درازی کی سزا پائینگے پہلے آپ اپنے خلافت مآب کا اسلام تو ثابت کرلیجئے اور عداوت باطل پرست لوگونسے رکھنا تو عین علامت ایمان ہے اور ایسا لازمہ اسکا ہے کہ جسکا انفکاک ممکن نہیں ہے کیا جناب رسالت مآب صلعم منافقین و کفّار کو دوست رکھتے تھے اگرچہ منافقین بظاہر مسلمان بھی تھے اگر ایسا ہی ہوتا تو احادیث مملو اونکی ذم و لوم سے کیوں ہوتیں بلکہ خدا بھی تو اونکو دشمن رکھتا تھا کہ قرآن مجید اونکی ذم سے مملو ہے اور اہل اسلام کہ صحابہ خاص حضرت خیر الانام سے تھے اُنسے بغض اور کینہ رکھنا تو تمہارے ہی خلفا کا کام ہے کہ حکایت حضرت ابوذر غفاری مشہور و معروف ہے اور حکایت حضرت مالک بن نویرہ زبان زد خلائق ہے تین روز کا کینہ تو کیسا عمر بھر میں بھی نہ گیا بلکہ مالک کو قتل کرا دیا پس حق تعالیٰ نے تمہارے مُنھ سے کفر تمہارے خلفا کا ظاہر و آشکار کالشمس فی وسط النہار کرا دیا کہ جس سے تمکو بجز ندامت تشنیع و فضیح کے اور کچھ حاصل نہوا اور جب کہ کفر اُن کا

Presented by Ziaraat.Com

ثابت ہوا باعترافِ خصم تو پھر کفار سے عداوت و بغض رکھنا تو عین مقصودِ ایمان ہے بلکہ درحقیقت جسکو عداوت کفار سے نہو وہ مومن ہی نہین دیکھو ہمیشہ جناب رسولخدا صلعم کفار کے دشمن رہے پس اگر جناب سیدہ نے بھی کفار کی عداوت کی تو باتباع حکم خدا و رسول کے عمل کیا اور یہ ہرگز بیجا نہ تھا مگر خانصاحب تم اسجگہہ پر بہت کچھ بھول گئے اگر اس بات کو جیسا کہ نعوذ باللہ منہا بعض بعض جاہل سنی کہتے پھرتے ہین تم بھی لکھتے کہ جب حضرت فاطمہ معصومہ تھین اور غصہ کرنا حرام ہوتا ہے تو پھر حضرت فاطمہ حضرت ابوبکر پر کسطرح غضبناک ہوئین پس آپکے ہم مشربونکو ذرا اپنے گریبانون مین منھ ڈالکر دیکھنا چاہیے کہ اون کے یہان کی کتابون مین کیا کیا خرافات بھرے ہوئے ہین جبکہ آپکو اصول مناظرہ ہی سے آگہی نہ تھی تو آپنے اس طوفان بیتمیزی کا کیا نتیجہ سمجھا ہوگا ہان شاید مولوی صاحب کہلوانیکو جی چاہتا ہوگا۔ اور یہ بات بھی سرتاپا غلط ہے کہ حضرت ابوبکر نے حضرت شیر خدا کو درمیان مین دیکر دوسری مرتبہ معذرت کی حضرت فاطمہ انسے خوش ہوگئین چہ خوش دروغ گوئیم برروے تو۔ خانصاحب جلوا خوردن را روئے باید اگر خدانخواستہ آپکا یہ ادعا کچھ وقعت رکھتا ہے تو صحیح بخاری جھوٹی ہو گی جسمین یہ لکھا ہوا ہے کہ فغضبت فاطمة علی ابابکر و لم تتکلم حتی ماتت اس قول سے تو تا دمِ رحلت کلام کرنا بھی ثابت نہین ہوتا خوش ہونا تو کجا اور نہ کوئی ہماری مذہب کی کتابون مین کتاب مجاج السالکین ہے کہ جسمین افعل فیھا کما کان ابی رسول اللہ صلعم یفعل فیھا لکھا ہوا ہے یہ اول جعلسازی اور افترا پردازی ملا نصر اللہ کابلی کی ہے بعد ازان باتباع ملا کابلی بدروق تحقیق و تنقیہ کے صاحب تحفہ نے کلمۂ حق سے دست بردار ہو کر لفظ بلفظ ترجمہ کردیا بعدہ منجملہ شاہ جیکو مریدون اور خوشہ چینون کے ایک آپ و مولوی مہدی علی خان ہین کہ جھوٹے حملہ حوالونسے اپنے اپنے رسالون کو مزین فرمانا چاہتے تھے لیکن ٥
نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا۔ آخرکار آپنے دیکھا بھی کہ ارباب شورہ سقیفہ بنی ساعدہ کیطرح ساری قلعی کھلگئی۔ ورنہ تم کیا جانو کہ مجاج السالکین کس جانور کا نام ہے کس شجر کی شاخ پر اسکا آشیانہ ہے اور کس الّو نے اسکو بویا تھا لعنة اللہ علی الکاذبین۔ اور آیہ یوصیکم اللہ کے حکم مین جناب پیغمبر خدا شامل

ہین تمنے جو جناب رسولخدا کو اس آیہ شریفہ سے مستثنے کیا ہے کوئی دلیل قابل قبول پیش کی ہوتی پہلے وہ حجت پیش کیجیے جس سے جناب سرور انبیا آیہ مذکورہ سے مستثنے سمجھے جائین اسکا جواب مذہب اہلبیت سے دینا تمپر واجب ہے اور جناب امیر علیہ السلام نے جو اپنے عہد خلافت مین باغ فدک پر خود قبضہ فرمایا اور نہ حسنین علیہما السلام کو تصرف مین لانے دیا اُسکا یہ سبب ہے کہ آپکے خلافت مآب خلیفہ اوّل و ثانی کی روبرو جبکہ جناب فاطمہ دختر رسول خدا نے جناب امیرؑ اور حسنؑ مجتبےٰ اور شہید کربلا کو بنا بر ادائے شہادت امر حق یعنی وراثت باغ فدک کے پیش کیا تھا تو یہ کہا تھا کہ اِن کی گواہی قابل سند نہین اُنھون نے تو اپنے ذاتی نفع کیواسطے فاطمہؑ کے قول کی تائید کی ہے اور آیندہ بھی کرینگے۔ دوسرے چونکہ جناب ائمہ طاہرین علیہم الصّلوٰۃ والسّلام قدم بقدم جناب رسول اکرم کے تابع اعمال و افعال تھے لہذا اندینباب بھی جناب رسولخدا صلعم کے اتباع کی۔ یعنی جب مکہ فتح ہو چکا اور مسلمانون نے قبضہ کر لیا تو لوگون نے آنحضرت سے عرض کیا کہ آپ اپنے مکان مغصوبہ پر قبضہ فرمالین حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہم اور ہماری اہلبیتؑ وہ ہین کہ جو چیز ہمسے جبراً چھین لیجاتی ہے پھر ہم اُسکی طرف توجہ نہین فرماتے عام مسلمان اوسپر اپنا قبضہ کر لین اُنکو اجازت ہے اگرچہ شرع مین اپنی چیز کا لینا جائز ہے لیکن مقتضائے احتیاط یہی سمجھا گیا کہ خود حضرت نے قبضہ فرمایا۔

مولوی عبد العزیز صاحب دہلوی نے اپنے تحفہ مین اس بحث پر بہت کچھ جانکاہی کی ہے اور لکھا ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے کیسے فدک اپنی تحت اور تصرف مین لیا اسکا جواب یہ ہے کہ البتہ امام باقر علیہ السلام نے فدک اپنی قبضہ مین لیا کہ ورثہ اُن کے آباؤ اجداد کا تھا مگر مثل حسنینؑ اور جناب امیرؑ کے اونکو تہمت کے رفع کرنیکی حاجت نہ تھی اسواسطے کہ تہمت کرنیکے وقت امام باقر علیہ السلام موجود نہ تھے نہ ابوبکر و عمر نے اُنکو تہمت جھوٹی گواہی کی دی تھی کہ جسکے سبب سے وہ اہتمام رفع تہمت کرتے مگر امام باقر علیہ السلام کے فدک لینے پر ذرا غور کرنا چاہیے کہ اگر فدک حق سب مسلمانونکا ہوتا تو حضرت امام محمد باقرؑ سب مسلمانون کا حق خود ہی نہ لیتے بلکہ ایسی چیز سے اجتناب کرتے اور جناب امیر علیہ السلام کے اسد اللہ الغالبؑ نے پر

Presented by Ziaraat.Com

جو تمنے طعن کی ہے کہ فدک کے معاملہ مین اُنہون نے وکلاء باغ کے نکال دینے پر اپنے شیعونکو لیجاکر کیون نہین روک ٹوک کی سو بیشک جناب امیرؑ اسد اللہ الغالب تھے اور اونکو ضرورت بھی کسی آدمی کے لیجانے کی نہ تھی بلکہ وہ بذاتِ واحد ہے کافی ووافی تھے مگر اُنہون نے وصیت رسولِ خدا صلعم پر عمل کیا کہ جناب رسولِ خدا نے اونسے فرمایا تھا کہ اے علیؑ بعد میرے تم اہلبیتؑ پر لوگ ظلم وستم کرین گے پس تم اُس حالت مین صبر کو اختیار کرنا کہ اُسکا اجر بڑا ہے پس جناب امیرؑ نے حسبِ وصیّت رسول خداؐ کی لوگون کی جبر کرنے پر صبر کو اختیار فرمایا اور اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْن کو ہمیشہ پیش نظر رکھکر اپنے تمام ذاتی معاملات کو ہیچ سمجھا اور حشر پر سب معاملات کا فیصلہ رکھا نیز آپکو یہ بھی خیال تھا کہ جناب رسول خداؐ کی رحلت کی زمانہ کو بہت تھوڑا عرصہ گزرا ہے اگر ہمارے اور مخالفین کے درمیان جدال وقتال واقع ہوئے تو مبادا اِس جھگڑے کو دیکھکر ہزارون لاکھون آدمی نئے مسلمان ضعیف الاعتقاد سست ایمان اپنے کفر قدیمی کی طرف مرتد ہوجائین اور اِس اپنے بیان کی صداقت مین ہم سنیّون کی بڑی مستند کتابونکا ثبوت دیتے ہین چنانچہ کتاب لسان المیزان اور دار قطنی مین ایک شخص عقیل نامی کہ محدثین اہلسنّت سے ہے وہ عامر بن واثلہ سے اسطرح روایت کرتا ہے کہ بروز شورہ خلافت حضرت ابی بکر کے اعنی جسروز لوگون نے اُنسے بعیت کی علی مرتضےٰ یہ فرماتے تھے کہ قسم بخدا مین بہتر اور سزاوار تر اُس سے ہون مگر مین نے یہ سب حال شورہ کا سُنا اور اطاعت کی مینے بخوف اسکے کہ آدمی اِس اُمت کے طرف کفر کے نہ پھر جائین اور باہم شمشیر زنی کی نوبت نہ پہنچے اعنی بعض بعض کو قتل نکرے بعد ازان جبکہ لوگون نے عمر کی بعیت کی اُسوقت بھی مین نے اسی قسم کے خیال کئے حالانکہ مین حقدار اور مستحق زیادہ ہون لاچار مین نے اطاعت قبول کی انتہیٰ - اور جناب خانصاحب تمنے بھی اپنے رسالہ اظہار الہدے کے صفحہ پچاس مین کہ جسکا ہم جواب لکھ رہے ہین اسطرح لکھا ہے کہ حضرت عمر کے اسلام لانے کے زمانہ تک سب مسلمان خدا کی عبادت خفیہ کیا کرتے تھے مگر تمنے وقتِ تحریر اِس عبارت کے اِسپر غور نہ فرمایا کہ اُسوقت مین حضرت علیؑ اسد اللہ الغالب کل غالب بھی موجود

تھے اور اُنسے بہتر اُن کے ابنِ عم پیغمبر آخر الزمان بڑے شجاع اور عادل بھی بمقتضائے مصلحتِ وقت عبادت خدا کو خفیہ ادا فرماتے تھے اگر اُسوقت موقع مناسب اور صورتِ بہبودی نظر آتی تو کیا حضرت علیؑ اسد اللہ الغالب اور جناب رسولخدا صلعم کفّارِ نابکار پر تشدّد نہین فرماسکتے تھے بخلاف اسکے کہ کفّار کی سختیون پر باوجود قوّت اور اقتدار کے صبری فرماتے تھے اور غار ثور مین آنحضرت صلعم کا نظر کفّار سے پوشیدہ ہوکر جانا اور بعد ہجرت کے صلح حدیبیہ کرنا مشہور و معروف ہے کہ اُسکے بیان کرنیکی کچھ حاجت نہین حالانکہ جناب رسالتمآب صلعم بھی غالبِ کُل غالب تھے اگر اِس سے انکار کیجیگا تو ہم آپکو لباس غُلو پہنائینگے کیونکہ اندرین صورت علیؑ مرتضےٰ کو جناب رسولخدا پر فضیلت لازم آتی ہے اور اسکا علماء طرفین سے کوئی قائل نہین پس جبکہ جناب رسولخدا بھی غالب کل غالب تھے لہذا جو ایراد تمہارا فدک مین جناب امیر پر ہے وہی ایراد تمہارا بعینہ جناب رسولخدا پر بھی صلح حدیبیہ و غصب مکان آنحضرت صلعم وغیرہ مین واقع ہوگا فما هو جوابکم فهو جوابنا اور فدک کے مقدمہ مین حضرت ابوبکر اور عمر دونون مثل ایک جان دو قالب کے تھے اور چونکہ کوشش کرکے حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کو تختِ خلافت پر بٹھلادیا تھا تو اس سبب سے حضرت ابوبکر اور بھی حضرت عمر کی ممنون اور مشکور تھے اور اُسوقت مین حضرت عمر کے کہنے کو آیہ و حدیث سے بڑھکر جانتے تھے اور فدک کو حضرت فاطمہؑ سے غصب کرنا ان دونون ہی کو منظور تھا اسی باعث سے اُسکو غصب کرلیا اور کتب معتبرہ اہلسنّت سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ جب ابوبکر نے فدک کے بارے مین حضرت فاطمہؑ سے یہ حیلہ کیا کہ پیغمبرون کے مال کا کوئی وارث نہین ہوتا تو حضرت سیّدہؑ نے آیات اور حدیث پیش کرکے اونکی کسی دلیل اور حجّت کو پیش نہ جانے دیا چنانچہ جب حضرت ابوبکر کا کوئی عذر پیش نچلا تو ناچاری لب او منفعل ہوکر ایک کاغذ لکھنا پڑا اتنے مین حضرت عمر کہین سے تشریف لے آئے اور حضرت ابوبکر کو یہ صلاح دی کہ تمکو اور حیلے خوانی کرنیکی کیا ضرورت ہے صرف اتنا ہی حیلہ کافی ہے کہ فاطمہؑ کی گواہون کی گواہی قابلِ سند نہین اسلئے کہ علیؑ انکے شوہر ہین اور حسنینؑ انکے فرزند ہین

پس حضرت عمر نے اُس کاغذ کو پھاڑ ڈالا اور حضرت ابوبکر کو جبر کرنے اور غصب کرنے پر آمادہ و مستعد کیا سو
اسیطرح سے صاحب حق الیقین اور منہج الکرامتہ نے کتب اہلسنّت سے واسطے قائل کرنے اہل سُنّت کے
اِس روایت کو نقل کیا ہی کہ ابوبکر نامہ در باب فدک نوشتہ بحضرت فاطمہؑ داد عمر حاضر شد و گفت این چہ نامہ است ابوبکر گفت کہ
فاطمہ دعوی فدک کرد و ام ایمن و علیؑ براو گواہی دادند من این نامہ را نوشتم عمر نامہ را از دست فاطمہؑ گرفت و پارہ کرد
حضرت فاطمہؑ گریان شد و بیرون رفت۔ اب فرمائیے کہ حضرت ابوبکر کی بریّت کسطرح سے ہو سکتی ہے
اگر اونکو فدک کا دینا در حقیقت منظور ہوتا تو کیا حضرت ابوبکر پھر دوبارہ نامہ لکھکر سیّدہؑ کے مکان پر نہین
بھیج سکتے تھے اور حضرت عمر کے کاغذ پھاڑ ڈالنے کی روایت تمہارے سبط ابن جوزی نے اپنی سیرت مین
بخوبی لکھی ہے اُسمین دیکھکر اپنی تسلّی کر لو اور حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے قصّہ کو جو تمنے
واسطے مثال دینے کے لکھا ہے سو محض بے فائدہ ہے اُس سے قضیہ فدک کو کیا نسبت حضرت موسیٰ اور ہارون
دونون معصوم تھے اور تمہارے حضرت ابوبکر معصوم نہ تھے اور اسپر انہون نے حضرت معصومہ کو اذیّت
دی تھی اور اُنکو اسقدر ناراض کیا کہ تمام عمر پھر اُن معصومہ نے ابوبکر سے کلام نہ کیا اور نہ اپنے جنازہ پر
حاضر ہونیکی اجازت دی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تو ہارون علیہ السلام کا حال بخوبی جانتے تھے اور
اُنکو خوب معلوم تھا کہ ہارون سے کوئی خطا نہین ہو سکتی اور حضرت موسیٰؑ کا حال اُسوقت حضرت ہارون
پر بھی خوب منکشف تھا صرف اُسوقت اُس قوم کو جو بت پرستی اور گوسالہ پرستی کرتی تھی ظاہرداری مین
ڈرانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو منظور تھا اور حضرت ہارون علیہ السلام کا بھی دلی یہی منشا تھا اور اسی
سبب سے حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہ السلام سے رنجیدہ نہوئے اور حضرت موسیٰؑ نے جو حضرت ہارون
سے یہ ظاہرداری کی باتین کین کہ ہارون کا سر پکڑا اور ریش مبارک اُنکی اپنے ہاتھ مین لی تاکہ وہ قوم بدکار
اِس ظاہرداری کو دیکھکر خوف کرے کہ گوسالہ پرستی ایسی بڑی خراب بات ہے کہ جسکے وقوع مین آنی
سے موسےٰ نے اپنے بڑے بھائی بے گناہ حضرت ہارون کا سر پکڑا اور کہا کہ تو نے اِس قوم بدکار کو

اس فعلِ خراب سے کسلیے منع نکیا اور علاوہ اسکے مولوی عبدالعزیز صاحب اپنے تحفہ مین انبیاء علیہم السلام
کی عصمت پر گواہی دیتے ہین کہ نزد اہلسنّت عصمتِ خاصہ انبیاء است صحابہ را معصوم نمی دانند اور
تفسیر کبیر اور شفائی قاضی عیاض وغیرہ مین لکھا ہے کہ انبیاء سب معصوم تھے اُنسے کوئی گناہ کبیرہ یا صغیرہ
عمداً و سہواً کبھی صادر ہی نہین ہوا اور انبیاء علیہم السلام کے ذکر مین تاویل کرنا درست ہے اسواسطے کہ وہ معصوم تھے
جس سے اُنکے باب مین کوئی شخص اُنپر خطا نہ ثابت کرسکے اور غیر معصوم کے حق مین تاویل کرنا جائز نہین ہے
اور حضرت زہرا علیہا السلام کی نسبت جو تم یہ کہتے ہو کہ اُنہون نے تھوڑے سے مفاد کیواسطے اسقدر جھگڑا
نہ کیا ہوگا اور عصمت و رحمت کو اپنے ہاتھ سے نہ دیا ہوگا سو اسکا جواب یہ ہے کہ فدک خدا اور رسول کا عطیہ
تھا اگر جناب فاطمہؑ نے غاصبانِ حق سے اپنا حق طلب کیا تو معلوم نہین ہوتا کہ حق کی طلب کرنے سے کیا
قباحت لازم آتی ہے اور اس سے عصمت اور رحمت کو کیا بٹّہ لگتا ہے دیکھو جب ابوسفیان حضرت
رسول خدا صلعم سے مدینہ چھین لینے کی غرض سے فوج لیکر چڑھ آیا تو حضرت پیغمبر خدا نے بغرض محافظت گرد
مدینہ کے خندق کھدوائی اور اوس سے بڑی بھاری جنگ کی اور جسوقت مین کہ کفار نے ناقۃ اللہ
کی کونچین کاٹین تو حضرت صالح علیہ السلام کو مثل حضرت زہراؑ کی بہت بڑا رنج اور الم ہوا کہ وہ ناقہ اُنکی
دعاء سے خدائے تعالےٰ نے پیدا کیا تھا اور اونکو دیا تھا پس کیونکر کوئی عاقل سوائے تمھارے یہ کہہ
سکتا ہے کہ ایک ناقہ کیواسطے حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی عصمت اور رحمت کو ہاتھ سے دیا ہوگا
اگر حضرت صالح چاہتے تو دس ناقے اُنکی دعاء سے خدائے تعالےٰ پھر پیدا کردیتا سو اب جاننا چاہیئے کہ حضرت
صالح مثل حضرت زہراؑ کے بڑے صابر اور صاحب قناعت تھے اور صاحب قناعت کی یہ صفت ہے کہ جو
چیز اُسکو خدائے تعالےٰ کی طرف سے عطا ہو خواہ قلیل ہو یا کثیر ہر دو صورت مین شکرگزار رہے اور اگر کوئی
شقی اُس چیز کو غصب کرلے یا برباد کردے تو وہ قانع پھر دوسری چیز کی خواہش نکرے اور اشقیاء کے ظلم کرنے
پر صبر کو ہاتھ سے نہ دے اور دیکھو دنیادار تو تمھاری بی بی عائشہ تھین کہ جنسے بہت ہی قلیل مفاد دنیاوی

کے لئے اسقدر شر اور فساد اُٹھایا کہ جسکی بدولت تقریباً بیس ہزار نالم کے مسلمان ایک لمحہ مین تلوار کے گھاٹ اُتر وادئے اسپر بھی جناب امیرؑ کی خلافت سے راضی نہوئین اور اپنے باپ سے بحق ورثہ پدری ہزارہا درہم و دینار لیا کرتی تھین چنانچہ صواعق محرقہ مین لکھا ہے اور اون کے باپ نے حضرت فاطمہؑ کے ورثہ دینے مین یہ حدیث جھوٹی گھڑ لی کہ پیغمبرون کے مال کا کوئی وارث ہی نہین ہوتا ہے یہ بڑی تعجب کی بات ہو کہ خدا تعالےٰ تو اپنے پیغمبر سے فرماوے وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ جسکا یہ مطلب ہے کہ جو بات بہتر ہے وہ پہلے اپنے قریبون عزیزون سے کہو اور یہ حدیث مذکور پیغمبر خدا نے حضرت فاطمہؑ سے نہ کہی جو کہ نہایت ہی قریب اور عزیز تھین اس سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث وضعی ہے اگر صحیح ہوتی تو حضرت رسولخدا ضرور اپنی بیٹی حضرت فاطمہؑ سے پہلے اسکو بیان کر دیتے اور یہ بھی کہہ دیتے کہ اے فاطمہؑ ابو بکر سے بعد میرے فدک نہ طلب کرنا اور اپنا قبضہ فدک پر سے اُٹھا لینا اور پیغمبرون کو خدا تعالےٰ نے واسطے اصلاح خلائق کے مبعوث فرمایا تھا کہ خلائق فتنہ و فساد سے محفوظ رہے مگر ہم تمسے پوچھتے ہین کہ معاذ اللہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کیا کام کیا کہ اپنی دختر کو تو ایک وثیقہ فدک کا اُسکے ورثہ مین لکھکر دیدیا اور حضرت ابو بکر سے یہ کہدیا کہ ہمارا سب مال و ملک اور اسباب صدقہ ہے ترکہ نہین پس اس بات کو کوئی عاقل جسکو خدا نے ذرا بھی عقل دی ہو گی ہرگز قبول نکریگا کہ ایسے فساد کی بُنیاد حضرت خاتم المرسلین سے واقع ہوئی ہو اور حدیث لا نورث ما ترکناہ صدقۃ کے موضوعہ ہونے پر پنجم جلد بخاری کی یہ روایت بھی شاہد ہے کہ سلاح اور بغلہ اور دُلدل ترکہ مین جناب رسولخدا کے داخل ہین اور کتاب اسعاف الراغبین مین یون لکھا ہے کہ سیف اور کمان اور نیزہ اور حربہ صغیر اور اسپ اور بغلہ اور خر اور شتر اور مسند اور تکیہ اور مصلےٰ اور مکان اور اصطبل اور سلح خانہ پیغمبر خدا نے ترکہ مین چھوڑا ہے اور تمنے بھی اسباب کا اقرار کیا ہے کہ حضرت ابو بکر نے جو مال کہ بلا شرکت غیری تھا مثل دلدل اور زرہ اور شمشیر وہ سب حضرت علیؑ کے سپرد کر دیا اب ہم تمہاری ان ہوئی باتوں کو لکھتے ہین جو کہ گاہی چنین اور گاہے چنان ہین ایک جگہ اسی بحث مین تمنے بصفحہ ۳۰ یہ لکھا ہے

کہ یہ بات دور از قیاس ہے کہ خاتونِ جنت نے تھوڑی سی حرصِ دنیا کے لئے اسقدر رنج کیا ہو کہ تا زندگی
دور نہوا اور ایک جگہہ لکھتے ہو کہ حضرت ابوبکر سے یہ جواب سنکر حضرت زہرا کو بمقتضائے بشریت کسیقدر
ملال ہوا اور کتاب کے صفحہ ۹۵ پر لکھا ہے کہ حضرت عمر نے کبھی کسیطرح کا رنج حضرت فاطمہؑ کو نہین دیا تھا
وگرنہ حضرتِ علی قیامت تک رضامند نہوتے اور پھر صفحہ ۴۴ مین لکھتے ہو کہ تین دن سے زیادہ مسلمان سے
کینہ رکھنا کفر ہے خدا کی پناہ تمہاری باتین کیا ہین بازیگر کا سا تماشا ہے کہ طرح طرح کی رنگ دکھلاتے ہو
اور ایسی باتین کرنا کچھ تم ہی پر منحصر نہین ہے بلکہ تمہاری اکثر ہمجنس ذریت ابن زیاد و شمر کو ہمنے بچشم خود دیکھا ہے
کہ جب کلام کرنے مین شیعونسے عاجز ہوتے ہین تو ایک بات کی مخالفت مین چند باتین کہتے ہین اور جب ویسے
بھی باتین نہین بنا سکتے تو پھر کھسیانے ہو کر معاویہ کیطرح سے لڑنیکو تیار ہو جاتے ہین **قال**
المرتبک فی الضلال قصہ شادی حضرت ام کلثوم کا جو خاص حضرت فاطمہ کے شکم مبارک سے
پیدا ہوئین یہ ہے کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ ای علی ہمنے سنا ہے
رسول اللہ سے کہ سب سے پہلے میری اہلبیت بہشت مین داخل ہونگے چونکہ ہم اہلبیت سے نہین اسلیے دل
مین بڑا ارمان ہے کہ اگر ہم بھی اہلبیت سے ہوتے تو خوب ہوتا یہ بات سنکر حضرت شیر خدا مکان پر تشریف
لے گئے بطیب خاطر و خوشی دل و رضائے طبیعت کے امیر المومنین حضرت عمر کو اپنے در دولت پر طلب فرما کے
بوکالت حضرت عباس عم رسول صلعم کے حضرت ام کلثوم کے ساتھ بمہر مناسب عقد کر دیا حضرت عمر حضرت
شیرِ خدا کی اس التفات اور توجہات سے کمال درجہ ممنون احسان ہوئے رضی اللہ تعالےٰ عنہم اب ہم
اس اپنے دعوی صادق کا بھی ثبوت معتبر کتب شیعون سے دیتے ہین تا کہ منکر اس فضیلت کو موقع انکار
کا ہاتھ نہ آوے شارح ابو القاسم قمی شرح شرائع مین جسکو مالک بھی کہتے ہین شرائع کے اس مضمون کے جواب
نکاح العربیۃ بالعجمی والہاشمیۃ بغیر الہاشمی وبالعکس کے نیچے لکھتے ہین زوج علی بنت ام کلثوم من عمر ترجمہ
نکاح کیا علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا عمر کے ساتھ اور سوائے اسکے مجالس المومنین و تہذیب و کافی کلینی

Presented by Ziaraat.Com

ومصائب النواصب وغیرہ کتب مستندہ شیعون سے اس نکاح کی اصلیت صحیح پائی جاتی ہے **یقول**

المتمسک بولایۃ الآل اس نکاح کی بابت جو کچھ تمنے لکھا ہے سب غلط ہے کہین اس

نکاح کی اصلیت کتب شیعہ مین نہین پائی جاتی دیکھو تمہارے صاحب تحفۃ الاحباب نے اپنی کتاب تحفۃ الاحباب

مین اور مولوی محمد قاسم دیوبندی نے ہدیۃ الشیعہ مین اور مولوی شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے اپنے

تحفہ کی گیارہوین باب مین اسطرح لکھا ہے کہ زید بن عمر بطن سے ام کلثوم بنت علیؑ کی پیدا ہوی تھے

جو کہ خانہ جنگی فیمابین بنی عدی کے واقع ہوئی تھے سوا اُس خانہ جنگی مین زید بن عمر کہ عمر اونکی بست سال کی

تھی شہید ہوئے اور اوسی روز اونکی والدہ ماجدہ حضرت ام کلثوم کا بھی انتقال ہوگیا تھا پس اُن

دونون جنازونپر حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبد اللہ بن عمر نے نماز میت کی پڑھی اس تحریر سے

شاہ صاحب وغیرہ کے بہتان کرنا سنیون کا اس عقد کی نسبت بخوبی ظاہر ہوتا ہے چنانچہ کتاب روضۃ الشہدا

مین ملا حسین واعظ نے کئی مرثئے بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کی حضرت ام کلثوم خواہر

امام مظلوم علیہ السلام سے نقل فرمائے ہین اور مقتل ابو مخنف مین لکھا ہے کہ مختار نے کہا کوئی روز زیادہ

سخت مجہپر نہین گزرا ہے اُس دن سے کہ ام کلثوم بنت فاطمہؑ کو مین نے مجلس ابن زیاد مین دیکھا کہ نالہ

وامحمداہ واعلیاہ جگر سے کھینچتی تھی اور مثل بید کے کانپتی تھی اور اسیطرح تحریر الشہادتین اور تقریر الشہادتین

وغیرہ مین لکھا ہے کہ حضرت ام کلثومؑ معرکہ کربلا مین اپنے برادر بزرگوار کی ہمراہ تھین اور بعد شہادت

امام عالی مقام علیہ السلام کے نوحہ زاری اور ماتم داری مین مثل حضرت زینبؑ اور سکینہؑ کے موجود اور

مشغول تھین اگر ان ام کلثومؑ کے جنازہ پر نماز پڑھ چکے حضرت امام حسین علیہ السلام دفن کر چکے ہوتے تو

پھر یہ حضرت ام کلثومؑ معرکہ کربلا مین کہانسے آجاتین اور کیونکہ مرثئے اور ماتم داری مین اپنے بھائی

کے اسطرح سے مشغول ہوتین اور کربلا مین ان ام کلثومؑ بنت فاطمہؑ کا ہونا متواتر بین الفریقین ہے

کہ جسکا کوئی انکار نہین کرسکتا اور اُن ام کلثوم مادر زید کا کربلا مین ہونا کہین ثابت نہین ہے پس

ضرور یہ کہنا لازم ہوگا کہ ام کلثوم زوجہ عمر اور ام کلثوم تھین اور وہ بنت فاطمہؑ نہ تھین اور جو کہ تمنے عقد ام کلثوم بنت علیؑ و فاطمہؑ کے باب مین ہمارے ہان کی کتابونکا حوالہ دیاہے وہ محض بے حقیقت اور بے معنی ہے اسلئے کہ کتاب کافی کلینی و تہذیب وغیرہ مین جو روایات کہ اس نکاح کے بارہ مین ہین وہ صاحبان کتب نے موافق اعتقاد سنیون کے تحریر فرمائی ہین اور احادیث صحیحہ سے خود صاحب تہذیب و کلینی انکی تردید کرتے ہین اور خوب ہی ظاہر کیا ہے کہ ان روایات کے راوی ناصبی ہین اور اس بارے مین کسی اوستاد نے بھی ایک شعر لکھا ہے کہ اصل این روایت بے مدار است + کہ نقلش از زبیر ابن بکار است پس واضح ہو کہ ہمارے علماء رحمہم اللہ علیہم نے جو اپنے کتابون مین ناصبیون کی روایات کو جواب دینے کیواسطے نقلاً لکھا ہے تمنے انکو اعتقاد کیسے سمجھ لیا اور دیکھو کتاب استغاثہ کو کہ اس مین یہ روایت زبیر ابن بکار ناصبی سے منقول ہے یا نہین اور زبیر ابن بکار ہی کی یہ روایت تمہارے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین بھی موجود ہے اور جواب دینے کی غرض سے نقلاً زبیر ابن بکار ناصبی کی اس روایت کو ہمارے جناب فضیلت مآب قاضی نور اللہ شستری نور اللہ مرقدہ نے بھی کتاب مصائب النواصب اور مجالس المومنین مین بعبارت فارسی یون رقم فرمایا ہے کہ در استغاثہ وغیر آن مسطور است کہ چون عمر بن خطاب بہ جہت ترویج خلافت فاسدہ خود داعی تزویج ام کلثوم دختر مطہرہ حضرت امیرؑ نمود۔ اور پھر دلائل کثیرہ سے قاضی صاحب اس روایت کو موضوع ٹھہراتے ہین اور کہین کسی کتاب شیعہ مین اعتقاداً اس نکاح کا ثبوت نہین پایا جاتا اور شرح شرایع کی عبارت کو جو تمنے لکھاہے اور اس مین ام کلثوم بنت علیؑ ہونیکا لفظ آیا ہے سو اسکا جواب یہ ہے کہ اسماء بنت عمیس جو پہلے حضرت ابوبکر کی زوجہ تھین انہون نے بعد انتقال حضرت ابوبکر کے جناب امیر علیہ السلام سے نکاح کیا اور اپنی ہمراہ ایک لڑکی جو صلب ابوبکر سے پیدا تھی اور اسکا بھی نام ام کلثوم تھا سو اسکو واسطے پرورش کے جناب امیرؑ کے گھر مین اپنی ہمراہ لائین تھین اس لڑکی ربیبہ کا نکاح البتہ کتب سے پایا جاتا ہے کہ حضرت عمر سے بحالت لاچاری ہوا

اور اسکا کوئی مضائقہ بھی نہین ہے اسواسطے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی توعتبہ اور
ابی عاص وغیرہ سے نکاح حضرت خدیجۃ الکبرا کی لڑکیونکا کیا تھا اور ابی عاص وغیرہ اسلام لانے سے بھی
بے بہرہ تھے اور بعد مین حضرت عثمان سے بھی اونکی ایک لڑکی کا عقد بظاہر مسلمان ہونے کی وجہ سے
مصلحتاً کردیا تھا الغرض یہ ام کلثوم بنت اسمار ربیبہ یعنی مادر بجلو ہونیکے سبب سے بعرف بنت علیؑ کہلانے
لگی دیکھو قرآن مجید مین سورہ بقر کو پارہ اوّل ثلث سے آگے عرف اور لقب کی جہت سے حضرت اسمٰعیل
علیہ السلام کو یعقوب علیہ السلام کا باپ کرکے لکھا ہے حالانکہ حضرت اسمٰعیل حضرت یعقوب علیہ السلام کے
چچا تھے اور باپ یعقوب کے حضرت اسحاق تھے اِذْ قَالَ لِبَنِیْہِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ قَالُوْا نَعْبُدُ
اِلٰھَکَ وَاِلٰہَ اٰبَآئِکَ اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحَاقَ اِلٰھًا وَّاحِدًا یعنی جب یعقوب نے اپنے
بیٹونسے کہا کہ بعد میرے تم کس کے عبادت کروگے۔ کہا انہون نے عبادت کرینگے ہم معبود تیرے کی اور
معبود باپون تیرے کی ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق کے معبود ایک کو۔ اب بعد ان سب دلائل کے
باقی رہی ہمارے اس قول کی صداقت کہ وہ ام کلثوم جنکا نکاح حضرت عمر سے ہوا وہ حقیقت مین دختر ابوبکر
تھین سو اسبات کا بھی خدا تعالے نے ہمکو سراغ لگادیا کہ کتاب بہجت السعدا جو کہ معتمد کتب اہلسنت سے ہے
اسمین بعبارتِ فارسی اسطرح لکھا ہوا ہے کہ ام کلثوم دختر ابوبکر صدیق بود و مادرش اسمار بنتِ عمیس کہ
اوّل زن جعفر طیار بود باز بنکاح ابوبکر درآمدہ از ابوبکر پسرے عبدالرحمٰن ویک دختر ام کلثوم زائید بعد ازان
بنکاح علیؑ بن ابیطالب درآمد ام کلثوم ہمراہ مادر درآمدہ عمر بن خطاب با ام کلثوم دختر ابوبکر نکاح کرد اور اسی
طرح سے بوارق محرقہ مین بھی لکھا ہے اور کامل ابن اثیر نے تعداد ازواج عمر مین ام کلثوم دختر ابوبکر
کو تحریر فرمایا ہے اور ام کلثوم اور زینب دختران فاطمہ علیہا السلام کی نسبت تو بیہقی اور دارقطنی نے یون نقل
کیا ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنی بیٹیون زینب اور ام کلثوم کو اپنے بھائی جعفر کے اولاد کے واسطے علیحدہ اور
نامزد کر رکھا تھا پس عقد ہونا ام کلثوم بنت فاطمہؑ کا ساتھ محمد بن جعفر طیار کے اور زینب کا ساتھ عبداللہ بن

Presented by Ziaraat.Com

اس مقام پر ہم ایسی معتبر کتاب **قال المرتیک فی الضلال** جعفر طیار کے بخوبی تحقیق ہوتا ہے
شیعون سے حدیث لکھتے ہین جس سے فضیلت اصحاب ثلثہ کی ثابت ہو شیخ ابن بابویہ قمی نے کتاب
معنی الاحیا مین حضرت امام موسی رضا سے روایت کی ہے عن الحسن ابن علی قال قال رسول
الله صلی الله علیہ وسلم ان ابابکر منی بمنزلة السمع وان عمر منی بمنزلة البصر وان
عثمان منی بمنزلة الفواد ترجمہ امام حسن بیٹے علی سے روایت ہو کہ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر بمنزلہ میری سمع کی ہے اور عمر بمنزلہ میری بصر کے ہی اور عثمان
بمنزلہ میرے دل کے ہی **یقول الملتمس بولایت الاول** کتاب معنی الاحیا تو ہمارے ہان
کوئی کتاب ہی نہین ہے لیکن معانی الاخبار اور تفسیر صافی مین البتہ یہ حدیث اس آیت کی تفسیر مین لکھی
ہوئی ہے اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا
یعنی تحقیق کان اور آنکھ اور دل ہر ایک انکا ہوگا روز قیامت سوال کیا گیا۔ سو آخر مین حدیث کے مذکور ہی
کہ حضرت نے اس آیت کی تین پڑھا اور فرمایا کہ یہ تینون شخص اسطرح کے ہین کہ سوال کئے جاوینگے ولایت
علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے اب جاننا چاہیے کہ اس حدیث سے تمہارا مطلب ہرگز پورا نہین ہو سکتا
تم اسمین فضیلت کو ڈھونڈتے ہو اور درحقیقت اسمین ثلثہ کے نقصان اور عتاب کی خبر پائی جاتی ہے
اور حضرت نے تو صاف ظاہر کردیا کہ یہ شخص اس قسم کے سمع اور بصر اور فواد مین ظاہر مین لیکن اپنے دعوی
محبت کے اور ہر امر مین دخل دینے کے کہ انکو اپنے کئے کا حساب دینا ہوگا اور ہم کہتے مین کہ اولاد تو انسان
کی دراصل اسکے جسم ہی سے پیدا ہوتی ہے اور سمع اور بصر اور فواد سے اسکو تشبیہ دینے کی بھی کچھ حاجت
نہین ہوتی اسکو تو تمام زمانہ کے لوگ قرة العین اور راحت جان تک بتاتے ہین پھر دیکھو تم حضرت
نوح علیہ السلام کے ایک فرزند کا حال کہ جب وہ غرق ہونے لگا تو حضرت نوح نے خدائے تعالی سے
عرض کیا کہ یا اللہ العالمین تونے تو مجھسے وعدہ کیا تھا کہ تیری اہلبیت غرق ہونے سے محفوظ رہین گے

سو اب میرا فرزند کیسے غرق ہوا جاتا ہے پس خدا تعالےٰ نے حضرت نوحؑ کے جواب مین فرمایا کہ اے نوحؑ تمکو خبر نہین ہے کہ تمہارا وہ فرزند تمہاری اہلبیتؑ سے خارج ہے اور اُسکی کافر ہونیکی وجہ سے اسپر عذاب نازل ہوا ہے پس جس حالت مین حضرت نوح علیہ السلام کا فرزند جگر بند نافرمانی کرنیکے سبب سے عذاب دنیا اور آخرت سے نہ بچا تو پھر غیر شخصون کی کیا حقیقت ہے **قال المرتاب فی الضلال** حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف نیک گمان رکھنا ہر مومن کو ضروری ہے اسلئے کہ حقوق صحبت نبوی صلعم کی واجبًا قابل لحاظ ہین اور جو جنگ کہ آپسے اور حضرت علی سے ہوئی وہ خطار اجتہادی تھے اسمین مسلمانون کو کلام کرنا ضرور نہین اسکا نام بشریت ہے سوا اسکے حضرت معاویہ کا توبہ کرنا موت کے وقت صحیح تواریخون سے ثابت ہے بہرحال جو کوئی آپسے بدگمان ہوگا وہ اپنی دنیا اور عقبیٰ خراب کریگا اور یزید پلید پر لعن کرنا اگرچہ جائز ہے مگر اس فعل عبث مین کوئی فائدہ متصور نہین مسلمانون کو لازم ہے کہ اپنی زبان و دہان کو ذکر خدا و رسول سے تازہ رکھین تاکہ صواب بھی پاوین **یقول المتمسک بولایۃ الآل** تمہارے نزدیک تو شمر اور عبداللہ ابن زیاد اور عمر ابن سعد وغیرہ نے بھی موت کے وقت توبہ کر لی ہوگی اور تمہاری تواریخون مین بھی شاید لکھا ہوگا سو تمہاری ایسے کہنے اور لکھنے کو ہم کب مانتے ہین ایسے لوگون کی تو توبہ ہرگز قبول نہین ہوتی پھر ایسونکو توبہ کرنے سے کیا فائدہ تم اگر اپنے خبث باطنی کے سبب سے یہ چاہو کہ کعبہ کو ڈھاکر خاک مین ملادین اور اوسکا نام خطار اجتہادی رکھین اور مومنین کو دیدہ دانستہ قتل کرکے توبہ توبہ کہتے پھرین سو ایسی جعلسازی اور دغابازی سے کیا کام چلتا ہے دیکھو مشکوٰۃ کی اس حدیث کو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے فرمایا ہے کہ مین جنگ کنندہ ہون جو تمسے جنگ کرے اور مین صلح کنندہ ہون جو تمسے صلح کرے اور صواعق محرقہ مین یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا من سب علیًا فقد سبنی یعنی جسنے علیؑ کو گالی دے اُسنے مجھکو گالی دی پس حضرت معاویہ صاحب کی گالیان دینے پر اور ظلم و ستم

کرنے پر ذرا غور کیجیے کہ ابن ماجہ نے اپنے سنن مین لکھا ہے کہ معاویہ ایک مرتبہ حج کرنیکو آئے اور مکہ مین سعد سے انسے ملاقات کی اور ذکر کچھ وہان حضرت علیؑ کا ہوا تو معاویہ نے حضرت علیؑ کو گالی دی اور کتاب مطلع العلوم و مجمع الفنون اور حبیب السیر اور روضۃ الصفا اور شواہد النبوت اور تذکرہ خواص الامت اور کتاب استیعاب اور مرات العجائب اور تاریخ گلزار شاہی وغیرہ مین لکھا ہے کہ امیر معاویہ نے جعدہ بنت اشعث کے پاس زہر بھیج کر امام حسن علیہ السلام کو دلوایا اور شہید کرایا اور اس آیت قرآنی پر خیال نکیا فَمَن قَتَلَ مُؤمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا غَضِبَ اللهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ اور کتاب مدارج النبوت کی دوسری جلد مین شاہ عبد الحق دہلوی نے لکھا ہے کہ بعضے روایات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کو فریب سے حضرت معاویہ نے ہلاک کیا اور تاریخ ابو الفدا مین لکھا ہے کہ حضرت معاویہ جمعہ کے روز بعد خطبہ کے حضرت علی علیہ السلام پر لعن طعن کیا کرتے تھے اور صحیح مسلم کی جلد دوم مین اسطرح تحریر ہے کہ معاویہ نے حکم دیا سعد بن ابی وقاص کو کہ کیون تو سبّ نہین کرتا ہے ابو تراب پر اب ذرا تم اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۱۳ پر جامع الاخبار کی اس حدیث پر نظر کرو اور تمنے اُسکو پھر اس حدیث کو بسر و چشم قبول بھی کیا ہے قال النبی صلعم من سبّ اصحابی

فقد کفر یعنی فرمایا حضرت رسول خدا صلعم نے جسنے بُرا کہا میرے اصحاب کو پس وہ تحقیق کافر ہو گیا اب تم ہی کہو کہ حضرت امیر کا بُرا کہنے والا تمہارے نزدیک کیونکہ جنتی ہے اور خدائے تعالے تمہارے حضرت معاویہ صاحب سے کیا ان ظلم و ستم کے کرنے پر معاذ اللہ راضی ہو گیا ہے جو تمنے حضرت معاویہ صاحب کی شان مین رضی اللہ عنہ لکھا ہے حالانکہ حضرت امیر علیہ السلام کو تم بالاجماع خلیفہ کہتے ہو پھر جب کہ تم معاویہ کو لعن کرنے خلیفہ رسول پر بھی بُرا نہیں جانتے ہو تو شیعو نکو لعن کرنے پر خلفاء ثلثہ کی کیون بُرا کہتے ہو اور کیون اسقدر شور و غل مچاتے ہو تم اپنی نزدیک یہ سمجھ لو کہ یہ بھی ایک خطاء اجتہادی ہوئی کہ جسپر کچھ مواخذہ نہین ہے اور یزید پلید پر جب لعن کرنا شرعًا جائز ہے تو پھر تمنے لعن کرنیکو

فعل عبث کسطرح سے لکھا ہے اجی حضرت تم کسیکو کچھ دیکر بھی پڑھے ہو یا ویسے ہی زبان درازی کرنے کو تیار ہو گئے جب تم اسبات کا اقرار کر بیٹھے کہ اُس پلید پر لعن کرنا جائز ہے تو جو جائز ہے وہ فعل عبث او رلغو نہین ہو سکتا اور خدا تعالےٰ تو قرآن مجید مین خبر دیتا ہے کہ لعنت کرتے ہین لعنت کرنیوالے سو اُن لعنت کرنیوالونکو خدا تعالےٰ نے صفت کے ساتھ بیان کیا ہے اور یہ نہین لکھا کہ وہ فعل عبث کرنیوالے تھے اور دیکھو جناب رسولخدا صلعم نے خود یزید اور معاویہ اور ابوسفیان تینون پر لعنت کی چنانچہ کتاب صواعق محرقہ و ربیع الابرار وغیرہ مین لکھا ہے کہ حضرت رسالت مآب نے ابوسفیان کو گدھے پر سوار دیکھا اور یزید اُس گدھے کو پیچھے سے ہانکتا تھا اور حضرت معاویہ اُس گدھے کی لگام آگے سے کھینچتے تھے پس فرمایا نبی صلعم نے کہ لعن اللہ الراکب والقائد والسائق یعنی لعنت ہو خدا کی اُس خر کے سوار پر اور آگے سے کھینچنے والے پر اور پیچھے سے ہانکنے والے پر اور کتاب قصص الانبیاء مین لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ السلام نے بت پرستون پر لعنت فرمائی اگر ایسا لعنت کرنا فعل عبث ہوتا تو پھر انبیاء علیہم السلام کیون لعنت کرتے

قال المرتبک فی الضلال اب تبرائیونکے پیران پیر کا حال بیان ہوتا ہے ناظرین بنظر عبرت ملاحظہ فرماوین مجملاً ذکر عبداللہ بن سبا یہودی یمنی صنعانی موجد مذہب شیعان پاک کا یہ ہے کہ دنیا کے پردہ پر کوئی ایسا مذہب نہین ہے جو اپنے اصول مذہبی مین یکرنگی نرکھتا ہو بخلاف مذہب شیعہ کے کہ اسکی حالت اور کیفیت ہر زمانہ مین مثل حربا کے قسم قسم کی رنگت بدلتی رہی چنانچہ رفتہ رفتہ باستعانت سلاطین صفویہ کے عراق وخراسان وایران مین ایک مستقل مذہب شیعہ کا قرار دیا گیا **اقول المتمسک بولا ئہ الآل** عبداللہ ابن سبا ملعون پیران پیر تو تمہارے پیران پیر شیخ جیلانی کا ہوگا ہمارا وہ شقی کاہیکو پیر اور موجد ہونے لگا ہم تو اُسپر تین حرف بھیجتے ہین اور تمہارے بڑے پیران پیر شیطان اور ابن زیاد وغیرہ سے اُسکو ہم کم نہین جانتے اور اس بحث کو ہم مفصل طور پر انشا اللہ تعالےٰ علیحدہ ایک رسالہ مین تحریر کرین گے جس سے تمہارا صریح جھوٹ بولنا اور نامہ اعمال کو خراب کرنا ہر ایک شخص پر ظاہر ہو جاویگا اور ہمارا سو وقت

کا یہ لکھنا تو تمکو درحقیقت بُرا معلوم ہوگا مگر تمنے پہلے خلاف تہذیب لکھنے پر کیون کمر باندھی اور اِس مصرع۔ کلوخ انداز را پاداش سنگ است۔ پر کیسے خیال نہ کیا اور یہ نہ جانا کہ ایک یہود مردود کو اگر ہم شیعونکا موجد اور پیر بتائین گے تو شیعہ اُسکے جواب مین کیا کچھ نہ ثابت کر دکھلائینگے تمنے اِس تہمت کو مولوی عبد العزیز صاحب دروغ نویس کے تحفہ مین دیکھکر آیت اور حدیث سے بھی زیادہ صحیح جانا مگر افسوس تو اسبات کا ہے کہ مولوی عبد العزیز صاحب دنیا سے کوچ فرما گئے اگر اسوقت مین وہ زندہ ہوتے تو مین اُن کے تحفہ کو لیکر اونکی خدمت مین حاضر ہوتا اور اِس بحث کو اُن کے سامنے نکال کر رکھدیتا اور پھر اُنسے یہ دریافت کرتا کہ جناب شاہ صاحب آپکو قسم ہے آپکے حضرت عمر کی آپنے کونسی کتاب شیعہ مین عبد اللہ ابن سبا کے قول و فعل پر عمل کرنیکو جائز دیکھا ہے مستند کتابون سے قطع نظر کرکے کسی غیر مستند ہی کتاب شیعہ مین ایک دو روایت تو کہین دکھلا دیجئے کہ جسکو شیعون نے عبد اللہ ابن سبا سے نقل کیا ہو اور اُنکو مانا ہو اور یہ خلاف عقل ہے کہ کوئی شخص کسیکو اپنا پیشوا جانے اور پھر اُسکے اقوال اور عقائد کو اپنی دین و ایمان کی کتابون مین نقل نکرے اور اگر وہ یہ فرماتے کہ اہل سنّت کی کتابونسے عبد اللہ ابن سبا کا موجد مذہب شیعہ ہونا ہمکو ثابت ہوا ہے تو پھر یہ کمترین التماس کرتا کہ ایسے تو نصارا بھی اپنی کتب سے حضرت مسیح کو نعوذ باللہ منہا پسر خدا کہتے ہین تو اُن کے اِس کہنے کو کون مانتا ہے اور ہم تو سنیّون کے مذہب کا موجد اوّل در پردہ شیطان کو جانتے ہین اور ظاہر مین معاویہ اور ابو الحسن اشعری اور یزید اور ابن زیاد وغیرہ کو کہتے ہین سو خدا جانے کہ شاہ صاحب اسکا کیا جواب دیتے اور نہین معلوم کہ اُن کے جانشین اور مقلّدین اسکا کیا جواب دینگے اور ہمارا تو یہ شیوہ ہے کہ ہم جس بات کو لکھتے ہین تو اسکا کچھ اپنے پاس ثبوت بھی رکھتے ہین دیکھو تم شرح فقہ اکبر کو کہ اُسمین بعبارت عربی یہ لکھا ہوا ہے کہ شیطان اِس اُمّت پر ظفر یاب ہوا یعنی رنج بسبب طلب ریاست کے لوگ مین اصحاب کے پیچیدہ ہوا اور عداوتونسے نفس اُن کے نجس اور سیاہ ہوگئے اور کتاب مقاصد سعد الدین تفتازانی مین اسطرح

تحریر ہے ان ما وقع بین الصحابۃ من المشاجرات علی وجہ المسطور فی کتب التواریخ
والمذکور علی السنۃ والعناد والحسد ۔ اسکا خلاصہ یہ ہے کہ بیشک
حسد و بغض و تقصیر بعض امور مین صحابہ سے ہوئی اور کتاب ملل ونحل شہرستانی کے صفحہ ۶ مین یہ لکھا ہے کہ
بہت اصحاب اہل مدینہ سے ایسے تھے کہ انکا اسلام ظاہری تھا اور درپردہ وہ منافق ہوگئے تھے اور
احکام جبراً قبول کرتے تھے اور منتظر وقت وفات جناب رسول خدا کے رہتے تھے اور وقت مرض الموت
جناب رسول خدا کے نفاق انکا علانیہ ظاہر ہوگیا اور وہ نفاق مثل تخم کے روز بروز ترقی پذیر ہوکر باعث
اختلافات مسائل کثیرہ و مذاہب وافرہ کا ہوا اور کتاب المغازی للواقدی اور جامع الاصول وغیرہ مین
اسطرح لکھا ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا لا ادری ما تحدثون
بعدی ۔ جسکا یہ مطلب ہے کہ مین نہین جانتا کہ بعد میرے تم کیا احداث کروگے اور سورۂ
محمد مین خدائیتعالٰے اپنے بندونکو اطلاع فرماتا ہے کہ بعد نبی صلعم کے اصحاب مین سے تمپر ایسے والی
اور حاکم ہونگے جو فساد کرینگے روئے زمین پر اور قطع رحم کرینگے اور کتاب صحیح مسلم مین حضرت حذیفہ
سے اسطرح روایت ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ بعد میرے ایسے پیشوا پیدا ہونگے کہ ہدایت مطابق
میری ہدایت کے نہ کرینگے اور درمیان انکے ایک قوم ہوگی کہ دل انکے دلہاے شیطانی ہونگے
پس حذیفہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت پیغمبر خدا سے عرض کیا کہ یا حضرت اگر مین ایسی شر پاؤن تو اسوقت
کیا کرون فرمایا حضرت نے کہ اطاعت کرنا حکام کی اگرچہ پشت تیری مجروح کردین اور مال تیرا چھین لین
اور مولوی مہدی علی صاحب نے بھی اپنی کتاب آیات بینات مین یون لکھا ہے کہ شیطان نے بعد
ایمان کے اکثر مسلمانونکو بہکایا اور صاحب تاریخ الخلفاء نے کتاب مذکور مین حضرت ابوبکر کا قول اسطریقہ
سے نقل فرمایا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر سے معنی لفظ کلالہ کے دریافت کئے تو حضرت ابوبکر
نے فرمایا کہ اگر کلام کرنے مین بدی مجھسے صادر ہو تو شیطان کی جانب شمار کرنا اسسے بخوبی معلوم ہوگیا کہ ابلیس

لعین کو جو کہ عداوتِ انبیاء علیہ السلام سے برابر چلی آتی تھی اور روز پیدائش جناب خاتم المرسلین سے اوسکا آسمان پر جانا بالکل موقوف ہو گیا تھا سو اُس بغض اور عداوت کے سبب سے وہ لعین آنحضرت صلعم کی وفات ہونیکا بھی ہمیشہ منتظر رہتا تھا لیکن جبکہ وقتِ وفات جناب رسالت مآب صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قریب ہوا تو اُس لعین نے بعض بعض اصحاب کے دلونمین اپنا گزر کر دیا اور کلمات بیہودہ اور مشورۂ باطل پر خوب آمادہ کیا اور جب آنحضرت صلعم نے وفات فرمائی تو پھر ابلیس لعین کا خوب ہی قابو اُن حضرات صحابہ پر چل گیا اور اُسنے اپنے طور کے افعال قبیح اُن صحابہ کی ذات سے کروانے شروع کر دے بقول شاعر۔ چون صحابہ حُبّ دنیا داشتند + مصطفٰے را بے کفن بگزاشتند + اور کتاب عجائب القصص کی جلد دُوم کے صفحہ ۶۵۳ مین یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ حضرت ابوبکر کی خلافت پر سب لوگ متوجہ ہو گئے خصوصاً اشخاص سقیفہ بنی ساعدہ نے بہت جلدی کی مگر بنی ہاشم اور زبیر اور خالد بن سعید بن عاص اور مقداد اور سلمان اور ابوذر۔ اور عمّار بن یاسر اور براء بن عاذب اور اُبی بن کعب یہ سب حضرت علی مرتضٰے علیہ السلام کے ساتھ تھے اور کتاب کنز العمال مین یون لکھا ہے کہ حضرت امیر خلافت حضرت ابوبکر سے نہایت استنکاف اور نفرت کرتے تھے اور ناراض ہوتے تھے اور سقیفہ بنی ساعدہ والے وہ لوگ تھے کہ جنکے ذکر مین صاحب منتخب اللغات و غیاث اللغات وغیرہ نے باوجود اسکے کہ وہ دونون سُنّی المذہب تھے اسطرح سے لکھا ہے کہ سقیفہ ایوانے بود نہان کہ عرب برائے مشورہ ہائے باطل دران جمع میشدند انتہٰے اور کتاب صحیح بخاری مین حضرت رسول خدا صلعم کی ایک حدیث گروہ شیطانیہ کے ذکر مین اسطرح سے ہے کہ حضرت پیغمبر خدا نے طرف مکان حضرت عائشہ کے اشارہ کرکے یون فرمایا کہ اسجگہہ فتنہ ہے اور اسجگہہ سے ظاہر ہوگا قرن شیطان کا اور صحیح مسلم مین اس حدیث کو اسطور پر لکھا ہے کہ حضرت رسول خدا نے خانہ عائشہ کو فرمایا کہ راس کفر اسجگہہ ہے اور اسجگہہ سے نکلے گا قرن شیطان کا اور کتاب میزان ذہبی مین لکھا ہے کہ روایت کی زید بن وہب نے حذیفہ سے کہ فرمایا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت خروج کریگا دجّال پس پیروی کریگا اُسکی وہ شخص

Presented by Ziaraat.Com

جو دوست رکھتا ہے عثمان کو اور تحفہ عبد العزیزیہ کے باب مطاعن عثمان میں یہ لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے جناب امیرؑ سے اسطرح فرمایا یا علی لا یجمع الامۃ علیک بعدی و انک تقاتل الناکثین و القاسطین و المارقین یعنی اے علیؑ جمع نہ ہوگی امت میری اوپر ریاست تمہاری کے بعد میرے اور تحقیق جنگ کرو گے تم عہد شکنون اور بے انصافون اور دین سے باہر ہونیوالونسے اور صاحب تاریخ الخلفاء نے ایک حدیث اسطرح نقل فرمائی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ تم مثل حضرت عیسےؑ کے ہو کہ ایک قوم تمکو برا کہیگی جیسے یہودیون نے حضرت عیسےؑ کو برا کہا پس وہ لوگ خارجی ہین اور ایک قوم تمکو خدا بتاوے گی جسطرح نصارا نے عیسےؑ کو جزو خدا بتایا پس وہ لوگ نصیری سبائی ہین۔ اور صحیح مسلم کی جلد دوم مین لکھا ہے کہ معاویہ نے حکم دیا سعد بن ابی وقاص کو کہ تو سب امیرؑ پر کر اور تاریخ ابو الفدا مین لکھا ہے کہ بنی امیہ منبر و نپر جناب امیرؑ کی نسبت لعن و طعن کیا کرتے تھے اور کتاب تاریخ الخلفاء مین اسطرح تحریر ہے کہ جب معاویہ نے جناب امیرؑ پر خروج کیا اپنی ذات کو خلیفہ قرار دیا اور خلافت حضرت معاویہ کی حضرت امام حسن علیہ السلام کے صلح کرنیسے بخوبی مستقر ہوگئی اور یہ معاملہ بماہ ربیع الآخر یا جمادی الاولی ۴۱ھ سنہ ہجری مین واقع ہوا اور اس سنہ کا نام سنت والجماعت رکھا گیا اور کتاب شرح مواقف و ملل و نحل شہرستانی وغیرہ مین یہ لکھا ہے کہ مذہب معتزلہ منسوب ابو اصل بن عطا تلمیذ حسن بصری سے ہے اور خلفاء عباسیہ تلامذہ معتزلہ کے تھے اور درمیان ابو الحسن اشعری و ابو علی جبائی معتزلی کے مباحثہ پیش ہوا اور ابو علی جبائی جبکہ جواب مین عاجز ہوا تب شیوع فرقہ اشعری کا ہوا اور اہلسنت تابع مذہب اشعری کے ہوئے چنانچہ قاضی ابو بکر باقلانی اور ابو اسحاق اسفرائنی علمائے کبار نے مذہب اشعری کا قبول کیا لہذا اہلسنت کی بنیاد بلفظ اشاعرہ رکھی گئی اور صاحب شرح عقائد لکھتے ہین کہ مذہب سنت والجماعت کی نجات ابو الحسن اشعری کی پیروی پر منحصر ہے اور ابو الحسن اشعری خاص مریدان معاویہ اور عثمان سے تھا اور یہی حال عبد اللہ ابن سبا کا تھا

کہ حضرت عثمان کی محبت کے سبب سے جناب امیر علیہ السلام کی خلافت مین نقصان رسانی اور رخنہ اندازی منظورِ نظر تھی اسی سبب سے جہلا کو یہ بہکاتا پھرتا تھا کہ حضرت علیؑ کو تم خدا کہو اور حضرت علیؑ جب تمہارے اس کہنے کو سنین گے تو شاید تمکو اس بات پر اپنے شیعون مین داخل کر لین گے اور مقصد اصلی اسکا یہ تھا کہ اس بہانہ سے میرا اور میرے نصیری مریدون کا خلافتِ حضرت امیرؑ مین کچھ رسوخ ہو جاویگا تو پھر مین بہت سے بکھیڑے اور فساد پیدا کر دونگا جب حضرت امیرؑ کے شیعون نے اُسکی اور اُسکی مریدوان کی یہ جعلسازی اور کلماتِ کفر بکنے کی حقیقت حضرت امیرؑ سے عرض کی تو حضرت امیرؑ نے اپنے شیعون کی صلاح سے اُس ملعون کو گرفتار کرالیا اور تین روز قید مین رکھا جب قید سے اُسکو باہر نکالا تو پھر اُسسے دریافت کیا کہ اب تو کیا مذہب رکھتا ہے اُسنے وہی کلماتِ کفر اور شرک کے بیان کرنے شروع کیے تو حضرت امیرؑ نے اُسکو اُس واہیات بکنے پر بہت کچھ منع کیا اور جب نہ مانا تو حضرت نے اُسکو آگ مین جلوا دیا دیکھو اس بحث کو ہمارے مجتہد سیّد میرن صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ نے کتاب حدیقہ سلطانی مین کیسا صاف لکھا ہے کہ چھٹا فرقہ کافرون مین سے غالی لوگ ہین جنکا سردار عبد اللہ ابن سبا ہوا ہے اور انکو نصیری و سبائی و گروہ باطنیہ وغیرہ بھی کہتے ہین اور اُن کی چھوٹی چھوٹی شاخین بہت سی ہین اور حضرت امام رضا علیہ التحیۃ والثنا سے منقول ہے کہ غالی لوگ مطلق کافر ہین اور مفوضہ مشرک ہین اور ابن بابویہ قمی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ اعتقادیہ مین اسطرح ارقام فرمایا ہے کہ اعتقاد ہم شیعونکا غالیون اور مفوضہ کے حق مین یہ ہے کہ بخدائے عز و جل یہ لوگ کافرِ مطلق یہود و نصاری سے بھی بدتر ہین اور غالیون مین ایک فرقہ خطابیہ ہے کہ وہ کشف اور اسمِ اعظم کے جاننے کا دعوی کرتا ہے اور یہ بھی دعوی اُن لوگونکا ہے کہ جسوقت کوئی ولی خالص عارف اون کے مذہب مین مشہور ہوتا ہے تو معاذ اللہ وہ نبیؐ سے بھی افضل گنا جاتا ہے۔ اور شیعہ امامی اثنا عشری تو تہتر فرقون مین سے وہ ایک فرقہ ہے کہ جسکے ناجی ہونے پر اکثر احادیث نبوی شاہد ہین اور بہتر فرقے سب اُسکے مخالف ہین

اور ان بہتر فرقون کو ہم سنیو نمین ہی گنتے ہین اب دیکھو تم اپنی کتب صحاح کو اور صواعق محرقہ کو کہ اسمین شیعون کی صفت مین یہ حدیثین لکھی ہوئی ہین قال رسول اللہ صلعم یا علی انت و شیعتك فی الجنۃ وقال رسول اللہ صلعم یا علی انت وشیعتك هم الفائزون یوم القیامۃ اور محی الدین بغوی نے تفسیر معالم التنزیل مین اسطرح لکھا ہی کہ مسح پا مذہب عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ ابن مسعود و سلمان فارسی و ابوذر غفاری و عمار بن یاسر و انس بن مالک و ائمہ اہلبیت کا ہے اور منعقد ہوا ہے اوپر اسکے مذہب شیعہ کا کہ وہ لوگ امامیہ ہین اور شارح مواقف و صاحب ملل و نحل نے لکھا ہے کہ شیعہ وہ لوگ ہین کہ مشائعت کرتے ہین علی کرم اللہ وجہہ کی اور کہتے ہین کہ وہ امام ہین بعد پیغمبر خدا کے بنص جلی یا خفی اور اعتقاد کرتے ہین کہ یہ امامت خارج نہین ہوئی انسے اور اولاد اونکی سے اور کتاب کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق مین جناب رسولخدا صلعم کی یہ حدیث ہے یا علی انت وشیعتك تردون الحوض یعنی فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ اے علی تم اور شیعہ تمہارے وارد ہونگے حوض کوثر پر اور کتاب اسعاف الراغبین مین ابن عباس سے یہ روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے ایک روز اسطرح فرمایا کہ میری امت مین سے ستتر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت مین داخل ہونگے پوچھا جناب امیر نے کہ یا رسول اللہ وہ کونسی جماعت ہے پس فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ اے علی وہ تمہارے شیعہ ہین اور تم ان کے امام ہوگے اور سورۂ قصص مین لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ السلام کی جو لوگ اتباع کرتے تھے وہ شیعہ کہلاتے تھے اور لفظ شیعہ کا بشان حضرت ابراہیم خلیل اللہ قرآن مجید کی سورۂ صافات مین آیا ہے انّ من شیعتہ لابراہیم اور کتاب نہایہ ابن اثیر مین یون لکھا ہے کہ لفظ شیعہ کا غالباً سمجھا جاتا ہے بنسبت اس فرقہ کے لوگون کی کہ جو لوگ زعم کرتے ہین اور دوستی رکھتے ہین ساتھ حضرت علی اور ان کی اہلبیت کے تا اینکہ بسبب کثرت شہرت کی ایک نام خاص ہوگیا پس جب کسی نے یہ کہا کہ فلان شیعہ تھا فوراً دل مین متبادر ہوتا ہے

کہ وہ شخص اُس فرقہ سے ہی جو حضرت علیؑ کا طرفدار ہے اور قاموس کی جلد دوم مین یہ لکھا ہے کہ شیعہ وہ لوگ ہین جو کہ تولا رکھتے ہین ساتھ حضرت علیؑ اور اونکی اولاد کی اور مشائعت و متابعت اُنکی کرتے ہین اور تمہارے امام شافعی کے اشعار جو کہ کتاب صواعق محرقہ مین تحریر ہین اُنسے یہ معلوم ہوتا ہی کہ جو لوگ محبت جناب امیرؑ اور اونکی اہلبیتؑ سے رکھتے ہین اونکا لقب بسبب عداوت دیرینہ باطنی کے اہلسنت رافضی مشہور کرتے ہین اور صاحب تشریح و تصریح و تنقیح نے اسطرح لکھا ہے من قال حب علیؑ رفض فہو خارجی و کافر یعنی جو کوئی علیؑ کی دوستی کو رفض کہے پس وہ خارجی اور کافر ہے اور منتخب اللغات کے باب الشین مع التا مین یہ لکھا ہے کہ شیعہ بالکسر اتباع و انصار و گروہ علیحدہ در عرف این اسم بر جمعی کہ دوست دارند علی ابن ابیطالب و فرزندان اورا و مشائعت و متابعت ایشان کنند اور کتاب جامع الاصول مین یون لکھا ہے کہ پہلی صدی مین فقہا شیعہ مین امام محمد باقر علیہ السلام تھے اور دوسری صدی کے اندر بادشاہون مین سے مامون رشید تھا اور فقہائے اہلسنت مین سے شافعی اور حسن بن زیاد اور اصحاب ابو حنیفہ سے اشہب بن عبد العزیز اور اصحاب امام مالک تھے لیکن اصحاب احمد بن حنبل اپس نہ تھے وہ اُس زمانہ مین مشہور۔ اور فقہائے امامیہ مین سے علیؑ بن موسےٰ رضا تھے اور یہان امام علی بن موسےٰ کو مجدد مذہب امامیہ بھی لکھا ہے اور مفتی غلام سرور صاحب لاہوری نے کتاب تاریخ گلزار شاہی چمن خلافت اسمٰعیلیہ مین اسطرح تحریر فرمایا ہے کہ عبد اللہ بن سبا مجدد فرقہ اسمٰعیلیہ کا گزرا ہے اور مذہب امامیہ اثنا عشریہ اُس سے علیحدہ ہے کسواسطے کہ وہ لوگ بارہ امام کے قائل ہین اور ملا حسین واعظ نے کتاب روضۃ الشہدا مین بعبارت فارسی یون لکھا ہے کہ عبد اللہ بن عباس نزد جناب امام حسینؑ آمد و گفت کہ اے حسینؑ اگر البتہ میل سفر داری توجہ ولایت یمن کن کہ مملکت عریض و عرصہ وسیع است و حصون و قلاع بسیار دارد و قبیلہ ہمدان تمام شیعہ پدر تو اند و دیگر دوستداران و ہوا خواہان اہلبیت در آن نواحی بیشمار اند اور صراح کے باب العین فصل الشین

مین یہ لکھا ہے شیعۃ الرجل بالکسر اتباع والانصار مرد وہوادر ان اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سر الشہادتین مین مرقوم ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے بیاسی شیعون کو ہمراہ لیکر ملک عراق کی طرف چلے گئے اور شرح فقہ اکبر مین ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ سب کرنا شیخین پر باعث کفر کا نہین ہے اب ناظرین ذرا بنظر انصاف ملاحظہ فرماوین کہ آیا شیعہ حق پر ہین یا سنّی جبکہ آیہ قرآنیہ و احادیث نبویہ کثیرہ سے شیعونکا جنتّی ہونا بلا تامل ثابت ہے تو پھر سنّی شیعوان کو کس دلیل سے کافر بتلاتے ہین اور مثل حربا اور افعی کس لئے قسم قسم کی رنگتین بدلتے ہین **قال المرتبك فی الضلال** اوّل شیعہ مخاصین کہ وہ پیشوایان اہل سنت وجماعت ہین اور انہون نے آداب حقوق آل عالی صفات و آداب حقوق اصحاب سراپا کرامات و آداب حقوق ازواج مطہرات بخوبی ملحوظ خاطر رکھکر اپنے ایمانون کی محافظت کی اس فرقہ کے تمام افعال واعمال مطابق قرآن پاک کے ہین اسی سبب سے اسکو فرقہ اولا بھی کہتے ہین دوم شیعہ تفضیلیہ یہ فرقہ تمام اصحاب با صفا پر حضرت علی کو ترجیح دیتا ہے سوم شیعہ سبیہ اس فرقہ کو تبرائی بھی کہتے ہین یہ فرقہ تمام اصحاب کرام کو ظالم و غاصب و کافر و منافق جانتا ہے چہارم شیعہ غلات یہ فرقہ جناب امیر کی الوہیت کا قائل ہے یہی اصل حقیقت مذہب شیعیان پاک کے **یقول المتمسك بولایة الآل** تمنے جو کچھ اس جگہہ لکھا ہے سب غلط ہے سنّی اگر شیعہ ہوتے تو پھر سنّی ہی کیون کہلاتے رات کو اگر کوئی احمق دن کہنے لگے تو اسکی اس لچر پوچ اور واہی تباہی بکنے کو کون سنتا ہے برعکس نہند نام زنگی کافور کی مثل آپ ہی کے لئے موزون ہے اگر کوئی ہندو اپنی زبان سے مسلمان ہونیکا دعوے کرے اور بت پرستی وغیرہ سے باز نہ آوے تو اسکی ادّعا کو ہم کب مان سکتے ہین اور شیعہ مخلص تو وہی لوگ ہین جو کتاب اللہ اور اہلبیت سے متمسک کرتے ہین اور اصحاب مومنین موقنین سراپا کرامت مثل سلمان فارسی وغیرہ اور ازواج نیکذات بابرکات مثل حضرت امّ سلمہ وغیرہ ہی تھین انکو ہم بیشک نیک جانتے ہین اور اصحاب منافقین و مرتدین اور ازواج بد امتزاج کینہ توز کو مثل یہود اسخریوطی و زوجہ لوط و نوح

کے شمار کرتے ہین سو بھلا تم سنّی اِس اعتقاد کو کیا جانو تمہارا تو یہ حال ہے کہ ہرگز کتاب اللہ اور اہلبیت
سے تمسک نہین کرتے بلکہ صریح مخالفت کرتے ہو اور جو کچھ کہ تمسک کرنیکے بدلے تمہارے پیشوایان دین
نے کتاب اللہ اور اہلبیتؑ کے ساتھ زیادتی اور سرکشی کی ہے اُسکو تم مثل فُضلۂ گربہ کے چھپانا اپنا دین و
ایمان جانتے ہو اور دیکھو تمہارے یزید پیر زادے کو ابن حجر نے صواعق محرقہ مین اور شیخ عبد القادر
جیلانی نے کتاب غنیۃ الطالبین مین امام العصر اور خلیفہ برحق سُنّیونکا لکھا ہے اور امام غزالی یزید
پلید بن معاویہ علیہ ما یستحق کو قابل رحمت جانتے ہین اب ہمکو بڑا تعجب ہوتا ہے کہ تمنے اپنے اِن بزرگون
کے چلن کو چھوڑ کر کیون دعویٰ زبانی شیعہ ہونیکا کیا اور اسپر بھی کچھ حاصل نہوا اور اسلام مین فرقہ
اہل سنت کو فرقہ اولیٰ تو کوئی ناواقف ہی کہتا ہوگا ہم تو کفر و نفاق مین البتہ تمہارے فرقے کو فرقۂ
اولیٰ کہتے ہین اور چونکہ تمہارے حضرت معاویہ اور اُن کے تابعین جناب امیر علیہ السلام کو سبّ و شتم
کیا کرتے تھے اسوجہ سے اونکے فرقو کو سبّیہ اور خارجیہ بھی کہتے ہین اور تفضیلیہ اور غلاتیہ بھی سنّیون
کے ہی بچے ہین شیعون کو اُنسے کیا نسبت تمنے شیعون مین اِن فرقونکو کیون لکھا ہے **قال**
المرتبات فی الضلال فرقہ مرتضیہ بادشاہ اسلام سے جنگ کرنیکو جائز جانتا ہے
شاید یہی مذہب بادشاہ ایران کا ہے کہ بمقابلہ حامی حرمین شریفین حضرت ظل اللہ سلطان روم کی
شاہ روس کے اپنا خاص ولیعہد بھیجکر زر و لشکر سے پوری پوری مدد کی تھی ناظرین اخبار جنگ روم و
روس کو یاد ہوگا **یقول المتمسک بولائنا آل** ہاں خانصاحب تحقیق انیق کا تو آپ کی ذات پر
خاتمہ ہو گیا تنقیح و درایت سے تو آپ کو مطلق مس ہی نہیں ماشاء اللہ خاصہ اخباری مذہب معلوم ہوتا ہے
جس شخص کو یہ بھی معلوم نہو کہ سلاطین روم ایران کا کیا مذہب ہے وہ کسی کے مذہب پر کیا خاک اعتراض
کر سکتا ہے۔ مذہب معلوم اہل مذہب معلوم۔ اچھا کسی ناصبی متعصب اخبار نویس کی تحریر پر اعتبار کیا
خوب امداد شہنشاہ روس کا اتہام دیا۔ اگر اِس قسم کے لغویات پر اہل نظر و مبصرین کے طعنہ زن ہونیکا

Presented by Ziaraat.Com

اندیشہ ہوتا تو بحوالہ اخبارات وُہ کارنامہ اس لغو اعتراض کے جواب مین لکھتا کہ تا دمِ مرگ اس تحریر کی تلخی آپکی زبان پر ہمیشہ محسوس رہتی مگر استغفر اللہ اپنا یہ شیوہ نہین۔ ہمنے بھی راجہ مُرسان کی ہان اُس زمانہ مین بیسیون اخبار دیکھے اور اُن کے ہان اکثر چھاپے خانونسے جنگ روم و روس کی اخبار اور گزٹ چلے آتے تھے سو اُن اخبارونکی یہ کیفیت تھی کہ کسی مین تو کچھ لکھا ہوتا تھا اور کسی مین کچھ پس ایسے اخبارونکا کیا اعتبار ہے بعضے اخبارون مین تو فرمانروا ے ایران کی طرفسے سلطان روم کی در پردہ مدد کرنا دیکھا گیا اور بعضون مین اُسکے مخالف اور قرین قیاس یہ بات ہے کہ حامیِ دینِ مُبینِ دافعِ بدعاتِ اہلِ کین حضرت ظلّ سبحانی خلیفۃ الرحمانی جناب اقدس اعلیٰ رعایا پرور سلطان ابن سلطان خاقان ابنِ خاقان سید ناصر الدین شاہ قاچار خلد اللہ ملکہ نے دونون بادشاہونمین سے کسی کی بھی مدد نہین کی اور اُنکو کیا غرض تھی کہ جو کسی کے بیچ مین بولتے اگر انکو جنگ کرنا منظور ہوتا تو کیا وہ خود موتھرے بیٹھے تھے خود ہی جنگ کر لیتے اور اُنکا مذہب تو شیعہ امامیہ اثنا عشریہ مشہور ہے اُنکو مرتضیہ تبلانا بجز آپ جیسے ہمہ عقل کل کے اور کسی کا کام نہین مرتضیہ تو شاید تمہارے متعصّب عالمگیر بادشاہ ہندوستان کا مذہب ہوگا کہ جسنے ملکِ دکھن سے اپنے باپ شاہجہان اور اپنے بھائی دارا شکوہ پر لشکر کشی کی تھی اور بعد فتح کر لینے ملک کے شاہجہان بادشاہ کو سخت قید مین مقید کر دیا تھا اور دارا شکوہ بیچارہ کا سر تن سے قلم کر ڈالا تھا ذرا تم کتاب تاریخ گلزار شاہی کو تو دیکھو کہ اسمین یہ قصہ کس صفائی سے لکھا ہوا ہے اور مومنانِ فارس تو وہ ہین کہ جنکی تعریف تمہاری تفسیر مدارک سے بخوبی ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے دوش پر ہاتھ رکھکر اسطرح فرمایا کہ اے لوگو یہ سلمان یعنی وہ ہے اور اہل اسکے کہ اگر ایمان معلق بثریا ہووے تو اُس حالت مین بھی ایرانی بھائیون کو ایماندار پاؤگے انتہا قال المزنبک فی الضلال بہتّر فرقون مین ایک فرقہ ناجیہ ملا کر کل

تہتّر فرقے ہوئے بموجب حدیث شریف ان بنی اسرائیل تفرقت علی اثنین و سبعین

ملۃ واستفرق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا ماھی یا رسول اللہ قال الذین ھم علی ما انا اصحابی ترجمہ تحقیق بنی اسرائیل بہتر فرقے ہوگئے اور میری امت میں تہتر فرقے ہونگے سب دوزخی ہوں گے مگر ایک فرقہ پوچھا حضار نے کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا جسپر میں اور میری اصحاب **بقول المتمسك بولایۃ الال** بہتر فرقے ہمارے نزدیک سب سنیوں میں داخل ہیں اور تہترواں فرقہ ناجی فرقہ شیعہ ہے جسکی نسبت اکثر احادیث نبوی شاہد ہیں اور تمنے جو اس حدیث کو لکھا ہے سو اسمیں اول تو تمنے بڑی تحریف کی ہے انا واھلبیتی کی جگہہ انا واصحابی لکھدیا ہے حضرت تو یہ فرماتے ہیں کہ فرقہ ناجی وہ ہے جسپر میں ہوں اور میری اہلبیت اور تمنے اپنی خواہش نفسانی سے اہلبیت کا نام مٹا کر اصحاب کا نام بنادیا سو تم جیسے جعلسازوں کی فطرتیں شیعان علی کے ناخنوں میں پڑی ہوئی ہیں۔ جناب رسولخدا صلعم تو اصحاب کا لفظ بالاجمال اپنی زبان اقدس سے کاہے کو فرمانے لگے تھے کہ جنمیں اکثر منافق وبدکار فجار وفساق موجود تھے چنانچہ قبل ازین ہم اکثر اصحاب کے فسق وفجور اور حشر کے روز اصحاب مرتدین کا حوض کوثر سے مقربان خدا کا نکال کر لیجانیکا ذکر کرچکے ہیں دیکھو تمہارے مولوی عبدالعزیز صاحب دہلوی نے اپنے تحفہ میں اسی حدیث کے مطابق حدیث وصیت انی تارك فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی کو کیسا صاف تسلیم کیا ہے اور دوسرے یہ ہے کہ اس جگہہ پر تمنے ہمارے کسی کتاب کا حوالہ بھی نہیں دیا شاید تم اپنی کتب کے بھروسے پر مباحثہ کرنیکو بیٹھے ہو اور جو چاہتے ہو سو بیفائدہ لکھدیتے ہو اور قطع نظر اسکے اگر ہم اصحاب کا لفظ بھی مان لیں تو بھی تمہارا مطلب حاصل نہیں ہوسکتا اس لئے کہ اصحاب سے مراد اصحاب باصفا مومنین اتقیا مخلصین بے ریا ہوگی نہ وہ اصحاب منافقین مرتدین فاسدین کہ جنکے حق میں آیہ تریدون عرض الدنیا نازل ہوئی ہے سو ایسے صحابہ کو ہم

کیونکر فرقہ ناجی مین شمار کرسکتے ہین ایسونکو تو ناجی جاننا تمہارا ہی کام ہے اور یہ تمکو ہی مبارک ہو اسمین تو تمکو بھی کچھ شک و شبہ نہین بلکہ تمہارا خود ہی دعوے ہے کہ حضرت نے ایک فرقہ کو ناجی فرمایا ہے اور سب فرقون کو ناری بتلایا ہے اب آپ اپنے یہان کی وہ حدیث ملاحظہ فرمایئے کہ جو تواترات سے ہے جسمین چون وچرا کی گنجائش ہی نہین قال رسول اللّٰہ صلعم مثل اہلبیتی کسفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنہا غرق وھوی یعنی اہلبیت میری مثل سفینہ نوح کے ہین جسنے اُنسے تمسک کیا اُسنے نجات پائی اور جسنے اُنسے تخلف کیا وہ ناری ہے پس جبکہ منجملہ تہتر کے ایک فرقہ ناجی قرار پاچکا ہے اور باقی سب بہتر کے بہتر ناری ٹھرائی گئے اور شناخت اُس فرقہ کی اپنی زبان اقدس و اعلیٰ سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بتلادی ہے کہ ناجی وہ فرقہ ہے کہ جسنے اہلبیت سے تمسک کی ہے پس اگر تمہارے مزاج مین انصاف ہوتا تو تم خود ہی جان لیتے کہ کونسا فرقہ اہلبیت رسول اللہ پر جان و مال کو تہ دل سے فدا کرتا ہے اور کونسا فرقہ یزید پلید اور معاویہ خاطی باغی کا دم بھرتا ہے آور آپنے تو اعتقاداً اپنے ہم مشربونکو یہ ہدایت ہی کی ہے کہ یزید ملعون کو ملعون نہ کہنا چاہیے کیونکہ وہ آپکا مرشد زادہ بھی تو ہے لیکن ہمکو اگر افسوس ہے تو صرف اتنا ہے کہ آپ کی جانکاہیان کچھ کام نہ آیئن گے یزید وغیرہ بانیان جور و جفا انشا اللہ تعالےٰ سیدھے جہنم کے ہفتم طبقہ مین ضرور بالضرور داخل کئے جائین گے اور حسبنا کتاب اللہ مخالف حدیث ثقلین متواتر بین الفریقین کو کون کہتا ہے پس جو متمسک باہلبیت علیہم السلام ہین وہ شیعہ ہین باجماع اہل سنت و اہل تشیع کے اور جو فقط حسبنا کتاب اللہ زبانسے کہتا ہے وہ اہل سنت ہین بالاجماع اور ناجی وہ فرقہ ہے جو متمسک باہلبیت ہے پس بالبداہتہ یہ ثابت ہے کہ فرقہ شیعہ ناجی اور باقی فریق ناری ہین قال المرتبد فی الضلال حدیث ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ ترجمہ بہتر فرقہ دوزخ مین ہون گے اور ایک بہشت مین اور وہ جماعت ہے

یعنی سنت والجماعت چنانچہ مطابق اسی حدیث کے ایک روایت نہج البلاغت مین جو شیعون
کی بڑی مستند کتاب ہے جناب امیر سے منقول ہے الزموا السواد الاعظم فان ید اللّٰہ
علی الجماعۃ ترجمہ لازم پکڑو میدان بڑا پس تحقیق ہاتھ اللہ کا اوپر جماعت کے دیکھو جناب امیر
کے بھی قول سے فرقہ سنت وجماعت ہی کے ناجی ہونیکی بوجہ احسن تصدیق ہوتی ہے **نقول**
المتمسک بولایۃ الال حدیث ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ و
ھی الجماعۃ الامامیۃ یعنی بہتر فرقے دوزخ مین ہون گے اور ایک بہشت مین
اور وہ جماعت شیعون کی ہے۔ سو تمنے اس حدیث کو دھوکہ دینے کی غرض سے پورا نہین لکھا
اور لفظ امامیہ کو اس حدیث مین سے ساقط کردیا ہے دیکھو تمہارے صاحب منتخب نے شیعونکی جماعت
کو صاف جماعت ہی لکھا ہے اور اسکی یہ عبارت ہے کہ شیعہ بالکسر اتباع وانصار وگروہ علیحدہ در
عرف این اسم بر جمعے کہ دوست دارند علی ابن ابیطالب و فرزندان اور او مشائعت ومتابعت
ایشان کنند۔ اور ہمارے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام شیعون کے حق مین یہ حدیث فرماتے ہین
رحم اللہ شیعتنا انھم اوذوا فینا ولم نوذ فیھم یعنی خدا رحم کرے ہمارے شیعون پر کہ وہ آزار
اُٹھاتے ہین دشمنون سے ہماری محبت مین اور ہمین اپنے شیعون سے کسی نوع کی ایذا نہین پہنچتی
رضوا بنا ائمۃ ورضینا بھم شیعۃ ہمارے شیعہ راضی ہین ہمسے اور ہم بھی راضی ہین انسے
اور تمنے جو نہج البلاغت سے یہ نقل کیا ہے الزموا السواد الاعظم فان ید اللّٰہ علی الجماعۃ
یعنی لازم پکڑو میدان بڑا تحقیق ہاتھ اللہ کا اوپر جماعت کے ہے سو اس کلام معجز نظام جناب امیر
علیہ السلام سے تمہارا مقصد ہرگز حاصل نہین ہوسکتا اسلئے کہ یہ خطاب کرنا جناب امیر کا خوارج
کی طرف ہے جو کہ بوقت خلافت جناب امیر کے حضرت امیر سے منحرف وروگردان ہوگئے تھے سو
حضرت نے اپنے شیعون کے جماعت کو بلقب سواد اعظم تعبیر فرمایا اور قوم خوارج سے یون

Presented by Ziaraat.Com

مخاطب ہوئے کہ اے لوگو تم کیون منحرف ہوتے ہو پکڑو تم میدان بڑا تحقیق ہاتھ اللہ کا اوپر جماعت کے ہے یعنی ہمارے شیعون کے میدان اور جماعت مین صدق دل سے داخل ہو جاؤ تو تمہارے واسطے ہر طرح کی بہتری ہے ورنہ عذاب عظیم مین گرفتار ہو گے اب جاننا چاہیئے کہ جیسے حضرت امیرؑ نے اپنی شیعون کو سواد اعظم تبلایا ہے اسیطرح جناب رسولخدا صلعم نے فقط ذات جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کو بھی سواد اعظم بیان فرمایا تھا چنانچہ تفسیر کبیر و تفسیر کشاف وغیرہ مین اسکا ذکر موجود ہے اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ ہر ایک سواد اعظم کو برحق اور راہ ثواب پر بھی ہم نہین کہتے جسطرح سے کہ یہ سواد اعظم برحق اور راہ ثواب پر سمجھے گئے ہین اسکے خلاف حضرت امیرؑ نے نہج البلاغتہ کے دوسرے خطبے مین معاویہ اور ہمراہیانِ معاویہ کو بھی سواد اعظم تبلایا ہے اور اپنے اصحاب سے خطاب کرکے فرمایا تھا علیکم بھذا السواد الاعظم یعنی یہ سواد اعظم معاویہ اور تابعین اُسکے ہین پس تمپر واجب ہے کہ انکو قتل کرو پھر بھلا ہر سواد اعظم کی کسطرح تعریف ہو سکتی ہے اگر ہر سواد اعظم برحق اور راہ ثواب پر ہووے تو اس صورت مین معاذ اللہ منہا جماعت کثیر یزید ملعون و یزیدیان بداطوار و دیگر جماعت عظیم بادشاہان غیر اسلام بھی برحق اور راہ ثواب پر شمار کرنی پڑین گی اور خدا کی ہاتھ کا سایہ اگر اس قسم کی جماعتونکی نسبت خیال بھی کیا جائے تو بمقتضائے حمیّتِ اسلام خیال کنندہ کا دین باطل ہے۔ اور قائل اسکا دائرہ اسلام سے خارج اور حزب یعنی گروہ مجانین و بہائم مین داخل ہے اور تمنے جو حدیث اول و ثانی سے کہ ماثور غالبًا حدیث اوّل جناب رسالتمآب صلعم سے ہے اور ثانی حضرت امیر علیہ السلام سے استدلال اسپر کیا ہے کہ مراد جماعت سے اہل سنّت وجماعت ہین اور یہ بالکل نافہمی تمہاری ہے اور موجب فضیحت ہے اہلسنّت وجماعت کا اسلئے کہ یہ لقب تمکو شروع عہد یزید پلید سے ملا ہے جب یہ لفظ بھی نہ تھی اس فرقہ خاص مین مستعمل کہ اسکے معنی اہلسنّت وجماعت کے ہوتے اور اصلاح جدید پر حمل کرنا اطلاق و استعمال قدیم و سابق کا کام حمقا و مجانین کا ہے

قال المرتبك فی الضلال جامع الاخبار کے باب نہم مین ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ جسنے برا کہا میرے اصحاب کو پس تحقیق وہ کافر ہوگیا الحمدللہ کہ یہی اعتقاد ہے اہلسنت کا تمام اصحاب خیر الانام کے ساتھ **یقول المتمسك بولاء ال** ہم بھی کہتے ہین کہ اصحاب مخلصین رسول اللہ کا برا کہنا البتہ کفر ہے مگر اصحاب منافقین و مرتدین و ظالمان مفسدین پر لعن کرنا جائز ہے چنانچہ حضرت رسولخدا صلعم نے معاویہ وغیرہ پر خود لعنت فرمائی ہے اور تمہارے صواعق محرقہ مین اسکا بخوبی حال لکھا ہوا ہے اور اسیطرح جیش اسامہ سے تخلف کرنیوالونپر بھی حضرت نے لعنت کی ہے اور کتاب عقد ابن عبدالربہ مین لکھا ہے کہ حضرت امیر نے طلحہ پر جنگ جمل مین لعنت کی تھی سب سے زیادہ یہ قیامت برپا ہوئی ہی کہ آپ کی مادر نامہربان بی عائشہ نے بھی تو تمہارے حضرت عثمان پر لعنت کی ہی جیسا کہ کتاب استیعاب مین ابن عبدالبر مالکی سنی نے تحریر فرمایا ہے کہ قالت عائشۃ بحق عثمان لعن اللہ نعثلا و ایضا قال اللہ نعثلا وھکذا اقتلوا اجرا فاب ہم تمسے پوچھتے ہین کہ جس حالت مین تمہاری مجتہدہ و مادر نامہربان لعن طعن کرنا حضرت عثمان پر روا جانتی تھین تو پھر تمہارا تمام اصحاب کے ساتھ نیک اعتقاد رکھنا کیونکر ثابت ہوگا اور شیعون کو اس امر مین کیون الزام دیتے ہو اسواسطے کہ پیروی کرنا اعمال خیر مین ام المومنین کے بیجا نہین ہے بلکہ اگر تم حضرت عثمان پر لعن نکرو تو شیعہ تمکو الزام دیسکتے ہین اور اگر بمقتضائے حدیث من سب صحابی کے کفر ام المومنین کا ظاہر ہو تو پس تمکو ضرور ہوا کہ ان دونون مین سے ایک کو کافر یا ایک کو ملعون کہو اور تمہاری تو دینیات کی کتابون مین معاذاللہ منہا نیک بختونکی نسبت بھی سب و شتم تک کرنا لکھا ہوا ہے تاریخ ابوالفداء کو دیکھو کہ تمہارے حضرت معاویہ بعد خطبۂ جمعہ کے حضرت امیر علیہ السلام کی نسبت کیا کہا کرتے تھے اور صحیح بخاری اور تاریخ طبری پر نظر کرو کہ اسمین یہ لکھا ہے کہ سعد بن عبادہ جو رئیس و نقیب انصار کے تھے اُن کے

حضرت عمر نے فرمایا کہ قتل اللہ انہ منافق یعنی قتل کرے خدا اُس منافق کو اور اس تبرہ کو
حضرت عمر کے صاحب تحفہ نے طعن سوم عثمان مین بھی نقل کیا ہی جسکا جی چاہے اُسمین ملاحظہ کرلے اور
تاریخ بلادری اور طبری مین یہ لکھا ہے کہ حضرت عمر نے محمد بن مسلمہ اور خالد بن ولید وغیرہ کو واسطے
قتل کرنے سعد بن عبادہ کے بھیجا تھا اور وہ اُن کے تیرون سے قتل ہوئے اور مشکوٰۃ مین لکھا ہے کہ
ایک مرتبہ جناب رسولخدا صلعم واسطے عیادت سعد بن عبادہ کے تشریف لائے تھے اور سعد بن عبادہ
کو علیل دیکھکر آبدیدہ ہوئے اور ابن حجر نے اصابہ مین لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا نے سعد بن عبادہ کے
حق مین یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ اجعل صلوٰتک و رحمتک علےٰ سعد بن عبادہ و آل سعد بن عبادہ
پس واضح ہو کہ اس سے صریح کفر خلیفہ ثانی کا بخوبی ثابت ہی کیونکہ جب سبّ و شتم موجب کفر ہوا تو قتل
کرنا بطریق اولیٰ موجب کفر ہوگا اب اسمین خواہ صحابہ صحابہ کو قتل کرین خواہ غیر صحابہ صحابہ کو قتل کرین اسواسطے
کہ مقیس علیہ اسکا عام ہے پس جو حکم اس سے ماخوذ ہوگا وہ بھی عام ہوگا اور جب کہ تمہارے نزدیک
بھی خلیفہ ثانی کافر ہوئے تو بنابر تمہارے اس عقیدہ کے کافر قطعی لعن جائز ہے پس ان پر بھی یقیناً
لعن جائز ہوگا خانصاحب جہانتک آپسے مدح ہوسکے کیجیے مگر کچھ مفید نہین **لمولفہ**

تو قدح کرکے جناب امیر بیٹا کر ۔ کتابین مدح ثلاثہ مین خوب چیتا کر
ہمیشہ جھوٹی حکایات لکھ کے جیتا کر ۔ گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر
وہ مستحق تھے جہان کے وہانپہ جا پہنچے ۔ تو ایسا چیخ کہ اُن تک تیری صدا پہنچے

قال المرتیت فی الضلال شیعون کے نزدیک متعہ سے بڑھکر کوئی عبادت نہین
ہے اسلئے کہ ثواب اس عبادت کے بگمان شیعان پاک صوم وصلوٰۃ اور حج و زکوٰۃ سے بھی بہت
زیادہ ہین اور اس بارے مین کتب معتبر شیعون مین بکثرت اقوال مختلفہ مرقوم ہین اوّل خلاصۃ المنہج
کے شروع جزو پنجم مین یہ تفسیر آیہ کریمہ فما استمتعتم بہ منھن کے لکھا ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے

Presented by Ziaraat.Com

کہ جو شخص دنیا سے جاوے اور اُسنے متعہ نکیا ہو وہ قیامت کے دن بدمنظر اور بدہیت اوٹھیگا مانند
اُس آدمی کے کہ نکٹا ہو دوم اُسی کتاب مین ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ جو کوئی ایک بار متعہ کرے درجہ
حسین کا پاوے اور جو دو بار متعہ کرے درجہ حسن کا پاوے اور جو تین بار متعہ کرے درجہ علی کا پاوے
اور جو چار بار متعہ کرے درجہ میرا پاوے پھر فرمایا جسدم فاعل و مفعول متعہ کر کے باہم بیٹھتے ہین اون پر
فرشتے نازل ہوتے ہین اور اُنکی پاسبانی کرتے ہین یہانتک کہ وہ اپنا جلسہ برخاست کرین اور جو کچھ کہ
باہم گفتگو کرتے ہین وہ کلمات تہلیل و تسبیح بنجاتے ہین اور جب ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑین تمام گناہ
انگلیون کے پورون سے نکل پڑتے ہین اور جب ایک دوسرے کا بوسہ لین خدا تعالے ہر بوسہ پر ثواب
حج اور عمرہ لکھدیتا ہے اور جب خلوت کرین تو ہر لذتِ شہوت پر حسنات پاوین مانند کوہائے بلند کی اور
اور جب فارغ ہو کر غسل کیواسطے مشغول ہون خدا تعالے فرشتون سے فرماتا ہے کہ دیکھو میرے ان
دونون بندون کو کہ یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ مین اُنکا پروردگار ہون گواہ ہو جاؤ کہ مین نے قطعی انکو
بخشدیا اور جو پانی کہ بالون سے ٹپکتا ہے ہر ایک بال پر نیکی لکھی جاتی ہے اور برائی دور کیجاتی ہے
اور دس درجہ بلند ہوتے ہین پس امیر المومنین اوٹھے اور کہا یا رسول اللہ ایسے شخص کی جزا کیا ہے
فرمایا کہ جب مرد ممتع و عورت ممتوعہ غسل سے فارغ ہوتے ہین اُنہون کے ہر ایک قطرۂ آب غسل سے
اللہ تعالے فرشتے پیدا کرتا ہے اور وہ اُسکی تسبیح اور تقدیس کرتے ہین اور ثواب اُسکا فاعل و مفعول
کیواسطے قیامت تک ہوتا ہے سوم اُسی کتاب مین ہے کہ ایک دن رسول خدا اُٹھے اور بہت بڑا
خطبہ پڑھا بعد اُسکے فرمایا کہ اے آدمیون جانو کہ اسدم میرے پاس بھائی جبرئیل علیہ السلام ایک تحفہ
پروردگار سے لائے وہ متعہ ہے مومنہ عورات کا مجھسے پہلے یہ تحفہ کسی پیغمبر کو عطا نہین ہوا پھر فرمایا
کہ کوئی اہل مجلس سے ہے کہ میری مخالفت کر کے اسکو باطل کرے بسبب بغض کے میرے ساتھ پس مین
گواہی دیتا ہون کہ وہ اہل دوزخ سے ہے لعنت خدا کی اُسپر جو مخالفت میری کرے گویا اُسنے انکار نبوت

Presented by Ziaraat.Com

میری کا کیا اور جسنے انکار نبوت کا کیا اُسنے انکار خدا کا کیا وہ دوزخی ہے - اس موضوعات بلا اصل
سے مطلب شیعون کا نسبت حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے مخالفت و منافقت کا ثابت کرنا ہے
اور بروایات مستندہ صحاح ستہ اہلسنت کے ثابت ہے کہ رسول اللہ نے بعد دینے اجازت تین روز
کے جنگ اوطاس مین متعہ کو قیامت تک کے لئے حرام فرمایا جس کسیکو یہ حکم پہنچا عامل ہوا اور جسکو نہ
پہنچا جاہل رہا چنانچہ لاعلمی کے سبب سے اکثر جگہون مین یہ امر شنیع شائع تھا جب زمانہ خلافت حضرت
امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا پہنچا آپنے سُنا کہ بعض جگہہ رسم متعہ کی مروج ہے پس آپنے تہدیداً و
تنبیہاً فرمایا کہ رسول برحق نے متعہ کو قطعی حرام کیا ہے جو کوئی آیندہ مرتکب اس خباثت کا ہوگا تو
مین اُسکو حدّ زنا مارونگا پھر آپنے بہت کچھ دلائل متعہ کے حرام ہونے پر بیان فرمائے وہ کتب صحیحہ
اہل ایمان مین بکثرت مرقوم ہین جسکا جی چاہے دیکھ لو اور فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ کے لغوی معنی فائدہ گرفتن
کے ہین اور اصطلاحی معنی وطی و دخول کے اور عورتون سے متعہ کرنیکے نہین ہین اور شیعہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ
کے معنی عورتون سے متعہ کرنے کے لیتے ہین پس اسکے جواب مین ہم اس آیت شریف کو پیش کرتے
ہین قال اللہ تعالی وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا
مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ
ترجمہ جو لوگ کہ وہ واسطے اپنے شرمگاہون کی حفاظت کرنے والے مگر اپنی بیبیون یا وہ چیز کہ
ملکیت ہو اون کے ہاتھون کی غیر ملامت کے گئے پس جسنے زیادتی کی یعنی سوائے زوجہ اور مملوکہ
زرخرید کی عورت سے صحبت کی پس وہ لوگ حد سے گزرنے والے ہین شیعونکو چاہیئے کہ اس آیت
کو ناسخ آیہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ کا سمجھین **یقول المتمسک بولایۃ الآل** صوم و صلوۃ اور حج
و زکوۃ سے تو بڑھکر شیعی نہ متعہ کا ثواب جانتے ہین اور نہ نکاح کا کرنا بمنزلہ فرض کے مانتے ہین مگر یہ چارون
امر بحکم خداوند عالم و بموجب حدیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اپنے مواقع پر تا قیامت قیام ہیا

ویسی ہی وقعت رکھتے ہین جیسے کہ آیہ متعہ اور جو روایت کہ تمنے تفسیر خلاصۃ المنہج سے نقل کی ہی
اوّل تو اُسمین تمنے یہ تحریف کی ہے کہ مثل کے لفظ کو روایت سے بالکل ساقط کردیا ہے دیکھو اسمین
مثل کا لفظ موجود ہے کہ جو کوئی ایک مرتبہ متعہ کرے اُسکا درجہ مثل درجہ امام حسین علیہ السلام کے
ہوتا ہے سو ایسی مثال دینے پر تمہارا اعتراض کرنا محض بے فائدہ ہے اسلیئے کہ اکثر مثال بڑی چیز
سے چھوٹی چیز کو اور چھوٹی چیز سے بڑی چیز کو دیا کرتے ہین جیسے آسمان کو گردش کی وجہ سے چکّی کی
مانند کہدیتے ہین حالانکہ آسمان کُرہ زمین سے بھی کہین بلند اور کلان ہے اور چکّی اُسکی مقابلہ
مین ایک نہایت ہی مختصر چیز ہے اور تمہاری صحاح ستہ مین تو ایک حدیث اسطرح پر وارد ہوئی ہے کہ
حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت کے لوگ مثل انبیاء بنی اسرائیل موسیٰ اور
عیسےٰ کے پیدا ہونگے سو تم اپنے ہان کی روایات پر تو نظر نہین کرتے اور شیعون پر طرح طرح کے طعن
کرتے ہو ہم تمسے پوچھتے ہین کہ انبیاء بنی اسرائیل کے برابر اس وقت کے مسلمانون مین سے کونسا آدمی
ہے اُسکو ذرا ہمکو بھی تو دکھلائیے تمہارے مولوی عبد العزیز صاحب تو اپنے تحفہ مین یہ لکھتے ہین کہ
نزد اہلسنّت عصمت خاصہ انبیاء است صحابہ را معصوم نمیدانند اسّی بخوبی معلوم ہوگیا کہ کسی
ادنیٰ چیز کو کسی اعلیٰ چیز سے اگر مجازاً کچھ نسبت اور مثال دیجاوے تو وہ ادنیٰ چیز درحقیقت اعلیٰ
چیز کے برابر نہو جاویگی چراغ روشنی کے سبب سے ماہتاب نہین ہوجاتا ذرّہ کہین چمک کر آفتاب
نہین بن جاتا پھر بھلا کیونکر متعہ کرنیوالے کا مرتبہ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے برابر ہوسکتا ہی
اور خلاصۃ المنہج مین جو مثل کا لفظ آیا ہے سو تمہاری مثالین اکثر موقعونپر تمثیلاً واقع ہوا ہے اسمین

کتب اہلسنت مین یون دیکھا گیا ہے کہ جو عورت بیوہ ہو اور خواہش زیادہ رکھتی ہو دوسرے شوہر
کرنے کی تو اگر برادری کے لحاظ سے اور عقد نہ کرے گی تو وہ روز قیامت کو نہایت بدہیبت اور سیاہ
رو اوٹھیگی اور اگر عقد کریگی تو اُسکو بڑے بڑے درجہ ملین گے اور شہیدون او نمازیونکا ہی اسکو ثواب ملیگا۔ ۱۲-

Presented by Ziaraat.Com

کیا محل اعتراض ہے نکاح کی بھی تو فضیلت مین اکثر اسی قسم کی روایات وارد ہین کہ نکاح کرنیوالے شخص کا مرتبہ مثل مرتبے شہیدون اور غازیون کے ہے اور متعہ کی حلت تو قرآن مجید سے بخوبی ظاہر ہے تمہارے انکار کرنے سے کیا ہوتا ہے دیکھو جزو خامس سورہ نسار کو کہ خدا تعالےٰ حکم متعہ کرنیکا فرماتا ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ترجمہ پس جو متعہ کیا تمنے ساتھ اُن کے اُن عورتون مین سے پس دو تم انکو مہر انکا جو کہ مقرر کیا گیا ہے سو تمہارے قاضی بیضاوی اور فخر الدین رازی وعلامہ زمخشری اور صاحب مدارک اور فاضل نیشاپوری وغیرہ نے اپنی اپنی تفاسیر مین لکھا ہے کہ یہ آیت متعہ کے بارہ مین نازل ہوئی ہے علاوہ اسکے تمہارے امام مالک عورتون سے متعہ کرنیکے بخوبی قائل ہوئے ہین اور انکا یہی مذہب ہے کہ متعہ تا قیام قیامت حلال ہے چنانچہ صاحب ہدایہ اور شارح مقاصد نے بھی اس قول کو نقل کیا ہے اور عبد اللہ ابن عباس اور عبد اللہ ابن مسعود اور ابی بن کعب ان کے قرات مین اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی بھی وارد ہے جیساکہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ یہ آیت اصل مین اسطرح سے تھی کہ فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی فاتوھن اجورھن فریضۃ یعنی پس وہ عورتین کہ متعہ کیا ہے تمنے ساتھ اُن کی ایک مدت تک پس دو تم اُن کو اجورہ اُنکا یعنی مہر کا دینا فرض ہے پس جبوقت مدت معین کا ذکر اس آیت مین ہوا تو سوائے متعہ کے اور کچھ مراد نہین ہو سکتا اور تفسیر ثعلبی اور تفسیر درمنثور مین یہ لکھا ہے کہ فرمایا حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام نے اگر عمر متعہ کو منع نہ کرتا تو سوائے شقی کے اور کوئی زنا نہ کرتا اور کتاب مسند احمد بن حنبل مین عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نازل ہوا مسئلہ متعہ کا کتاب خدا مین اور اسکے بعد کوئی ایسی آیت نازل نہین ہوئی جو ناسخ اسکی ہو اور ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ کرنیکا حکم کیا ہے اور ہم نے حضرت کے زمانہ مین متعہ کیا اور اس کے بعد حضرت نے انتقال فرمایا اور متعہ سے نہی نہین کی اور صحیح ترمذی مین اسطرح لکھا ہے کہ

عبد اللہ ابن عمر سے ایک شخص شامی نے پوچھا کہ متعہ النسا کے باب مین تم کیا کہتے ہو پس کہا عبد اللہ نے کہ حلال ہے سائل نے یہ جواب سنکر اسطرح اعتراض کیا کہ تمہارے باپ نے تو اسکو منع کیا ہی اور تم اسکو حلال کہتے ہو پھر عبد اللہ نے کہا کہ میرے باپ نے نہی کی ہی اور حضرت رسولخدا نے امر کیا ہے پس مین بسبب گفتہ پدر کے ترک فرمان رسولخدا نکرونگا اور صحیح مسلم اور جمع بین الصحیحین مین جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہی اور وہ یون فرماتے ہین کہ ہم رسولخدا کے زمانہ مین اور حضرت ابوبکر و عمر کے خلافت کے زمانہ مین متعہ کیا کرتے تھے یہانتک کہ حضرت عمر نے عمر بن الحریث کو جسوقت اُسنے متعہ کیا تھا منع کیا اور سورہ بقر مین خدا تعالے فرماتا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا جس سے یہ ثابت ہوا کہ آیات کے منسوخ کرنیکا اختیار سوا ئے خدا کے اور کسیکو نہین ہے اور کتاب تاریخ ابن خلکان مین لکھا ہے کہ متعہ عہد رسول اللہ اور عہد ابوبکر مین حلال تھا اور نووی شرح صحیح مسلم کی جلد اوّل مین عمران بن حصین سے یہ روایت لکھی ہے کہ رسول خدا صلعم نے متعہ کو تاحیات خود حرام نہ کیا اور نہ کوئی قرآن شریف مین آیت ناسخ آیہ متعہ کے نازل ہوئی اور تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ حضرت عمر برسر منبر یہ کہتے تھے کہ متعہ النساء اور متعہ الحج دونون عہد رسول اللہ مین حلال تھے اور اب مین اُنکو حرام کرتا ہون اور کتاب شرح مقاصد مین تین چیز کی نسبت لکھا ہوا ہے کہ حضرت عمر نے بالائے منبر یون بیان کیا کہ اے لوگو تین چیزین عہد رسول اللہ مین حلال تھین مین اُنکو حرام کرتا ہون ایک متعہ النسا دوسرا متعہ الحج تیسرے حی علی خیر العمل اذان مین کہنا اور جو میرے اس حکم نہ مانیگا اُسپر مین عذاب کرونگا اور جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا مین لکھا ہے کہ اول عمر وہ ہین کہ جنہون نے متعہ کو حرام کیا اور کتاب نووی مین لکھا ہے کہ حضرت عثمان اور حضرت علیؑ سے درباب متعہ کے موضع عسقلان مین گفتگو ہوئی حضرت عثمان متعہ کو حرام کہتے تھے اور حضرت علیؑ متعہ کو حلال کہتے تھے

Presented by Ziaraat.Com

اور یہ بیان کرتے تھے کہ مین نے خود حضرت رسولخدا صلعم کے حکم سے بحالت خوفناکی کے متعہ کیا ہی اور اسی کتاب مین یہ بھی لکھا ہے کہ عبداللہ ابن عباس فتوی دیتے تھے حلت متعہ کا اور ابن زبیر متعہ کو حرام کہتے تھے راوی نے ذکر کیا اس اختلاف کو حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے سو جابر بن عبداللہ نے جواب دیا کہ متعہ کرنا حلال ہے اور خود متعہ کیا ہے مین نے حضرت رسولخدا صلعم کے حکم سے اور اردو شرح وقایہ کی دوسرے حصّہ مین لکھا ہے کہ فقہاے مکّہ نے فتویٰ دیا حلت متعہ کا اور ابن عباس بھی مباح ہونے متعہ کے قائل ہوئے ہین اور کتاب قسطلانی مین لکھا ہی کہ حدیث حرمت متعہ کو راویون نے باختلاف غزوات بیان کیا ہے اور تحقیق محدثین معتبرین سے حرمت متعہ کی غزوہ خیبر و سنہ فتح مکّہ و سفر تبوک مین محض غلط ہے اور یہ جو تمنے لکھا ہی کہ تین روز کے واسطے حضرت نے متعہ کو حلال کیا اور پھر جنگ اوطاس مین اُسکو حرام کردیا سو یہ لکھنا تمہارا بالکل فضول ہے اسلئے کہ کبھی احکام محدود نہین ہوتی اور تین چار روز کے واسطے معیّن نہین ہوتی تا وقتیکہ پہلے حکم کا کوئی ناسخ نازل نہوا ہووے اور دیکھو تمہاری کتاب عجائب القصص کی جلد دوم مین تو یون لکھا ہے کہ متعہ حلال تھا اوّل اسلام مین غزوہ خیبر تک پس حرام کیا گیا اس غزوہ مین بعد ازان مباح کیا گیا فتح مکّہ مین کہ مراد اُس سے یوم اوطاس ہے اور فخرالدین رازی نے لکھا ہے کہ اکثر روایات ایسی ہین جو اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع مین یا بروز فتح مکّہ متعہ کو مباح کیا تھا حالانکہ یہ دونون روز فتح خیبر کے بعد ہین پس جبکہ ان دونون مین متعہ کا مباح ہونا ثابت ہوا تو بروز فتح خیبر حرام ہونا بیکار ہے اور صحیح صحیح تو بات تو یہ ہے کہ کسی وقت مین حضرت نے متعہ کو حرام نہین فرمایا اور یہ جو تمنے لکھا ہی کہ متعہ کی آیت آیہ الا علی ازواجھم سے منسوخ ہے سو عورت ممتوعہ بھی تو ازواج مین داخل ہے جیسا کہ ہم ثابت کرچکے اور تمنے یہ نہ دیکھا کہ یہ آیت مکّی ہے اور قبل ہجرت کے نازل ہوئی ہے اور سورہ معارج

اور سورۂ مومنون جنمین یہ آیت موصوف مسطور ہے دونون مکی ہین اور متعہ کی آیت مدنی ہے
جو سورۂ نسا مین شہر مدینہ بعد ہجرت نازل ہوئی ہے پھر کیونکہ پہلی آیت پچھلی آیت کو منسوخ
کرسکتی ہے اگر متعہ کی آیت پہلے نازل ہوتی اور اُسکے بعد کوئی آیت اُسکے تنسیخ کی نازل ہوئی
ہوتی تو البتہ ہم تسلیم کرلیتے اور یہ عجیب اور طرفہ ماجرا ہے کہ جس شے کا ایک وقت وجود نہوا اُسکی نیست
و نابود کرنیکا اعلان دیا جائے اسپر آپ کو قرآن خوانی اور تفسیر دانی اور محافظت فرقانی کا دعوی ہی
کسینے سچ کہا ہے ؎ چتلے ہین جتنے سانپ وہ ڈستے کبھی نہین۔ بادل جو ہین گرجتے برستے
کبھی نہین۔ اور اقوال مختلفہ کا جو تمنے ذکر کیا ہے اور راویون کیطرف منسوب کیا ہی کہ راویون کی
طرف سے انمین اختلاف واقع ہوا ہے سو اس سے زیادہ بلکہ بدرجہ اولیٰ سنی صاحبون کی خاص
ائمہ اربعہ کے مسائل و اقوال مین اختلاف پایا جاتا ہے پھر شیعون پر تمہارا طعن کرنا خالی از حماقت نہین
اور جسکو مشرح اور مفصل بحث متعہ کا دیکھنا منظور ہو تو وہ کتاب ضربت حیدریہ کو ملاحظہ کرے
اُسکے دیکھنے سے منکر کی پوری پوری تسلّی اور تشفی ہو جاتی ہے اور جائے دم زدن باقی نہین رہتا
قال المرتبك فی الضلال شیعون کے نزدیک تقیہ کرنا ایک ضروریات دین سے ہی
یقول المتمسك بولایۃ الآل البتہ شیعون کے نزدیک تقیہ کرنا اپنے موقع اور محل پر
ایک ضروریات دین مین شمار کیا گیا ہے اور دلیلین ہمارے اِسکے صحیح ہونے پر یہ ہین اوّل
آیت قال اللہ تعالےٰ لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَیْسَ مِنَ اللہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰىةً پس بیضاوی
نے اُسکی تفسیر مین لکھا ہے کہ کفار سے دوستی کرنی جائز نہین ہے اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰىةً
مگر یہ کہ خوف کرو تم اُنسے کہ تقیہ کے لباس مین دوستی کو ظاہر کرو۔ اور یعقوب قاری کی نسبت اسمین
لکھا ہے کہ اُس نے تقۃ کو تقیۃ ہی پڑھا ہے اور بخاری نے کتاب الاکراہ مین تقاۃ کے معنی تقیۃ

کے لکھے ہین اور فتح الباری مین بھی تقیہ لکھا ہوا ہے اور دوسری دلیل ہماری قال اللہ تعالیٰ
مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِہٖ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ یعنی جو شخص کہ کفر
کرے ساتھ خدا کے بعد ایمان کے مگر وہ شخص کہ جبر کیا جاوے اور دل اُسکا مطمئن ہو ساتھ ایمان
کے سو بیضاوی نے اِسکی تفسیر مین بھی لکھا ہے کہ یہ آیہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے باب مین
نازل ہوا ہی جسوقت مین کہ کفار نے ازراہ زبردستی کے حضرت عمارؓ سے کفر کے کلمہ کہلوائے تو انہون
نے اپنی زبان سے کہے اور لوگون نے حضرت رسولخدا صلعم سے کہا کہ عمار بن یاسر کافر ہوگیا اور اُسنے
کفر کی باتین کہین تو یہ سنکر حضرت رسالت مآب نے فرمایا کہ عمار بن یاسر سر سے قدم تک ایمان سے
پُر ہو رہا ہے اور حضرت عمار جب کفار کے نرغہ سے چھٹ کر پیغمبر خدا صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
سامنے آئے تو بہت سا رونے لگے اُسوقت آنحضرت صلعم نے عمار سے فرمایا کہ رو نہین اگر تجھ سے
پھر وہ کافر کہلاوین تو پھر کہہ لینا اور ایسا ہے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین بھی لکھا ہے اور تیسری
دلیل ہماری یہ ہے کہ بیضاوی نے آیہ وَلَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِکَ سِنِیْنَ کی تفسیر مین حضرت
موسیٰ کی نسبت یون لکھا ہے فانہ علیہ السلام کان یعاشرہم بالتقیۃ یعنی پس وہ موسیٰ تھا کہ
زندگانی کرتا تھا اونمین ساتھ تقیہ کے دلیل چوتھی قال اللہ تعالیٰ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ
یعنی نہ ڈالو تم اپنے ہاتھون کو طرف ہلاکت کی اور ترک تقیہ بعض اوقات موجب قتل کا ہوتا ہی اسسے
معلوم ہوا کہ محل خوف ہلاکت مین تقیہ کرنا واجب ہے دلیل پانچوین صحیح بخاری مین لکھا ہی قال
الحسن التقیۃ الی یوم القیمۃ یعنی کہا حسن بصری نے کہ تقیہ قیامت تک ہے اور فتح الباری شرح صحیح بخاری
مین ایک روایت اسطرح مرقوم ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے جناب رسولخدا صلوات اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر جسوقت تجھکو لوگ مسجد سے نکا[illegible] گے تو اُسوقت پر تو کیا
کریگا ابوذر نے عرض کیا کہ مین اون لوگون کو تلوار سے مارونگا پس حضرت رسالت مآب نے ابوذر سے

کہا کہ خبردار ہو کہ مین تجھکو رہنمائی کرتا ہون اسپر کہ وہ بہتر ہے واسطے تیرے اور وہ یہ ہے کہ جو کچھ وہ تجھسے کہین اوسکو سن اور اسکی فرمانبرداری کر اور جسطرف وہ تجھکو کھینچین تو اسطرف کو رجوع کر اور تقیہ کا پابند رہ اور جو کچھ وہ تجھسے کہلوائین وہ کہہ ڈال اور قاضی نے شرح شفا رمین لکھا ہے کہ تقیہ اور خوف کے موقع پر جو کلام کیا جائے وہ ایسا ہونا چاہیے کہ جس سے قائل قتل نہ کیا جائے اور حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ السلام کی زوجہ کے مقدمہ مین یہ تحریر کیا ہے کہ اسکو ابراہیم نے اپنی خواہر کہا تھا اگر وہ زوجہ کہدیتے تو وہ بادشاہ انکو قتل کرڈالتا اور صحیح ترمذی کی جلد دوم مین یہ روایت لکھی ہے کہ بروز قیامت سب سے پہلے امت حضرت ابراہیم کے پاس باسید شفاعت آویگی اور ابراہیم انسے فرماینگے کہ جاؤ مجھسے کچھ نہین ہوسکتا کیونکہ مین نے تین بار جھوٹ بولا ہے اور حضرت سید المرسلین صلواۃ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جھوٹ بولنا حضرت ابراہیم پر بحکم شرع جائز تھا اور بخاری مین لکھا ہے کہ مقداد سے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر مومن اپنے ایمان کو قوم کفار سے پوشیدہ کرے پس وہ بہترین ایمان ہے جیسا کہ تم مکہ مین اخفا کرتے تھے اور صحیح مسلم کی جلد اول مین حضرت حذیفہؓ سے یون مروی ہے کہ ایک مرتبہ مین ہمرکاب جناب رسالت مآب کے تھا آنحضرت نے فرمایا کہ پوشیدہ کرو اپنے اسلام کو پس کہا مینے یا حضرت آپ خوف کرتے ہین حالانکہ ہم لوگ چھ سو سات سو قبیلے رکھتے ہین پس آنحضرت نے فرمایا کہ تم نہین جانتے کیا عجب ہے کہ بعض موقع پر تمکو دشمنون مین جانیکا اتفاق ہو اور جب ایسا موقع پیش آئے تو لازم ہے کہ نماز کو باہستگی پڑھو اور قسطلانی نے اپنا مذہب لکھا ہے کہ دروغ بولنا بحالت ضرر نفس جائز ہے اور سعدی شیرازی مذہب اہلجماعت کی اس فقرہ پر بنا قرار دیتے ہین کہ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔ اور تفسیر کبیر مین فخر الدین رازی نے یون لکھا ہے کہ تقیہ جائز ہے واسطے نگاہ رکھنے نفس کے اور جائز ہے واسطے نگاہ رکھنے مال کے اور احتمال رکھتا ہے کہ ہوئے حکم اسمین ساتھ جواز کے بباعث فرمانے جناب رسول خداؐ کے کہ حرمت مال مومن کی مثل حرمت خون اسکے کہ ہے انتہی۔

اب اگر تم اس بحث مین یہ اعتراض کرو کہ انبیاء علیہم السلام کا تقیہ کرنا کسطرح پر درست ہو سکتا ہے اسلیئے کہ تبلیغ احکام اُن کے ذمّہ لازم تھے اور اونکے نایبون پر بھی یہ ہی بات قرار دینی چاہیے سو اسکا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر احکام خدا خلائق کو پہنچانے مین البتہ تقیہ درست نہین ہوتا ہے مگر جسوقت کہ احکام خدا خلائق کو بخوبی پہنچا چکے اور امر حق کما حقہٗ ظاہر و باہر ہو چکا اور پھر کفار نے اسپر بھی تکالیف شدید اور آزار قوی انکو پہنچانا چاہا اور انبیاء علیہم السلام کو علم نبوّت اور قرینہ سے کفّار کا حال فاسد بخوبی معلوم ہو گیا تو اسوقت مین البتہ انبیاء علیہم السلام کو تقیہ کرنا درست ہوا جیسا کہ اکثر کتب اہلسنت مین مذکور ہے مثلاً اسجگہہ سے ہجرت کی یا کہ کفار نابکار کے کلام شقاوت اور شرارت کی سُنکر خاموش ہو گئے یا کوئی کلمہ اپنی زبان مبارک سے ذو معنی بظاہر ایسا صلح کا کہدیا جس سے وہ لوگ شرارت اور فتنہ فساد کرنا موقوف رکھین اور امام تو پیغمبر کے اون احکام کے جاری کرنیوالے ہوتے ہین کہ جو لوگونکو معلوم نہین ہین سو اُن احکام مین امام بھی تقیہ نہین کرتے اسلیئے کہ اُن احکام کا جاری کرنا اونہین پر منحصر ہے اور جو ائمہ تقیہ کرتے ہین تو اُن احکام مین تقیہ کرتے ہین کہ جو لوگون کو پہلے سے پہنچ گئی ہین اور مخالفین کی جانب سے مظنہ صحیح آزار پہنچانیکا ہوا ہے تو وہ احکام اُن کی مرضی کے موافق تقیہ سے بیان کردیئے اور تبلیغ جن احکام کی اُنپر فرض ہے اُسمین تو وہ بھی مثل انبیاء کے تقیہ نہین کرتے اور امر حق ظاہر کرنے مین کسی مخالف کا خوف دل مین نہین لائے اور بعضے مقام پر جو ایسا ہوا ہے کہ اگر کسی امر مین باپنے احکام حق خلائق کو بخوبی شنادیئے تو بیٹے نے اگر مناسب اور موافق مصلحت کے سمجھا اور مخالفین کے فساد اور اختلاف کے سبب سے تقیہ کیا تو اسمین کچھ حرج نہین ہوا اسلیئے کہ وہ احکام حق جو باپ سے بخوبی ظاہر ہو چکے تھے اونکا پھر اعادہ کرنا بیٹے پر کچھ امر ضروری نہ تھا **قال المرتبک فی الضلال** کوئی شبہ نہین ہے کہ علماء اربعہ اہلسنّت کے مقلد افعال و معتقد اقوال ائمہ ہدیٰ کے ہین چنانچہ معتبر کتب شیعہ اسپر گواہ

Presented by Ziaraat.Com

ہین کہ ابی حنیفہ تلمیذ حضرت امام جعفر صادق کا ہے اور احمد حنبل تلمیذ شافعی کا اور شافعی تلمیذ محمد ابن الحسن کا اور محمد ابن الحسن تلمیذ ابی حنیفہ کا اور مالک تلمیذ جعفر بن محمد کا ہے **بقول المتمسک بولایۃ الال**

خانصاحب آپکا شکّی مزاج ہونا حضرت عمر کے مقابلہ مین توپ رہکلہ رکھنے کی دلیل ہے آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ جس پیغمبر آخر الزمان نے صفحۂ دُنیا پر توحید کا ڈنکہ بجوادیا اور بڑے بڑے سرکشوں سے اُس احدِ یکتا کا کلمہ پڑھوادیا اُس نبی برحق کی نسبت بھی توہنگام صلح کفار مکّہ کے حضرت عمر کو جناب رسالتمآب کی نبوّت مین شک پڑگیا تھا اور حضرت عمر نے ہر چند اس نفاق کو ضبط کرنا چاہا لیکن ضبط نفرماسکے آخر کار کہا ہی کہا کہ یا حضرت جسقدر آجکے روز مجھکو آپ کی نبوّت مین شک ہوا ہے اس سے پہلے اس درجہ کا شک ہوا تھا حالانکہ جناب محمد مصطفےٰ کی نبوّت مین شک لانا عین ذات واحد یکتا کا انکار ہے بہر کیف آپکا مشتبہ ہونا امر ضروری ہے ورنہ حضرت عمر کے مخالفین مین مجبوراً آپ کو شمار کرنا پڑیگا اور ہمکو ہمیشہ سے یقین کامل ہے کہ تمہارے علمار اربعہ ہرگز ہرگز مقلّد افعال و معتقد اقوال ائمہ ہدار علیہم السلام کے نہین ہین اگر وہ اُن کے مقلّد اور معتقد ہوتے تو اُن کے احکام شرعیہ کو غلط نہ جانتے اور نہ اُن کے خلاف فتوی جاری کرتے دیکھو تمہارے ملّا جامی نے اپنے نفحات الانس مین علار الدولہ سمنانی صوفی کے حال مین لکھا ہے کہ علار الدولہ نے یہ بیان کیا کہ گوشت خرگوش کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حرام جانا ہے سو مین بھی اُسی پرہیز کرتا ہون اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک گوشت خرگوش کا کھانا صحیح اور حلال ہے مصرع ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔ اور تمہارے ابو حنیفہ کے نزدیک پیر کا مسح کرنا ناجائز ہے اور ہمارے ائمہ ہدار علیہم السلام کے نزدیک بہت صحیح اور درست ہے چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ مسح پا مذہب عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ ابن مسعود و ائمہ اہلبیت کا ہے اور منعقد ہوا ہے اسپر مذہب شیعہ کا کہ وہ امامیہ ہین اور بھی علاوہ اسکے ہزار ہا

Presented by Ziaraat.Com

مسائل مین تمہاری ائمہ اربعہ نے ہمارے ائمہ ہدا علیہم السلام کی صریح مخالفت کی ہے اور تمہاری سب کتابین تمہارے
ابو حنیفہ وغیرہ کے فتوؤن سے بھری ہوئی ہین بھلا کسی اپنی معتبر کتاب مین ایک آدھ ہی ایسا
مسئلہ دکھلا دیجیے کہ جسمین حضرات اہلسنّت نے ابو حنیفہ وغیرہ کو چھوڑکر کسی امام معصوم علیہ السلام
کا اتباع کیا ہو کتاب جامع الاصول مین تو صاف لکھا ہے کہ پہلی صدی مین فقہاے شیعہ مین
امام محمد باقر علیہ السلام تھے اور دوسری صدی مین حضرت امام رضا علیہ السلام تھے اور فقہاے
اہلسنّت سے شافعی اور حسن بن زیاد اور اصحاب ابو حنیفہ سے اشہب بن عبد العزیز وغیرہ تھے
اور کتاب منہاج السنۃ مین یون لکھا ہے توفی الصادق سنۃ ثمان واربعین ومائتین
توفی ابو حنیفۃ سنہ خمسین ومائۃ یعنی وفات پائی حضرت صادق علیہ السلام نے سال
ہشت وچہل و دو صد مین اور فوت ہوئے ابو حنیفہ سال پنجاہ ویکصد مین اور قطع نظر اسکے ہمنے مانا
کہ ابو حنیفہ حضرت صادق علیہ السلام کے زمانہ مین ہی موجود تھے مگر ابو حنیفہ کی مخالفت کرنا حضرت
صادق علیہ السلام سے تو تمہاری دمیری شافعی نے ہی کتاب حیواۃ الحیوان مین اسطرح لکھا ہے
کہ ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مین ایک مرتبہ منیٰ مین ایک حجام کے پاس سر کے بال ترشوانے کیواسطے
گیا تھا سو اُس حجام نے مجھسے کہا کہ رو بقبلہ بیٹھو اور بسم اللہ کہو پس سیکھین مین نے اُس حجام سے
تین خصلتین کہ نہین جانتا تھا مین اُنکو پھر کہا مین نے اُس سے کہ تو غلام ہے یا کہ آزاد اُسنے کہا
مین غلام ہون پھر کہا مین نے اُس سے تو کسکا غلام ہے اُسنے کہا مین غلام امام جعفر صادق علیہ السلام
کا ہون پھر گیا مین وہانسے حضرت صادق علیہ السلام کے مکان پر اور اطلاع کرائی مین نے اپنے
اندر جانیکی پس آنحضرت کی طرفسے مجھکو اجازت نہوئی اور اُسیوقت ایک قوم اہل کوفہ سے حاضر
ہوئی اور انہون نے بھی اندر جانیکی آنحضرت سے اجازت منگائی حضرت نے اُن لوگون کو
اذن دیدیا پس مین بھی ہمراہ اُن لوگون کے مکان مین حضرت صادق علیہ السلام کے پاس گیا

اور کہا مین نے یا ابن رسول اللہ تم بھیجو کسی آدمی کو اہل کوفہ کے پاس کہ منع کرے اُن لوگون کے
تئین سب کرنے اصحاب رسول خدا صلعم سے اور وہ لوگ ہزار آدمی سے زیادہ ہین پس کہا حضرت
صادقؑ نے کہ میرے قول کو وہ قبول نکرینگے پھر کہا مین نے کہ کیا وہ لوگ تمہارا کہنا بھی نہ مانین گے
حالانکہ تم فرزند رسول اللہ ہو حضرت نے مجھکو اسکا یہ جواب دیا کہ اوّل اُن لوگون مین سے تو ہے کہ
تو نے ہی میرا کہنا نہ مانا اور میرے مکان مین چلا آیا اور بغیر مرضی کے میرے پاس آ بیٹھا اور از روئے
تحقیق مجھکو یہ خبر ملی ہے کہ تو اپنے قیاس سے باتین کہا کرتا ہے مین نے کہا البتہ پس حضرت نے فرمایا
کہ اے نعمان کوفی اوّل جسنے قیاس کیا وہ ابلیس تھا جسوقت کہ حقتعالے نے اُسکو حکم دیا سجدہ آدم
کا سو اوسنے انکار کیا اور کہا خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ بعد اسکے آنحضرت نے فرمایا کہ اے
نعمان کونسی چیز ان دو چیزون مین سے بزرگ زیادہ ہے قتل یا زنا پس مینے عرض کیا کہ قتل پھر حضرت
نے فرمایا کہ کسواسطے قتل مین دو شاہد ہین اور زنا مین چار شاہد کیا یہ بات تیرے قیاس مین آتی
ہے پس مینے کہا نہین آتی پھر فرمایا آنحضرت نے کہ کونسا ان مین بزرگ ہے نماز یا روزہ کہا مین نے
نماز پس فرمایا حضرت نے کہ کسواسطے حقتعالے نے حائض پر روزہ کو واجب کیا ہے کہ ایام حیض
مین جو روزہ اُس سے ساقط ہوا ہو وہ اسکو پھر قضا کرے اور نماز کے تئین قضا نکرے آیا یہ معنی
تیرے قیاس مین آتے ہین مینے کہا نہین۔ پس اسیطرح پر سوال و جواب مین یہ روایت طولانی ہے
لہذا انہین چند باتو نپر اکتفا کرتا ہون اور تم جو یہ کہتے ہو کہ ابو حنیفہ وغیرہ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام
کے شاگرد تھے اس مین آپ کی خطا نہیں آپ سُنی ہین جیسی سُنی وہی لکھدی چنانچہ یہ حکایت آپکی حسب
حال ہے شہر میرٹھ کو توال صاحب کلکٹر صاحب بہادر کے اوردو مین تھے اہل اغراض کی اکثر مشکلین
اون کی عنایت سے حل ہو جاتی تھین صاحب کلکٹر کی عدالت سے بڑھکر شام کے وقت کوتوال
کے مکان پر اہل حاجات کا دربار لگتا تھا چونکہ کوتوال سُنّی المذہب تھے اکثر اہل تسنن ہی ہر سبب بعض خوشامدی

ٹٹو شور بے جیت بھی وہان جمع ہوتے تھے گاہے ماہے کوئی نہ کوئی بھولا بھٹکا شیعہ بھی کوتوال صاحب کے مقرب ہونیکی خبر پاکر جا نکلتا تھا سُنا ہے کہ کوتوال بذاتِ خود بیجا متعصب نہ تھا اور ہمیشہ اُن کی یہ تاکید تھی کہ یہانپر مذہبی ذکر اذکار ہونے نہ پائے کیونکہ ہر ایک ملت و مشرب کا آدمی آتا جاتا رہتا ہے اس امر کا ضرور لحاظ رکھنا چاہیے۔ ایک روز حُسنِ اتفاق سے ایک بارہہ کے سید سپاہیانہ وضع مندیل سر پر باندھے اور تلوار بغل مین دبائے ہوئے متلاشیِ روزگار کوتوال صاحب کے دربار اکبری مین حاضر ہوئے وہانپر ایک شخص غالبًا تم ہی جیسا کذاب ہوگا کوتوال صاحب کو خوش کرنیکے واسطے ایک اور شخص کا کلام قطع کرکے کہنے لگا اجی جناب آپ سادات بارہہ کا کیا دور دورہ رہگیا ہے ہان سادات بارہہ کا اُسوقت دور دورہ تھا کہ جب مسجدو ںمین لونڈے بازیان ہوتی تھین شرابین پی جاتی تھین ناچ اور تماشہ کا ہروقت بازار گرم رہتا تھا وہ اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ اُس سید کی رگِ ہاشمی جوش مین آئی فوراً للکار کر کہنے لگا ارے خدا کے غضب سے ڈر سر تا پا ایمان کو نہ نگل بھلا وہ کونسی بستی تھے کہ جسجگہہ تو نے یہ غضب کا طوفان دیکھا تھا۔ اِسکے جواب مین وہ کہنے لگا کہ بھئی مین تو سنّی ہون جیسی سُنی ویسی کہدی۔ سید نے کہا آپ نے یہ بھی سُنا ہے کہ شیعے خلیفہ دوم کو اُن کے غلام مسمے افلح کے ساتھہ کس غضب کی تہمت سے منسوب کرتے ہین۔ آپ تو اُسکو بھی سُنکر ایمان لے ہی آئے ہون گے۔ یہ کہتے ہی تلوار کھینچ لی فوراً جلسہ درہم وبرہم ہوگیا۔ ناچار کوتوال صاحب کو آخرکار یہ کہنا پڑا کہ اے حضرات سنّی صاحبو مین اسیدن کیواسطے منع کیا کرتا تھا۔ ہمیشہ بنار فساد تمہاری طرف سے قائم ہوتی ہے جب شیعہ جواب دیتے ہین تو تم روتے پھرتے ہو۔ نہ تم ایسے بے سروپا بیہودہ تقریر کی تمہید اٹھاتے نہ ایسی غضب کی سُنتے آمدم برسر مطلب بالفرض اگر ہم تمہارے اس قول کو تسلیم بھی کرلین تو بھی تمکو کچھہ فائدہ حاصل نہوگا اور ابو حنیفہ اور حضرت صادق علیہ السلام کا مذہب ایک نہین ہوسکتا اِسلیے کہ اسطرح کی شاگردی اور اُستادی کا رواج تو اب تک صفحہ عالم پر بخوبی چلا آتا ہے اور علمار شیعہ کی اکثر سنّی بھی شاگرد ہوتے

ہین اور اکثر احادیث مین یہ مضمون وارد ہے ذکر مخالفت عامہ مین وقت تعارض اخبار کے کہ حضرت نے فرمایا کہ مخالفت کرو تم عامہ کے یعنی اہل سنت کی اسواسطے کہ یہ مسئلہ تو ہمسے استفسار کرتے ہین اور اسکے خلاف کا فتوے دیتے ہین پس ابوحنیفہ بھی اگر شاگرد تھے تو اسیطرح کے شاگرد ہون گے اور اسیواسطے سیکھا ہوگا کہ جو حکم حضرت کا ہو اسکے مخالف فتویٰ دیوین تو اب کہو کہ یہ صریح تخالف ہی یا اتباع ہی اور کہین تمہارے یہان اتباعاً المعلوم کوئی فتوے نہین ہے اور مخالفت ابوحنیفہ کی حضرت صادق علیہ السلام سے اسی امر مین ظاہر ہے کہ حضرت نے تو قیاس سے منع فرمایا اور قیاس کو حرام کہا اور اکثر دلائل بھی پیش کہین اور قائل اور ساکت بھی کر دیا مگر ابوحنیفہ نے مطلق نہ مانا اور اکثر فتاوی موافق قیاس کے دیا گئے کہ جنکی حضرت نے صریح ممانعت فرمائی تھی اور کتب اہل سنت کی اس امر سے مملو ہین اور یہ امر پوشیدہ نہین ہے اُن کے علمائنے کتب اصولیہ مین ایک مبحث خاص حجیت قیاس کو تسلیم و قبول اتباعاً لابی حنیفہ کیا ہے اور قطع نظر اُس روایت کے جو نہج البلاغت مین دربارہ حرمت قیاس مذکور ہے اور جسکو ابن ابوالحدید اور صاحب مطالب السئول مشایخ عامہ تسلیم کرکے کہتے ہین کہ نہج البلاغت مین سب کلام جناب امیر علیہ السلام کا ہے پس اسمین مذمت قیاس و اصحاب رائے و مقائس کی اس کثرت سے لکھی ہی کہ اگر وہ کل ایک مقام پر جمع کی جاوے تو ایک رسالہ ہو جاوے اور علاوہ اس کے اور احادیث ائمہ علیہم السلام سے اور خود حضرت صادق علیہ السلام سے ذمِ قیاس مین وارد ہوئی ہین اور حال یہ ہی کہ عمل در آمد ابوحنیفہ کا قیاس پر ہی ثابت ہے اور یہ تو کلام ایک مسئلہ مین فقط قیاس کے تھا ابوحنیفہ نے اور بھی کثرت سے مسائل ہین صریح اور صاف طور سے مخالفت کی ہی **قال المرتیک فی الضلال** سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب وفات النبی مین ابن عباس سے روایت ہے عن امیر المؤمنین ان الصحابۃ ارتدد بعد النبی الا اربعۃ وفی روایۃ عن صادق الا ستۃ بقول حضرت امیر المومنین صرف چار اصحاب مومن رہے اور بقول امام صادق چھ ا...

اِن دونون روایتون مین سے کونسی روایت سچّی سمجھی جائے اگر حضرت امیر کا قول صحیح ہے تو حضرت جھوٹے ٹھہرتے ہین اور اگر حضرت صادق کا قول صحیح ہے تو حضرت امیر عالم علم لدنی نہین سمجھے جاتے بلکہ اِن دونون روایتون سے حضرت امیر کا امیر المومنین ہونا بھی نہین ثابت ہوتا ہے کیونکہ امیر المومنین بغیر اجماع کے ہو نہین سکتا اگر کہین کہ باجماع اُنہین اصحاب کے جناب امیر امیر المومنین ہوئے تو اس صورت مین جناب امیر اپنے ہی قول کی رو سے امیر المرتدین ٹھہرتے ہین اور قول امام کا بھی اسی اعتقاد فاسد کی صداقت کرتا ہے اس موقع پر یہ بات بھی قابلِ دریافت ہی کہ چار اصحاب یعنی حضرت مقداد و حضرت سلمان فارسی و حضرت ابوذر غفاری و حضرت عمار بن یاسر کہ منجملہ اصحاب مہاجرین سے ہین تو بتایئے کہ اصحاب انصار کونسے ہین جنکی بدرجہا صفت قرآن پاک مین مذکور ہے **یقول المتمسک بولاء یآلِ** قیس بن ہلالی کی یہ روایت کہ بعد وفات جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوائے چار یا چھ آدمیون کے کُل اصحاب مرتد ہو گئے تھے ہرگز قابلِ وثوق نہین۔ اسلیئے کہ اس روایت کے خلاف مین اکثر روایات متواترہ پائی جاتی ہین اور بالفرض اگر اس روایت کو تسلیم بھی کر لیا جاوے تب بھی ہمارے نزدیک کچھ قباحت نہین کیونکہ جناب فاضلِ اجل قاضی نور اللہ شستری علیہ الرحمہ نے اس روایت کی کیفیت عربی مین اسطرح لکھی ہو جس کا یہ ترجمہ ہے کہ اِس جگہہ مراد صحابہ سے سوائے قریبون کے ہو اصحاب نبی مین سے اُن مشاہیر صحابہ کے سوائے کہ جنکا ذکر کر چکے ہین اور جو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملازمت مین ہمیشہ رہتے تھے جناب امیر علیہ السلام کی خلافت کی بابت نص جلی کے سُننے والے تھے نہ کہ وہ اصحاب کہ جو رطب و یابس مین شمار کیئے جاتے تھے اور اسیواسطے بوجہ قرابت و یگانگت نہ تو بنی ہاشم کا ذکر آیا اور نہ علیؑ و سبطین کا تذکرہ ہوا پس اب جو جماعتِ کثیرہ باقی رہی وہ مشاہیر صحابہ مین سے نہ تھی کہ جو نصِ جلی کو سُنتی لہٰذا وہ مرتدین و منافقین سے علیحدہ رہی اور اکثر بر امرِ خلافت ہی شبتہ رہا اسی

جہت سے اُس گروہ کثیر نے کثرت کو دیکھکر مرتدین اور منافقین کی اطاعت قبول کی انتہیٰ۔
اور یہ ذکر ارتداد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے دہلہ کا ہے اور اِس خطا کے بعد جب
مفصل کیفیت کھُل چکی تو جماعت کثیرہ نے حق کی طرف رجوع کی اور حضرت علی علیہ السلام کی طرف
ہوکر ناکثین اور مارقین اور قاسطین سے لڑے کہ وہ حضرت عائشہ اور طلحہ اور زبیر معہ اپنے
ہمراہیون اور خوارج اور میان بنو معاویہ اور اون کے تابعین وغیرہ کے تھے چنانچہ رجال امامیہؒ مین
بتصریح لکھا ہے کہ اکثر صحابہ کو پہلے تو بسبب عارض ہونے بعض شبہات کی اہلبیت علیہم السلام
کی طرف سے خلوص اعتقاد مین کچھ سستی ہوگئی تھی اور بعد اسکے بہ عنایت الٰہی حق کی طرف رجوع کی
اور ارتداد بعض کا موجب ارتداد کل کا نہین ہوسکتا ہے اور ارتداد سے مُراد معنی اعم اسکے ہین ارتداد
دین سے اور اعمال اور افعال صالحہ سے اور محصل روایت کا یہ ہے کہ بعضے صحابہ نے انکار ضروریات دین
کا کرکے دین سے ارتداد حاصل کیا اور بعضون نے اخلاق حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کو ترک کیا
اور خلوص محبت اہلبیتؑ کہ بموجب آیت قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ کے
اجر رسالت تھا اسکی کچھ رعایت نہ کی اور نیکی اور احسان کرنے سے ساتھ اہلبیتؑ کے دست بردار
ہوکر اُن کے حقوق کو غصب کیا اور رنجیدہ کرنا خاطر عاطر جناب سیدہ علیہا السلام کا صحاح ستہ سے ثابت
ہے اور اِس ارتداد کا انکار کرنا کہ جو بمعنی اعم ہے صریح مکابرہ ہے اسواسطے کہ باین معنی ارتداد کا واقع
ہونا صحابہ سے کچھ امامیہ ہی کے نزدیک نہین ہے بلکہ ایسے ارتداد کے صحابہ سے واقع ہونیکے
علماء اہلسنت بھی قائل ہین چنانچہ صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ ہانکی
جائیگی میرے سامنے سے ایک جماعت قیامت کے دن میرے اصحاب سے پس مین کہونگا کہ
اے پروردگار میرے یہ میرے اصحاب ہین پس خدا تعالےٰ بذریعہ فرشتے کے فرمائیگا کہ تحقیق تجھکو
نہیں خبر انکی نہین ہی کہ جو کچھ احداث کیا دین مین انہون نے بعد تیرے تحقیق پھر گئے اپنی پشتون پر

اور مرتد ہو گئے اور قاضی عیاض اس حدیث کی تاویل مین لکھتے ہین کہ وہ مرتد دو قسم کے ہین ایک
مرتد پھرنیوالے راستے اور درستی سے اور عمل نیک سے اور دوسرے مرتد پھر جانیوالے دین سے اور
فیض القدیر مین لکھا ہے کہ وہ صاحبان گناہانِ کبیرہ اور صاحبانِ بدعت
اور ظلم ہین اور حد سے بڑھنے والے ظلم مین اور مٹانے والے امرِ حق کے سو یہی مراد ارتداد سے ہماری
یہان ہے اور تم جو پوچھتے ہو کہ کتاب وفات النبی کی اُن دونون روایتون مین سے کونسی روایت
سچی ہے سو روایت تو درحقیقت ایک ہی مگر راوی نے اس روایت مین اختلاف ظاہر کیا ہے اور جو
راوی کا مطلب ہے وہ تو اس اختلاف سے بھی حاصل ہوتا ہی ہان تعجب کا یہ مقام ہے کہ تمہاری صحیح مسلم
کی جلدِ اوّل مین رفع یدین کرنا نماز مین جناب رسولخدا کا اور اُسکا جائز ہونا لکھا ہے اور اسی کتاب مین
بعد اس روایت کے حضرت رسولخدا صلعم کی طرف سے رفع یدین کی ممانعت مین چند روایات
وارد ہوئی ہین تو اب ہمکو یہ تبلایئے کہ معاذ اللہ منہا کونسی روایت پیغمبرِ خدا صلعم کی سچی ہی اور کونسی
اسمین جھوٹی ہے اور طرفہ تر یہ ہی کہ صاحب مشارق الانوار نے بخاری اور مسلم کی سب روایات پر صحیح
ہونیکی شہادت دی ہی اور کتاب شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ امام شافعی آدمی کی منی کو نجس
نہین فرماتے اور دیگر ائمۂ اہلسنّت اُسکی نجاست کے قائل ہوئے ہین کیون حضرت ان دونون مین
سے آپکے نزدیک کونسے صاحب سچے اور کونسے جھوٹے ہین اب ذرا تم اسبات پر بھی غور کرو کہ تمنے
جناب امیرؑ کی نسبت کسقدر سخت کلمہ لکھا ہے خیر ہم تو اپنے ائمہ طاہرین کی شکیبائی کو یاد کرکے تمہاری
اس زیادتی پر بھی صبر کرتے ہین اور اپنے جانب سے کچھ نہین کہتے مگر ہان بعضے بیباک شیعہ تو ضرور ہی
تمہارے اس کلمہ خارجیانہ کے جواب مین صاف لکھدیوینگے کہ امیر المرتدین اور رئیس المنافقین تو
وہ لوگ ہین جنہون نے جیشِ اُسامہ سے تخلف کیا اور اُنپر جناب رسالتمآب صلعم نے خود اپنی زبان
سے لعنت فرمائی اور تخلف کرنا جیش اُسامہ سے تمہارے حضرات ثلثہ کا ظاہر ہے چنانچہ شیخ عبدالحق

Presented by Ziaraat.Com

نے مدارج مین تفصیلوار لکھا ہے کہ ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ذوالنورین جیش اسامہ مین تھے اور خود حضرت رسالتمآب نے انکو بھیجا تھا اور یہ بھی لکھا ہے کہ اِلّا علی مرتضےٰ ہمراہ نکرد پس بحمد اللہ کہ تمہاری ہی کتب معتبرہ سے لعنتیون مین داخل ہونا ان کا خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کی زبان مبارک سے ثابت ہوگیا اور اگر بعضے شیعہ یون بھی کہہ سنائین توکیا بعید ہے کہ امیر المرتدین تو وہ بھگوڑا ہے جسنے بکرات و مرات فرار عن الزحف کیا اور مستحق نار ہوا ینطق بہ کلام العزیز الجبار نیز امیر المرتدین وہ زبان دراز ہے کہ جسنے نبی برحق پر تہمت ہذیان کی کی اور یہ کلمہ اسی خطا کردار کی نسبت زیبا ہی جسنے ان الرجل لیہجر کہا اور بھی امیر المرتدین وہی ستم شعار جور پیشہ ہین جنہون نے عطیہ جناب رسالتمآب کو غصب کیا ہی ہمارے جناب امیر علیہ السلام انکی شان مین تو حضرت خیر البشر نے خود فرمایا ہے کہ یحبہ اللہ ورسولہ کہ جو متواتر بین الفریقین ہے اور کتب معتبرہ اہلسنت مین موجود ہے اور خدائے تعالےٰ قرآن مجید مین نفس رسول آن کو فرماتا ہی کہ جو مسلمہ فریقین ہے اور کوئی فرد بشر فریقین سے اسکا منکر نہین ہے پس ایسے کلمہ نازیبا کی نسبت کرنا طرف حضرت امیر علیہ السلام کی صاف نسبت کرنا ہے ایسے کلمہ کو طرف جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور یہ کفر صریح و ارتداد واضح ہے اور یہ امر بھی واضح ہے کہ نفس رسول اگر امیر المومنین نہو اور حاجت اسکی ہو کہ لوگ امیر المومنین بنادین تو ضرور ہی لازم آیا کہ رسول بھی امیر المومنین جب ہی ہوسکتا ہے کہ جب لوگ اسکو اپنا امیر بنادین توکیا جناب رسالتمآب اوّل امر مین امیر المومنین نہ تھے بعد قوت کے ہوئے یہ بالبداہتہ باطل ہے پس ثابت ہوا کہ اجماع مرتدین کا اس امر مین ضروری نہین ہے اور انصار کی نسبت جو تم دریافت کرتے ہو کہ وہ کونسے انصار ہین جنکی قرآن مجید مین تعریف ہی سو جاننا چاہیے کہ ہم پہلے ہی اسکو لکھ چکے ہین کہ قرآن مجید مین انہین انصار اور مہاجرین کی تعریف اور توصیف ہی جو للہ فی اللہ ایمان لائے اور انجام بھی انکا بخیر ہوا اور

اور اکثر جہادون مین صدق دل سے حضرت رسولخدا صلعم کے شریک رہے ہے اور اکثر مہاجر اور انصار جہادون مین شہید بھی ہوئے اور ہم جسطرح سلمان و ابوذر و مقداد و عمار رضی اللہ عنہم سے نیک اعتقاد رکھتے ہین ویسیطرح اور اصحاب باصفا اور باایمان کے بھی غلامان غلام ہین۔ حتّے کہ عمر بن عبد العزیز بن مروان تک کو جو بنی امیہ مین چھٹا بادشاہ گزرا ہے نیک جانتے ہین اور کبھی کوئی کلمہ بیجا اُسکی نسبت زبان پر نہین لاتے صرف اسکا یہ سبب ہے کہ اُس منصف مزاج نے بلا لحاظ و پاس طعن و تشنیع ثلاثہ کے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو تحقیق انیق کے بعد فدک مسترد کردیا تھا۔ ہم سوائے ایذار دہندگان اہلبیت علیہم السلام و غاصبان حقوق عترت نبوی اہل اسلام مین سے کسیکو بُرا نہین جانتے ہان البتہ ہم اُن لوگونکو مہاجر اور انصار حقیقی نہین جانتے جو اپنے دلونمین نفاق رکھتے تھے اور حضرت رسولخدا کو دشمنون کے مقابلہ مین چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے اور بظاہر اپنے تئین مہاجر اور انصار مشہور کرتے تھے اور اعمال صالحہ سے روگردانی کرکے فسق و فجور کو پسند کرتے تھے **قال المرتبك فی الضلال**

مسئلہ جامع عباسی مین ہے کہ ستر عورت صرف قبل و دُبر و خصیتین کافی ہے اور اسی کتاب مین لکھا ہے کہ اگر مکان نجس خشک باشد و نجاست او سرایت نکند نماز دران صحیح است مگر جای سجدہ کہ اگر آن نجس باشد نماز صحیح نیست ہر چند کہ خشک باشد **یقول المتمسك بولایۃ الآل**

اجی خانصاحب غیر مشرب کے جزوی مسائل فرعیہ پر طعن و تشنیع کرنا اور اپنے ارکین عظیمہ کے رخنہ اندازیون کو انکھ کھولکر نہ پڑھنا عجب انصاف ہے اگر آپ کو اس قسم کے مسائل اپنے مذہب کے ملاحظہ فرمانیکا شوق ہو تو ناصر الایمان مطبوعہ لکھنؤ کو ملاحظہ فرمایئے کہ اسطرح کے مسئلون کے تو تمہارے ہان بھی بے انتہا طومار اور بے شمار انبار موجود ہین اور یہ احکام اُس حالت لاچاری کے ہین کہ جب کپڑا اور مکان طاہر موافق دستور کے میسر نہو دیکھو ہمنے تمہارے اس قسم کے اکثر مسائل فرعیہ کا جواب بباعث طوالت کتاب کے نہین لکھا ورنہ تمکو اُسکی بھی سب حقیقت معلوم ہو جاتی اب اسجگہہ پر بطور مشتے نمونہ

خرواربے قدرے لکھنا ضروری سمجھا گیا ذرا بنظرِ انصاف ملاحظہ کیجیئے گا وھوہذا - خلاصہ کیلانی
مین تمھارے یہان یہ لکھا ہے کہ جس عورت یا مرد کے پاس جامہ نہو تو اوس عورت اور مرد کو چاہیئے
کہ گیلی مٹی سے فرج اور مقعد اور قضیب اور خصیتین پر ایک ایک چھوپا لگا کر نماز کو ادا کرے سبحان اللہ
کیا خوب حضرات اہل سنت نے گل حکمت کی ترکیب نکالی ہی ایسی ترکیب تو حکیم ارسطو کو بھی معلوم نہو گی
اور کتاب شرح وقایہ اردو کے صفحہ ۳۰ پر لکھا ہی کہ جو چیز پتلی ہو پاک و زائل کنندہ ہو مثل سرکہ کی اوسسے نجاست
کپڑے کی دور کرنا جائز ہے اور منی کھرچ دینے سے کپڑے کی اگر خشک ہو تو پاک ہو جائیگا اور نجاست
رقیقہ و غلیظہ مثل بول و خون و بول خر و موش و گربہ و خمر بقدر ایک درہم کے معاف ہین اور اسی کے
الکتیسوین صفحہ مین لکھا ہے کہ اگر کپڑے پر ایسی نجاست تر ہو کہ نچوڑنے سے نہ ٹپکی اور کپڑا الٹا ہوا ہو
تو اوس سے نماز پڑھنا جائز ہے **قال المرتاب فی الضلال** مین زمانہ طالب علمی مین
چند برس لکھنؤ مین رہا بچشم خود دیکھا کہ مساجد شیعان پاک مین یا کسی امیر کی بھینس پالکی رکھی ہی یا
کوئی تینگ باز کنکوے بناتا ہے یا منبر پاس بیٹھا ہوا چنڈو باز حقہ اوڑاتا ہی یا کوئی کبوتر باز صحن مین
کبوترون کو دانہ چگاتا ہے ہان امام باڑون کو البتہ الیسا مزین پایا کہ اونکی آراستگی اور پیراستگی
کے مقابلہ مین زیب و زینت متھرا بندرا بن کے مندرون کی بھی گرد ہے اور اون کے مجاورون کے
مقابلہ مین رونق بازاری پوجاریون کی سر دہے **یقول المتمسک بولا ئہ الآل**
ہم کو خوب معلوم ہے جس اتالیق نے آپ کو جھوٹ بولنے کا سبق پڑھایا ہے - سُنّی ہو کر اگر جھوٹ
نہ بولے تو اسکے دین کی بنیاد ہی منقطع ہو جائے غالباً آپکا اتالیق صحیح مسلم کی وہی روایت ہی
جسمین حضرت عمر نے جناب امیرؑ اور حضرت عباسؓ سے کہا تھا کہ تم دونون مجھکو اور ابوبکر کو کاذب
اور آثم اور غادر جانتے ہو بھلا جبکہ آپکے بزرگان دین کا یہ شیوہ تھا پھر ہمارا برا ماننا الزام ما لا یلزم سے
محض بے سود ہی - فرزند رشید وہی ہی کہ جو اپنے باپ کے چلن پر چلے جہنم مین جلے یا اسفل السافلین مین گرے

لیکن طریق پدری کا ایک شعر شتہ ٹلے خانصاحب لکھنؤ مین تو کوئی شیعونکی مسجد ایسی نہین ہی جسمین امیرونکی
پینسیں اور پالکیاں رکھی ہوئی ہون یا کوئی اُسجگہہ پر تنگ بازی اور کبوتر بازی کرتا ہو ہان مسجدون کے
صحن خانونمین ایک طرف کو مجاورین اور فقراکے آرام کے لئے اکثر زائد مکان بنے ہوئے ہین اُنمین شاید پالکی کسی
امیر کی رکھی ہو تو اسکا کچھ تعجب نہین ہمنے سنیون کی بہتیون مسجدونکی بھی یہی کیفیت دیکھی ہے
اور چنڈو بازکی نسبت جو تم کہتے ہو کہ منبر کے پاس بیٹھکر حقہ اوڑاتا تھا یہ آپ سچ فرماتے ہین کچھ عجب
نہین ضرور دیکھا ہوگا کوئی پاجی خارجی یا ناصبی چنڈو باز شیعون کی مسجد جاکر خانہ خداکی بیحرمتی
کرنیکی نیت سے شیعونسے چھپ کر آبیٹھا ہوگا۔ اگر شیعی اُسکو دیکھ پاتے تو اسکی خوب ہی گت بناتے
افسوس صد ہزار افسوس آپنے اُس خارجی مردود کو ایسے فعل قبیح کا مرتکب پایا اور آپسے کچھ بھی نہ بن آیا
بدر و حنین اور خیبر کے بھگوڑون سے زیادہ آپ بدحواس ہو کر بھاگ نکلے کیا امر بالمعروف و نہی
عن المنکر کے دائرہ سے آپ خارج ہین عرصہ پانچ برس کا ہوا کہ حسب الطلب ایک رئیس کے مین دہلی
گیا تھا ایک روز جامع مسجد شاہی مین جاکر دیکھا کہ سرمد کے مقبرہ کے قریب چند اجلاف بیٹھے ہوئے
قمار بازی کرتے ہین ہمنے بجولہ و قوتہ انکو ایک ڈانٹ بتلائی وہ فوراً منتشر ہو گئے اور ایک گوشہ مین اُسی
مسجد کے تمہارے ایک مجذوب صاحب دو او نگل کے کپڑے کی دھجی اپنی شرمگاہ پر لگائے ہوئے
چرسی حقہ پی رہے تھے اسکو اس حرکتِ نامعقول پر جو ہمنے سرزنش کرنیکا قصد کیا تو معاویہ شاہیون
نے خانہ خداہی کو میدانِ صفین قرار دینے کا عزم کر لیا ہم بخیال غریب الوطنی خاموش ہو رہے کہ مبادا
حضرت مسلم کا سا تنہا پاکر خانہ خداہی مین ذبح نکر ڈالین اور جنابِ مظلوم کربلا کے عزاخانونکو جو متھرا
اور بندرابن کے مندرون سے تشبیہ دی ہی اور انکے عزادارون کی مناد رمسطور کے پوجاریون سے
بڑھکر تحقیر کی ہی اور ۲۵ صفحہ پر ماتم باڑونکو ایمان بگاڑ رقم کیا ہی سچ تو یہ ہے کہ آپنے دیدہ و دانستہ
اپنے دھرم کو ہاتھ سے دیا ہی۔ کسی شاعر نے تمہین جیسے ہٹ دھرم منہ زورون کے حق مین بجا ہے

چاہا کہ یہ شعر کہا تھا ؎ بد نہ بولے زیر گردون گر کوئی میری سُنے + ہے یہ گنبد کی صدا جیسی
کہے ویسی سُنے۔ لیجئے ادھر کان دیکر اپنے اِس مُزخرفات اور بیہودہ ہفوات کا بھی جواب سُنکر
خوش ہو لیجئے۔ سب سے پہلے جو اسلام مین رخنۂ عظیم پڑا وہ آپ کی بی عائشہ کی بدولت پڑا۔
اسلام اختیار کرنیکے بعد سب سے اوّل جسنے بُت پرستی مستورات مین پھیلائی وہ بھی یہی ذاتِ
شریفہ تھین۔ شوہرون کی نافرمانی انہین کی عنایت سے پھیلی۔ بے پردگی کا سبق انہین نے
پڑھایا۔ اسلام مین تو رخنہ یون پڑا کہ مدینۂ منورہ سے اُس موقع پر جبکہ بیچارہ عثمان کو مصریون
نے گھیر رکھا تھا مکّۂ معظمہ کو چلدین ہر چند آپکے خلافت مآب مدد کے طالب ہوئے مگر اسی مادرِ نامہربان نے
ہامی نہ بھری۔ آخر کار اُس بیچارہ سادہ مزاج کے ساتھ جو کچھ وقوع مین آیا وہ ازبس قابلِ عبرت ہے
فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِی الْاَبْصَار ۔ عثمان بیچارہ کے قتل کا خود ہی تو باعث ہوئی اور بلا خوفِ خدا
و محاسبۂ عقبےٰ جنابِ امیر علیہ السلام کے سر تھوپ دیا اَللّٰهُمَّ احْفَظْ اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ تیس ہزار
نام کے مسلمانون کی سپہ سالارہ بنکر مثلِ صفورہ زوجہ حضرت موسیٰ نبیِّ آخرالزمان کے وصی کے
مقابلہ مین لا کھڑے کئے آن کی آن مین سترہ ہزار تلوار کے گھاٹ اُتروا دئے دیکھئے حشر کے دن
ہزارہا منافقین و صدہا مومنین طرفداران امیر المسلمین کے خونون کے مواخذہ کا سپہ سالارہ صاحبہ
کیا جواب دیتی ہین اور کس صفائی سے بریّت نامۂ منتقم حقیقی سے حاصل فرماتی ہین۔ خانصاحب
مخربہ اسلام اسکو کہتے اور ایمان بگاڑ اسکا نام ہے۔ بُت پرستی واقعی وہ تھی کہ جو حضرت عائشہ
نے ایجاد فرمائی تھی اور آجتک اُس بت پرستی کی بنیاد جابجا صفحۂ دنیا پر قائم ہے اعنی لڑکیون کا
گڑیان بنانا اور طریق محمّدی کے خلاف باتباعِ حضرت عائشہ اون کی تزئین و آرائش مین مصروف
رہکر اعمالِ صالحہ سے غافل رہنا اور ہنگام بُت پرستی خدا اور رسول کا ذکر زبان پر نہ لانا یہ سب آپکی
بی عائشہ کا طفیل ہے اگر وہ زوجہ رسول ہوکر گڑیون سے نہ کھیلتی تو بناتِ اسلام ہرگز ہرگز اِس

Presented by Ziaraat.Com

فعل ناجائز کو عمل مین نہ لاتین - اور امیر زادیان تو گڈے گڑیون کی شادیونمین ہزار ہا روپیہ دل کھولکر بیدریغ اُٹھادیتی ہین واللہ اعلم اس شرک اور اسراف کا جواب بی عائشہ کے پاس کیا ہے تیسرے یہ کہ جناب رسول خدا نے بموجب حکم آیہ وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ کے اپنی اور اپنی اُمّت کی ازواج کو قطعی حکم دیا تھا کہ بدون اجازت اپنے شوہرونکے گھرونسے باہر نہ نکلین اور جناب رسول خدا کی ازواج کا حال بعد وفات آنحضرت مثل حیات کے تھا پھر خدا جانے یہ سپہ سالاری کا عہدہ کس سے حاصل کیا اور کس سے اجازت لیکر لڑنیکو چڑھ گئین اور نیز وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ کے خلاف ورزی کیونکر اختیار کی سلسلہ نزول وحی تو بعد وفات آنحضرت صلعم کے قطعی منقطع ہو ہی چکا تھا - اُسی روز سے مستورات اسلام نے حضرت عائشہ کی پیروی مین شوہرون کی اطاعت کو بالائے طاق رکھدیا - یہ سب ساختہ پرداختہ حضرت عائشہ کا ہے نہ وہ خدا اور رسول کے حکم کو منسوخ فرماتین نہ یہ وبال مسلمان عورتونمین پھیلتا نہ شوہرونکی نافرمانی کرتین - پردہ کا پاس و لحاظ بھی انہین بزرگوارہ کی بدولت صفحہ دنیا سے اوٹھ گیا جبکہ عائشہ کا مسلمانون کی عورتین بصرہ تک سپہ سالارہ ہوکر اور اونٹ کے کجاوہ مین بیٹھکر تیس ہزار مرد کو ہمراہ لیکر جانا کتب تواریخ مین دیکھتی ہین تو تمام وقعت پردہ داری کی عورتون کی نظرونسے گرجاتی ہے اُسوقت وہ صاف یہ کہتی ہین کہ ہم کیا بی عائشہ زوجہ رسول سے بھی بڑھکر ہین وہ تو بصرہ تک باوجود موجود ہونے خاص آیت کے لڑائی کے لئے چلی جائین ہم برادری مین بھی نہ جائین آئین - اگرچہ شیخ جیلانی کے مقبرہ کو جناب سیّد الشہدا کے عزاخانو سے کیا نسبت ہے لیکن ہان اسمین کچھ شک نہین کہ شیخ مذکور کے مقبرہ کی زیب و زینت اور تزئین و آرائش کے مقابلہ مین کالی کلکتہ والی کا استھان متھرا و بندرابن اور سومنات کے مندر بالکل گرد ہین اور شیخ کے مجاورون کی قبر پرستی اور جبہ سائی کے مقابلہ مین مندرون کے پوجاریونکی بت پرستی و ناصیہ فرسائی بالکل ہیچ ہے - اور امام باڑونکو تمہارا بُرا بتانا کچھ نئی بات نہین ہے اس لئے

کہ اکثر کفار مساجد اللہ اور روضہ رسول اللہ تک کو بھی برا بتاتے ہین اور اپنی عاقبت خراب کرتے ہین سو وہ
اور تم بقول آنکہ سگ نے رد برادر شغال اس مقدمہ مین ہمارا کیا نقصان کرسکتے ہو بلکہ جو کچھ کرتے ہو اپنا ہی صریح
نقصان کرتے ہو علاوہ اسکے تمہارے حضرت عمر تو حضرت سیدہ کا مکان جلانے کو چلے تھے سو تمہارا تو ایسی
باتون مین اونسے بہت نمبر کم نکلا اسواسطے کہ تمنے تو اپنے زبان سے ہی زہرا وگلا ہے کسیدکا گھر
تو نہین جلایا دہ تو اس بات سے بھی باز نہ آئے قال المرتبك فی الضلال
جبکہ باعتقاد محبان اہلبیت کے نعوذ باللہ تمام اصحاب کبار جنکے فضائل قرآن پاک کی آیتون
اور نیز شیعون کی معتبر کتب کی روایتون سے ثابت ہین کافر یا مرتد یا منافق ہو گئے تھے
تو پھر ائمہ ہدیٰ نے کیون اُن کے نامونپر اپنی اولاد امجاد کے نام رکھے چنانچہ معتبر تواریخ فریقین
سے ثابت ہی کہ جناب امیرؑ نے جو صاحبزادہ کہ بطن لیلی بنت مسعود سے پیدا ہوا انکا نام ابوبکر
رکھا اور ایک صاحبزادہ کا نام عمر جو بطن صہبہ بنت ربیعہ سے تولد ہوئے تھے رکھا اور ایک صاحبزادہ
کا نام عثمان جو بطن ام البنین سے تھے رکھا بقول المتمسك بولاية الآل خدا جانے
تمکو ایسی بیہودہ باتون کے کرنیسے کیا ملتا ہی اور کس لئے کاغذ کو سیاہ کرتے چلے جاتے ہو حالانکہ
کئی مرتبہ ہم اس بات کو لکھ چکے ہین کہ تمام اصحاب کبار و صغار جنکی فضائل قرآن پاک کی آیتون اور
نیز کتب معتبرہ کی رواتیونسے ثابت ہین شیعہ انکو اپنا ہادی اور پیشوا جانتے ہین اور اُن کے اچھا
ہونے مین کچھ بھی شک نہین کرتے مگر تمہارے اصحاب یعنی حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و طلحہ و زبیر
و معاویہ وغیرہ کو نہ تو ہم کبار جانتے ہین نہ اون کے فضائل اور مناقب ہی کے قائل ہین اسلئے
کہ قرآن مجید اُن کے صریح ذم و لوم و قبائح بلکہ کفر و نفاق سے پُر ہے اور اکثر کتب معتبرہ اہلسنت بھی
اون کی حرکات ناشائستہ پر گواہ ہین اور تم اپنی کج فہمی سے اُن کی رذائل کو فضائل جانتے ہو
اور انہین چند شخصونپر دائرہ اصحابیت کو محدود اور تمام کرتے ہو در حقیقت جن لوگون کے فضائل

اور مناقب ہین اُن لوگونسے تم نہایت درجہ کی سوء اعتقادی رکھتے ہو اور تم جو یہ کہتے ہو کہ جناب امیرؑ نے ابوبکر و عمر کے نام پر اپنے فرزندون کے نام رکھے تھے اسکا یہ جواب عقلاً و نقلاً کافی ہے کہ یہ نام خاصکر کچھ ابوبکر و عمر ہی کے لئے مخصوص نہ تھے بلکہ اور اصحابون کے بھی یہ نام تھے اور جناب رسولخدا صلوات اللہ علیہ وسلم کے احداد کے بھی بعض اولاد کے یہی نام تھے جیساکہ نسب نامہ رسول مین لکھا ہی کہ الیاس[جلد ۱۰] کے ایک پوتے کا نام ابوبکر تھا اور نزار[جلد ۱۹] کے ایک پڑپوتے کا نام عمر تھا اور مرّہ کے ایک بیٹے کا نام بھی عمر تھا اور قصی کے ایک پوتے کا نام عثمان تھا سو انہین کے نامون کو تو مبارک سمجھ کر تمہارے ابوقحافہ اور خطاب وغیرہ نے بھی اپنے بیٹون کے نام رکھے تھے اور کچھ یہ نام ابوبکر و عمر ہی کے حصہ مین نہین آگئے تھے جو اور کوئی صاحب یہ نام نہ رکھتے علاوہ اسکے یہ ہے کہ عبداللہ ابن زیاد وہ شخص تھا کہ جسنے خاندانِ رسول اللہ کی برباد کرانے پر نہایت سعی کی تھی مگر اُسکے عبداللہ نام ہونے پر کسی نے کچھ خیال نہین کیا اور اس نام کے بامعنی اور نیک و عمدہ ہونیکی وجہ اور نیز اصحاب مخلصین کے ہمنام ہونیکی جہت سے ائمہ ہُدا علیہم السلام نے اپنی بعض اولاد کا نام بھی عبداللہ رکھا تھا اور شیعہ جو اپنی اولاد کے نام ابوبکر و عمر کے نام پر نہین رکھتے سو اُسکا سبب یہ ہے کہ شیعہ حضرت سید الانبیاء اور اوصیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نامون سے جسقدر محبت رکھتے ہین اُسیقدر اُن کے نام لینے کو ثواب بھی جانتے ہین اور اُن کے نامون ہی زیادہ مبارک اور سعید اور نیز معنو مین عمدہ بھی کسی دوسرے آدمی کے نام کو نہین جانتے اور ایسے لوگون کے نام کہ جنکا ظلم و ستم کرنا بہت شہرت رکھتا ہے اور معنے بھی اون کے نامون کے خراب ہین جیسے شمر اور شبل اور خولی سو اُن کے نام رکھنے سے پرہیز کرنا البتہ شیعونکو درست ہی اور اسی باعث سے کوئی شیعہ ایسے نامونکو نہین رکھتا مگر ذرا تم اپنے ہان کے لوگون کی تو خبر لو کہ وہ تو اپنی اولاد کے نام یزید اور ابن ملجم اور ہنود کے نامونپر نام رکھتے ہین دیکھو ایک تمہارے ولی بسطامی تھے

جنکا نام بایزید تھا اور ایک تمہارے حضرت کمہاری تھے اور ایک صاحب کا نام شہر بنارس کے نام پر جو ہنود کی خاص پرستش گاہ ہی بنارسی خان رکھا گیا ہی اور یہان فیروزآباد مین ایک بقال کا نام بھی بنارسی ہی سوا ایسے ناموں پر تو تم کچھ بھی خیال نہین کرتے اور بیچارے شیعون پر بیفائدہ طعن کیا کرتے ہو

قال المرتبک فی الضلال قصہ حضرت شہربانو کا یہ ہی کہ جب حضرت عمر نے لشکر اسلام کو بھیجکر بہت سے ممالک عجم پر فتحیابی حاصل کی چنانچہ وہان سے بکثرت غنیمت آئی زر و جواہر بے شمار اسیران پارس قطار در قطار ازانجملہ شہربانو شاہ یزدجرد فارس کی بیٹی بھی تھین تقسیم غنیمت کیوقت آپ گھبرا کر بار بار حضرت امام حسین کا منھ تکتی تھین حضرت عمر نے دیکھا کہ شہربانو کا میل حضرت امام حسین کیجانب ہی فرمایا کہ اے حسین شہربانو آپکے واسطے خاص کی گئی معہ زیور اپنے گھر لیجاؤ اس قصہ سے چند فوائد حاصل ہوئے ایک یہ کہ حضرت عمر کو اہلبیت سے مطلق کینہ نتھا اگر نعوذ باللہ کچھ بھی ہوتا تو آپ حضرت شہربانو کو ہرگز حوالہ حضرت امام حسینؑ کے نکرتے **یقول المتمسک بولاء الآل** اس واقعہ کی صحیح کیفیت یہ ہی کہ جب لشکر مسلمانوں کا جنگ فارس کے لئے تیار ہوا تو ان مسلمانون نے حضرت عمر سے کہا کہ یہ مہم بڑی سخت ہی اسمین حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے ضرور مشورہ لیجیے اور انہین کی رائے پر اس جنگ کی فتحیابی تصور کیجیے ورنہ اس جنگ کا فتح ہونا محال بلکہ صرف خیال ہی خیال ہی اور حضرت امیرؑ اس بارہ مین مشورہ شائستہ اور تدبیر بایستہ بتلانے مین ہرگز ہرگز دریغ نہ فرمائینگے خواہ وہ تمسے کیسے ہی ناخوش ہون اسلئے کہ انکو دین اسلام کی ترقی اور اسکی شان شوکت کے بڑھنے کا ازبس خیال ہی اور لشکر اسلام کی ہتک حرمت اور شکست کھانے اور بھاگ آنیکو بہت ناپسند کرتے ہین اور بعد فتحیابی اس جنگ کے جو مال غنیمت کہ اسجگہ سے آویگا اسمین سے ہم پہلے اہلبیت رسول کا حصہ سدہی نذرانہ نکال کر پیش کرین گے اور جو چیز ان کو پسند ہوگی وہ اونکی سپرد کردین گے اس بات کو سنکر حضرت عمر نے حضرت علی علیہ السلام کو ان کے مکان سے

بلوالیا اور اُنسے یہ کہا کہ اس جنگ کا انتظام آپ کیجیے ورنہ اس جنگ کی فتح ہونیکی نہایت ہی نااُمیدی اور ہراس ہے پس جناب امیرؑ نے اُس لشکر اسلام کو ایسی تدابیر صحیحہ اور کامل بتلائین کہ جسکی وجہ سے وہ جنگ بخوبی فتح ہوگئی اور جب غنیمت وہانسے بکثرت آئی تو اُن مسلمانون نے حضرت امیرؑ اور حسنین علیہم السلام کو طلب کیا اور اونکا حصہ مال غنیمت مین سے حسب منشا اون کے دینا منظور کیا پس اوسیوقت حضرت عمر کی نیت مین یہ بل آگیا کہ مبادا اہلبیتؑ رسول اس غنیمت مین سے کہین بیش قیمت اور عمدہ چیزین پسند کرکے لیجاوین اس سبب سے اُن مسلمانونکو یہ حکم دیا کہ پسند کرکے تو کسیکو کوئی چیز نہ لینے دو بلکہ تمکو یہ کرنا چاہیے کہ سب چیزونپر قرعے ڈال لو اور جو چیز جسکے نام پر نکلے وہ اُسکے حوالہ کردو پس اُن لوگون نے حسب الحکم اون کے ایسا ہی کیا اور سب چیزونپر قرعے ڈالنے شروع کردیے اور جب حضرت شہربانو کی نسبت قرعہ ڈالا تو وہ قدرت خدا سے اہلبیتؑ رسول کا نام نکلا پس حضرت شہربانو حضرت فاطمہ علیہا السلام کے گھر مین آئین اور حضرت امیرؑ نے جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف اُنکو زیادہ متوجہ پایا تو حضرت امیرؑ نے اُنسے دریافت کرکے اُنکا صیغہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے پڑھا دیا اور تم لوگ جو اپنی طرف سے اس مقدمہ مین باتین بنایا کرتے ہو سو تمہاری ان پوچ باتونکو ہم کب مانتے ہین ہمارے ہان تو کتاب جلاء العیون مین یہ لکھا ہی کہ حضرت شہربانو کو پہلے ہی سے حضرت سیدہؑ نے خواب مین ایمان بھی تلقین کیا تھا اور یہ خبر بھی کردی تھی کہ تو میرے فرزند حسینؑ کے عقد مین آویگی چنانچہ حضرت شہربانو ملک فارس مین اس وقت کی نہایت منتظر رہتی تھین جب خدا نے یہ سبب پیدا کیا تو اُن کی دلی مُراد پوری ہوگئی اب یہ فرمائیے کہ کہین حضرت عمر نے اپنی گرہ سے کیا دیدیا تھا بلکہ حضرت امیرؑ کی نیک تدابیر بتلانے اور دیگر مسلمانون کی جانبازی کرنے سے حضرت عمر کو گھر بیٹھے بٹھائے مُفت کا ایک ملک عظیم ہاتھ لگ گیا اور جو مسلمان کہ جانبازی کرکے غنیمت لائے تھے اُنھون نے اگر حضرت امیرؑ کے احسان کا شکریہ ادا کیا تو کیا

Presented by Ziaraat.Com

تعجب ہوا اُن لوگون نے بھی تو خود مالِ غنیمت مین حصہ لیا تھا اور حضرت عمر کا اہلبیتِ رسول سے بغض اور کینہ رکھنا تو قصیہ فدک وغیرہ سے بخوبی ظاہر ہے اور یہ روایت شہربانو کی حضرت عمر کے ساتھ کینہ رکھنے کو برطرف نہین کر سکتی **فال المرتبک فی الضلال** توریت کی کتاب استثنا مین ہے کہ اگر تیرا بھائی یا بیٹا یا جورو یا دوست کوئی تجھے پھُسلاوے اور کہے کہ آؤ غیر معبودون کی بندگی کرو تو تُو اُسکے موافق نہونا اور اُسکی بات نہ سننا اور اُسپر رحم کی نگاہ نرکھنا اور اُسکی رعایت نکرنا اور اُسے پوشیدہ نرکھنا بلکہ ضرور قتل کر ڈالنا اُسکے قتل پر پہلے تیرا ہاتھ پڑے دیکھو بلا رعایت حضرت شیخین نے اپنے عزیزون کو قتل کرنے مین دریغ نکیا چنانچہ شیخ حلی نے کہ شیعون کے امامِ اعظم ہین اپنی کتاب تذکرۃ الفقہا کے چھٹی فصل مین لکھا ہے کہ اُحد کے دن حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے باپ کے قتل کرنیکا ارادہ کیا مگر حضرت صلعم نے منع فرمایا کہ تو جانے دے اور کوئی یہ کام کرلے گا اور تفسیر مجمع البیان و منہج الصادقین و خلاصہ تفسیر جرجانی مین مفسر شیعہ لکھتے ہین کہ حضرت عمر فاروق نے قیدیان بدر کی نسبت فرمایا کہ جو جسکا رشتہ دار ہو اُسکو اُسیکا رشتہ دار قتل کرے **بقول المتمسک بولایۃ الال** کتاب تذکرۃ الفقہا چھپ گئی ہے نایاب کتاب نہین ہو کہ جو کوئی تمہارے دم بازی دھوکہ مین آجاوی دیکھو علامہ علیہ الرحمہ نے اس روایت سُنیہ کو الزاماً علی اہل السنۃ لکھا ہے جس مقام پر کہ ردّ کیا ہو قول علماء اہلسنت کو باب قتال بغاۃ مین کہ پسر کا قتل پدر بدون ضرورت بلا کراہت جائز جانتے ہین حالانکہ یہ دو دلیل سے باطل ہے ایک دلیل تحقیقی کہ وہ آیہ وَاِنْ جَاھَدٰاکَ الخ ہو دوسری دلیل الزامی کہ وہ روایت اہلسنت ہو کہ ابوبکر کو جناب رسولخدا نے قتل پدر سے منع کیا اور اگر یہ روایت اہلسنت کی نہوتی تو دلیل الزامی کیونکر تمام ہوتی پس غرض علامہ علیہ الرحمہ کی یہ ہو کہ مذہب اہلسنت اس بارہ مین بدلیل تحقیقی و الزامی دونون طرح سے باطل ہے اور امام اعظم ہماری مذہب مین کوئی عالم بااین لقب نہین ہو البتہ سنیون نے ابوحنیفہ کو اپنا امام اعظم بمقابلہ ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے بنالیا

اب تم کو اختیار ہے کہ جسکا لقب چھین کر جسکو جی چاہے اُسکو عنایت فرمائیے اور تمہارا یہ لکھنا کہ حضرت
ابو بکر نے اپنے باپ کے قتل کر ڈالنے کا ارادہ کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر کو ملت یہود یہ
سے از بس رغبت تھی کیونکہ توریت محرّفہ مین تو بیشک فرزند کو باپ کے قتل کر ڈالنے کا حکم تھا اور
خدائے تعالےٰ نے قرآن مجید مین آیہ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا نازل فرما کر اُس حکم کو
منسوخ فرمایا تھا مگر حضرت ابو بکر نے خدا کے منع کرنیکو نہ سُنا اور اُسی شریعت منسوخہ کے حکم پر
مستعد ہوئے پس بخوبی ثابت ہوا کہ انھون نے تصدیق قرآن کی نکی پس یہین سے سمجھ لینا چاہیے
کہ کل منافقین کا یہی حال تھا ظاہر مین تو خوشامد آمیز میٹھی میٹھی باتین کیا کرتے تھے اور درحقیقت
یہودیت اور مجوسیت کو ترک نہین کرتے تھے اور تفسیر مجمع البیان وغیرہ سے جو بدر کے قیدیون
کی نسبت لکھا ہے کہ حضرت عمر نے اُن کے قتل کرنیکا مشورہ دیا سو اُسکا جواب آیہ لَوْلَا كِتَابٌ
کی بحث مین ہمنے پہلے ہی تحریر کر دیا ہے کہ دراصل یہ روایت خاص کتب اہلسنت کی ہے اور ہمارے
بعضے مفسرین کا یہ بھی دستور ہے خصوصاً صاحب تفسیر مجمع البیان کا کہ کل اقوال علمار تفسیر کو
اور کل روایتون کو جو متعلق بتفسیر آیہ ہوتی ہین بلفظ قِیلَ اور بلفظ رُوِیَ بیان کرتے ہین اور جو
روایت کہ اپنے ہان کی لکھتے ہین اور اُسکے خود مصدق بھی ہوتے ہین تو اُسکو بلفظ قال اصحابنا
وبلفظ رُوِینَا تعبیر کرتے ہین پس تم ذرا تفسیر مجمع البیان مین اس روایت کو دیکھو تو کہ اس مین لفظ
رُوِیَ ہے یا رُوِینَا ہے اور اس روایت مین اگر رُوِینَا کا لفظ منہاج الصادقین اور خلاصہ تفسیر
جرجانی وغیرہ سے ہو تو وہ بھی ہمکو دکھلائیے اور بالفرض اگر یہ روایتین سچّی بھی ہون تو حضرت ابو بکر
و عمر نے ایسی باتین بمکر و فریب بطور خوشامد کی کردی ہون گی اسلیے کہ اخلاق حسنہ آنحضرت صلعم
سے بخوبی ظاہر تھا کہ ایسی شقاوت و قساوتِ قلبی پر وہ کبھی راضی نہون گے اور اگر حضرت ابو بکر و
عمر کو دراصل قتل کرنا اپنے رشتہ دارانِ کفار کا یا اُن کے ہاتھ سے خود شہید ہونا منظور ہوتا تو بدر

سورۂ لقمان پارہ ۲۱ رکوع ۲

اور احد کے دن صف جنگ مین سے کیون بھاگ جاتی چنانچہ تفسیر درّ منثور مین مذکور ہی کہ حضرت عمر
احد کے دن صف جنگ مین سے بھاگ کر ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور اسجگہہ پر اسطرح سی اچھلتی تھی
جیسے کہ مادہ بز کوہی اوچکتی ہی **فالمرتبت فی الضلال** یہ بات بھی طرفین مین متحقق ہی
کہ روی زمین پر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ سے بڑھکر کوئی مقام متبرک و بزرگ نہین ہی جتنے کہ دونون
فریق ان دونون مقدس جگہون کو ہمرتبہ عرش و کرسی کا جانتے ہین اور یہ بھی یقینی اعتقاد رکھتے
ہین کہ ان دونون مقام پاک مین دجّال ناپاک کا ہرگز گزر نہوگا پھر کیا سبب ہے کہ اسدم تک یہ دونون
مقام مبارک بدستور سابق مشرکون و کافرون و مرتدون سے معمور ہین اور کوئی مومن پاک بغیر تقیہ
کے گھسنے نہین پاتا اگر عقدہ کھل جاتا ہی تو نوبت تڑاتڑ و پڑاپڑ کی پہنچتی ہی اس مین مشیت ایزدی کیا ہی
بقول المتمسک بولایت الاول پہلے تو تم شیعون ہی پر طعن کرتے تھے اب خدا کو بھی الزام دینے
لگے مکہ معظمہ مدینہ منورہ کو مخصوص قرار دیکر بحث کرنا محض بے سود ہی صاف صاف یہی کیون نہین
کہدیتے کہ خدا کی خدائی مین کافر اور منافق اور مشرک اور مرتد کیون رہتے ہین اور ان کے رکھنے
مین مشیت ایزدی کیا ہی جب ثلاثہ کی محبت مین ان کے بچاؤ کے واسطے دہریے ہی بنے تو پھر شیعون سی
شرماکر بحث کرنا کیا ضرور ہے اور شیعون کے پاس تو تمہارے ایسی ویسی واہی تباہی بے اصل دلیلون
کے بیسیون دندان شکن جواب موجود ہین اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو البتہ شیعی مقامات متبرک جانتے ہین
مگر ان دونون جگہون کے بزرگ اور جلیل القدر ہونیکی وجہ سے یہ نہین لازم آتا کہ ان دونون جگہون
کے باشندے مذہب باطل پر نہون اسلیے کہ ان دونون مقامون کی بزرگی کچھ آج سے یا ہزار پانسو برس
سے نہین ہے بلکہ قدیم الایام سے یہ دونون مقام بزرگ اور متبرک ہین جیسا کہ بعد زمانہ حضرت ابراہیم
و اسمٰعیل علیہما السلام کے خانہ کعبہ کی نسبت جذب القلوب مین لکھا ہی کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام
بھی اسکے حاجی اور معتمر ہوئے تھے بہرکیف ایسے مکان معزز اور محترم مین جسکی شان مین خدا تعالےٰ

Presented by Ziaraat.Com

اَنْ طَہِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعَاکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ فرماتا ہی چنانچہ قبل غلبہ اسلام کے مشرکین نجس العین رجس از شان اُس مین داخل ہوتے تھے اور تین سو ساٹھ بت اُسمین رکھکر اہل مکہ نے انکی مدتون پرستش کی تھی پس اگر عزت مکانی باعث عدم مداخلت اہل باطل ہوتی تو چاہئے تھا کہ کعبہ مین کبھی بت پرستی نہوتی اب اور سُنئے کہ بعد غلبہ اسلام کے اِن دونو شہرونمین جسطرح مومنین رہتے تھے اسیطرح منافقین بھی بستے تھے لیکن اُس مدینہ منورہ مین کہ بموجب مشرب جناب والا کے جسکے بیت الخلا کی جگہہ بھی طاہر اور مطہر تھی ایک ایسی غضب کی بدعت وقوع مین آئی کہ جسکی بنا پر تمام دفتر اسلام درہم وبرہم ہوگیا یعنی خاص شہر مدینہ میں آپ کے حضرت عثمان خلیفۃ الرحمان جامع القرآن حامی مرواں باوجود موجودگی ہزارہا اصحاب و مہاجر و انصار کے بکمال بے رحمی سے قتل کئے گئے نفس واحد بھی اونکی داد و فریاد کو نہ پہنچا اُسوقت مدینہ منورہ کی طہارت میں کچھ فرق نہ آیا۔ یا آنکہ آپ کے حضرت خلیفہ جیو سے اِس قسم کی حرکت خلاف حکم خدا ورسول ظہور مین آئی کہ انکا قتل باعث عدم طہارت نہ سمجھا گیا چنانچہ کتاب قصص الانبیاء سے یون ثابت ہوتا ہے کہ بڑے خلیفہ صاحب کی صاحبزادہ حضرت محمد بن ابابکر قاتلان عثمان کے رفیق وشریک تھے اور کتاب حیوٰۃ الحیوان مین تو بعبارت عربی صاف لکھا ہی جسکا حاصل یہ ہے کہ داخل ہوئے وہ لوگ عثمان پر اُن کے گھر مین اور قرآن شریف اُن کے آگے رکھا ہوا تھا محمد بن ابی بکر نے داڑھی پکڑی حضرت عثمان کی اور عثمان نے کہا کہ اے فرزند برادر قسم ہے خدا کی اگر باپ تیرا دیکھتا اِس مقام تیرے کو یعنی حرکت تیری کو تو اُسکو برا معلوم ہوتا محمد ابن ابابکر نے یہ سُنکر داڑھی انکی چھوڑ دی اور پیچھے کو ہٹ گئے اور نیار ابن عیاض اور سودان بن حمران نے تلوارین عثمان کے ماریں اور عمر بن الحمق حضرت عثمان کے سینہ پر بیٹھا اور ایک ایسی ضرب انکی لگائی کہ وہ ہلاک ہوگئے اور استیعاب میں مالک سے روایت ہے کہ حضرت

Presented by Ziaraat.Com

عثمان کو بعد قتل کرنے کے لوگوں نے مزبلہ پر بھی ڈالدیا اور ایسا ہی واقدی اور عنبری وغیرہ نے بھی اپنی تصانیف مین زیب قلم فرمایا ہے کہ حضرت عثمان کو اکابر صحابہ و اہل مدینہ نے قتل کر کے مزبلہ پر ڈال دیا تھا اور تین دنے اونکا دفن و کفن نہ کیا اور نہ کسی نے اُن کے جنازہ کی نماز پڑھی آخر کار مروان اُن کے سالے نے تیسرے روز مزبلہ پر سے اُٹھا کر قبرستان یہود مین اون کو دفن کر دیا اور قاضی القضات نے کتاب مغنی مین یون لکھا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر صحابی حضرت عثمان کے حق مین یہ کہتے تھے کہ نحن قتلناہ کافرا یعنی ہمنے قتل کیا اُسکے تئین کہ وہ کافر تھا اور کتاب میزان ذہبی میں زید بن وہب نے حضرت حذیفہ سے اسطرح روایت کی کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ جسوقت خروج کریگا دجال پس پیروی کریگا اُس کی وہ شخص کہ جو دوست رکھتا ہی عثمان کو علاوہ اسکے اسی کو کیون نہ دیکھ لو کہ وہ لوگ بھی تو مکّہ مدینہ ہی کے باشندے تھے کہ جنھون نے یزید بن معاویہ کی بیعت کی تھی چنانچہ تمنے خود اپنے رسالہ کے صفحہ اکتہر مین اسطرح پر لکھا ہی کہ ناگزیر سب نے یزید کی بیعت کی مگر پانچ بزرگون نے صاف انکار کیا اور تمھارے صحیح بخاری کی کتاب الفتن مین یوں مذکور ہے کہ عبد اللہ ابن عمر نے اپنی اولاد اور اقربا کو جمع کر کے یزید بن معاویہ کی بیعت پر قائم رہنے کا حکم دیا اور یزیدیون کے دست تظلم سے جو کچھ بے حرمتی بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے مکّہ اور مدینہ کی ہوئی ہے اُس کو تمام زمانہ جانتا ہے اگرچہ دجّال کا کسی باعث سے وہان گذر نہوگا تو کیا ہے یزیدی بھی تو دجّال سے کچھ کم نہ تھے جنھوں نے خانہ رسول مین آگ لگائی مسجد نبوی مین گھوڑے باندھے خانہ خدا کو منجنیقون سے گرادیا اور جذب القلوب مین لکھا ہے کہ ایک روز حضرت رسولخدا نے یوم الخلاص کو یاد کیا اور فرمایا کہ یوم الخلاص وہ روز ہے کہ جسروز دجّال آویگا اور کوہ احد پر چڑھکر نگاہ کریگا پس اُسوقت جو جو شخص مدینہ میں کافر اور منافق اور فاسق ہوگا وہ دجّال کے پاس چلا جائیگا

دفعتہً خود بخود مدینہ ہر خبث اور نجاست سے مطہر اور منزہ ہوجائیگا کیون حضرت ابھی تو یوم
الخلاص بھی نہین آیا اب آپ ہی فرمائیے کہ مدینہ اور اہل مدینہ نجاست کفر و نفاق و فسق و فجور سے
کیونکر پاک اور صاف ہوگئے اور وہ لوگ بھی تو مکہ مدینہ ہی کے رہنے والے تھے جنہون نے جنگ
جمل کی بنیاد قایم کی تھی اور بخاری اور مسلم میں لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا نے خانہ عائشہ کو
فرمایا تھا کہ راس کفر اسجگہہ پر ہے اور اسی جگہہ سے قرن شیطانی نکلے گا اور تم بیچارے گوڑکے
بھنگے کیا جانو کہ دنیا کدھر بستی ہے ورنہ مکہ مدینہ مین تو سبھی طرح کے آدمی رہتے ہین اور فضل خدا
سے کوئی عمدہ جگہہ بھی شیعان علی ابن ابیطالب سے خالی نہین ہے مکہ میں محلہ غزارہ اور جبل اعلےٰ
اور مدینہ مین محلہ بنی نخاولہ اور مسجد قبا اور مسجد ذو الشمس اور مشربۂ ام ابراہیم اور عوالی میں بنی
حسین سادات فاطمی ہزارون شیعہ رہتے ہیں کہ انہین سُنّی نام کو بھی نہیں ہے گو اہل کفر
اُن کو بمقتضائے اینکہ کافر ہمہ را بکیش خود پندارد کافر ہی سمجھین سوالیسون کی سمجھنے سے کیا
ہوتا ہے اور سُنّیون کی شرارت کے سبب سے اگر شیعہ تقیہ کرتے ہیں تو کیا حرج ہے مکہ مدینہ مین
حکومت بھی تو بادشاہ مخالف کی ہے اور جیسا کہ تم لکھتے ہو کہ نوبت تڑاتڑ اور پڑاپڑ کی پہنچتی ہے
سو یہ بات تو ہمنے کسی معتبر حاجی اور زوّار کی زبانی نہین سُنی اور اگر بالفرض کوئی شقی ایسا کرتا بھی
ہے کہ شیعون کو آزار پہنچاوے تو اُس شقی کو سوائے ظالم اور غادر بن جانی کے اور کیا حاصل
ہوتا ہے مگر تمنے تو اسقدر بیہودہ اور خلاف تہذیب لکھنے پر کمر باندھی ہے کہ جسکا کچھ ٹھکانا ہی
نہین کیا تمنے کتاب معارج النبوت کو بھی نہین دیکھا کہ اُس مین خاص حضرت ابوبکر
کی نسبت کفار مکہ کا ستانا اسطرح لکھا ہے کہ ہرگاہ سی و نہ کس از مردمان اسلام آوردند ابوبکر
از میان آنہا درباب دعوت کردن کفار و خروج آنحضرت الحاح کرد آنحضرت فرمود کہ اے ابوبکر
ما ہنوز قلیلیم و تاب مقاومت و مجاہدہ آنہا نداریم پس ابوبکر بسیار اصرار نمود تا اینکہ آنحضرت

بمسجد تشریف آورد ابوبکر استادہ خطبہ خواند دران ہنگام کفار بر ابوبکر حملہ کردند و عتبہ بن ربیعہ بہ پشت نعلین خود کہ جابجا آنرا پیوند کردہ بودند حضرت ابوبکر را آنقدر زد کہ بینی او بار خسار برابر شدہ و باز ہم اصلا امتیاز نداشت انتہیٰ۔ پس جس حالت میں کہ تم لوگوں کی کیفیت یہ ہے کہ ملاعین کی ظلم کرنیکو اپنے حضرت ابوبکر کی شان مین اسطریقہ سے لکھتے ہو اور کچھ بھی حجاب نہیں کرتے پھر شیعہ تو سنیّون کے صریح دشمن ہیں اون کو اگر کوئی سُنّی مکّہ اور مدینہ مین قتل بھی کرڈالے تو کچھ جائے طعن و تشنیع ہرگز نہیں۔ بنی اُمیّہ اور عباسیون کے عہد میں جو جو ظلم و ستم سادات پر ہوئے ہیں اُسکو منصف مزاج جب عدالت کی نظر سے دیکھتے ہین تو بنی امیہ اور عباسیہ کو ظالم اور قابل لعن سمجھتے ہین اور سادات کو مظلوم سمجھکر رحمت بھیجتے ہین **قال المرتبک فی الضلال** مولف انوار الہدیٰ نے لکھا ہے کہ جب امام محمد زکی شہید ہوئے تو صاحبزادی آپ کے سرداب میں غایب ہوگئے جب مکان کو لوٹا تو آنحضرت کو دجلہ کے اندر پانی پر مصلے بچھائے ہوئے بیٹھے دیکھا لوگ دریا مین گھسے تو غرق ہوگئے چنانچہ اس خواب پریشان کی تعبیر بھی خود ہی مولف نے یہ کی ہے کہ بعقیدہ علماء شیعہ یہی صاحب الامر امام مہدی آخر الزمان ہیں یہ تمام روایات واہیات شیعوں کی کتب معتقدات میں درج ہین مگر یہ مضمون بالخصوص لب لباب احقاق الحق معتبر کتاب شیعون کا ہے جسکا جی چاہے کتاب مذکور میں دیکھ لے اور اہلسنت کی کتابون میں اس سوتے جاگتے کے قصہ کا کچھ اثر نہیں ہے اور نہ کوئی سُنّی اس کچے غم کا معتقد ہے **یقول المتمسک بولا یتہ الال** صاحب انوار الہدیٰ نے دو روایتون کا خلاصہ ایک جگہہ پر تمہارے مُلّا جامی کی شواہد النبوت سے نقل کیا ہے ذرا شواہد النبوہ کو تو دیکھئے کہ اُسمین یہ روایتیں موجود ہین یا نہین ایک تو یہ روایت ہے کہ لوگون نے حضرت امام مہدیؑ کو ان کے مکان میں پانی پر مصلّے بچھائے ہوئے بیٹھے دیکھا دوسری یہ ہے کہ شیعہ امامیہ خاصکر امام

مہدی کی نسبت دو غیبت ثابت کرتے ہیں ایک غیبت قصری یعنی کوتاہ دوسری غیبت
طولٰے یعنی دراز مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس دوسری روایت کی بھی مُلّا جامی ہے مصدق
ہوئے ہیں بلکہ مصدق تو دراصل مُلّا جامی حضرت امام مہدی علیہ السلام کی پیدائش کی ہین
جیساکہ قبل ان روایات کے کتاب مذکور میں لکھا ہے کہ محمد بن حسن بن علی بن محمد بن علی الرضا
علیہم السلام وہی امام دوازدہم است وکنیت وے ابوالقاسم حکیمہ عمہ ابومحمد زکی رضی اللہ عنہ
گفتہ است کہ روزے پیش ابومحمد زکی رضی اللہ عنہ در آمدم فرمود کہ اے عمہ امشب درخانہ ما
باش کہ خدائے تعالےٰ مارا خلفے خواہد داد من گفتم این فرزند از کہ خواہد بود کہ در نرجس ہیچ اثر
حمل نمی بینم فرمود کہ اے عمہ مثل نرجس ہمچون مثل اُم موسیٰ علیہ السلام است کہ حمل وے جز
وقتِ ولادت ظاہر نخواہد شد۔ بعد ازان دیدم کہ خانہ روشن شد نظر کردم فرزند وے بر
زمین آمدہ در سجدہ افتادہ اب لیجئے غیبت کے بارہ میں بھی ہم تمہارے اور علماء معتبرین کے
اقوال سے بخوبی ثابت کئے دیتے ہیں پہلے تم اپنی کتاب روضۃ الاحباب کو دیکھو کہ اسمین بعبارتِ
فارسی یوں لکھا ہے کہ امام مہدی امامِ دوازدہم است وآن امامِ ذوی الاحترام در کنیت و
نام با حضرت خیر الانام علیہ وآلہ تحف الصلوٰۃ والسلام موافقت دارد مہدی منتظر وخلفِ
صالح وصاحبُ الزماں در القاب او منتظم است۔ اور پھر یہ لکھا ہے کہ واہب العطایا مثل
یحییٰ در حالت طفولیت او را حکمت کرامت فرمود و در سردابہ سرمن رائے از نظر فرق برایا
غایب شد انتہےٰ۔ اور سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامۃ مین اسطرح لکھا ہے کہ ھو محمد
بن حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین
بن علی ابن ابیطالب علیہم السلام وکنیتہ ابو عبداللہ وابوالقاسم وھو الخلف الحجۃ
صاحب الزمان القایم المنتظر الباقی وھو خر الائمۃ اور کتاب یواقیت وجواہر میں یہ لکھا ہے کہ امام مہدی فرزند

Presented by Ziaraat.Com

امام حسن عسکری کے ہین اور پیدائش اُن کی نیمہ شب شعبان ۲۵۵ھ دو صد و پنجاہ و پنج ہجری
مین ہوئی ہے اور وہ باقی ہیں اسوقت تک کہ جمع ہون اُن کے پاس عیسےٰ ابن مریم اور شیخ
عبدالحق نے رسالہ مناقب الائمہ مین لکھا ہے کہ حکیم میگوید پیش ابو محمد حسن عسکری رضی اللہ عنہ
آمدم مولود را پیش وے دیدم در جامہاے زرد اور انوری و عظمتی دیدم کہ دل من گرفتار شد گفتم
سیدی ہیچ علمی داری بحال این مولود مبارک کہ آن علم را بمن القا کنی گفت یا عمہ این مولود
منتظر ماست کہ ما را بدان بشارت دادہ بودند۔ اور سوا اسکے ابن اثیر نے کتاب جامع الاصول
مین اور شیخ محی الدین نے فتوحات مکیہ میں اور عبداللہ بن محمد یوسف شافعی نے کتاب البیان
میں اور کمال الدین بن طلحہ شافعی نے کتاب مطالب السئول میں اور شیخ نور الدین ابن صباغ نے
فصول مہمہ میں اور محمد پارسائی کتاب فصل الخطاب میں اونجناب کی پیدائش اور غیبت کا صاف
اقرار کیا ہے اگر تم جیسے ایک دو کچون نے اسکو کچا غم جانا اور سوتے جاگتے کا قصہ مانا تو اسکی
کیا پروا ہے۔ عدم واقفیت کسی شے کے اُسکی عدم موجودگی کی دلیل نہین ہو سکتی یون تو
اکثر کفار بھی حضرت خضر و الیاس علی نبینا علیہما السلام کی زندگی اور پوشیدگی پر مضحکہ کیا کرتے
ہیں سو اُن کی اس مضحکہ کرنیکو کون خیال مین لاتا ہے انشا اللہ تعالےٰ حشر کے روز اس انکار
بدیہی کا ذائقہ خود بخود آپ کی زبان پر محسوس ہو جائیگا قال المرتاب فی الضلال
غیرت والے تو چلو بھر پانی مین ڈوب مرتے ہیں مگر یہاں بوند بھی نہین ٹہرتی صفحہ ۳۰ سے
۷۱ تک مولف انوار الہدےٰ نے کرامات شواہد النبوت سے لکھی ہیں اگر مولف کے اعتقاد
میں شواہد کتاب معتبر ہے تو ایک روایت اسی کتاب کی ہماری طرف سے بھی تسلیم کر لینی چاہئے
وہ یہ ہے کہ صفحہ ۱۴۱ مین ہے سفینہ رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ چون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مسجد بنا میکرد سنگے بنہاد پس ابو بکر صدیق را گفت سنگ خود پہلوے سنگ من بنہ بعد ازان

عمر را گفت سنگِ خود را پہلوئے سنگ ابوبکر صدیق بنہ پس فرمود کہ اینہا خلفا باشند بعد از من
اور اگر غیر معتبر ہے تو کرامت ائمہ بھی ساقط عن الاعتبار ہونا چاہیئے یہ کیا کہ میٹھا میٹھا ہڑپ اور
کڑوا کڑوا تھو یقول المتمسک بولایۃ الآل غیرت تو حضرت تمہارے ہی پاس سے ہو کر نہین نکلی
اگر غیرت ہوتی تو ایسی نادانی کی باتین ہی کیون کرتے اور کیوں صاحب یہ الفاظ مہذبانہ نئے نئے
ہڑپ اور تھو شاید تمنے ملا بنارسی کی لغات التہذیب میں ملاحظہ کیئے ہونگے اندرینصورت اگر شیعی
بھی ترکی بترکی جواب دیویں تو آپ پر سُننا واجب ہوگا نیز شیعونکو خطا وار نہ جانیگا اور سفینہ
کی روایت کی نسبت جو تمنے لکھا ہے کہ اسکو بھی تسلیم کرنا چاہیئے سو شیعہ تمہاری اس روایت
کو کیوں تسلیم کرین گے کچھ شواہد النبوت انکی مذہب کی کتاب نہیں ہے وہ تو تمہارے ہی ملا جامی
نے لکھی ہے تم اپنے ملا جامی کی قبر پر جاکر فریاد کرو کہ تمنے اعجاز و کرامات ائمہ اپنی شواہد النبوت میں
کیوں لکھدی ہیں شیعہ اُنسے ہمکو قائل کرتے ہیں طرفہ تر یہ ہے کہ جب آپ کو عقل کی بدہضمی کا عارضہ
لاحق ہوا تھا تو اُسوقت آپنے اپنے رسالہ کے صفحہ ۷۷ اپر انجیل مروج سے آسمان کی بادشاہت
کا ذکر لکھا ہے اگر تمہاری طرح پر تمسے نصارا بھی یہی کہیں کہ تمنے ایک روایت تو ہماری انجیل کی
مان لی اگر انجیل مروج تمہارے نزدیک معتبر ہے تو پھر اور انجیل کی روایتوں پر کیوں نہیں عمل کرتے
اور کیوں تثلیث کے عقیدہ کو نہیں مانتے اُسوقت پر آپ میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو کا
مصداق ہوجیئے گا یا نہ ہوجیئے گا۔ پس جو جواب تم اُنکو دوگے وہ ہی جواب ہماری طرف سے
تسلیم کرو یقال المرتبک فی الضلال اگر شیعہ کہیں کہ جناب امیر بسبب ظہور خوارق
کے حقدار امامت تھے اور مدار کار اس دعوے کا خوارق ہی پر موقوف ہے تو اکثر خوارق
جوگیوں اور راہبوں اور حکماء یونان اور اہل طلسم وغیرہ سے سرزد ہوتے ہین چاہیئے کہ وہ بھی
نعوذ باللہ اس فضیلت کے مستحق ہون یقول المتمسک بولایۃ الآل صاحب اظہار الہدے

نے بوجوہ کثیر استحقاق امامت وخلافت جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت کیا ہے ذرا
بنظر انصاف اوس رسالہ کو ملاحظہ کیجیے اور تم اس خیال میں نہ رہو کہ ہمنے تو اُسکا جواب ہی
لکھا ہے یہ تمہارا خیال محال بلکہ محض نادانی اور بازاریوں کی سی لن ترانی ہے۔ مین سچ
کہتا ہوں کہ تمسے انوار الہدیٰ کا ہرگز ہرگز جواب بن آیا نہ سوا تمہارے آیندہ اورکسیکو اُسکی
تردید کا حوصلہ مندیا یا نہ تمسے مدعی کے کسی دعوے کی تردید ہوسکی۔ نہ ہر کس و ناکس کا حوصلہ ہے
کہ اُن دھبونکو دھو سکے اگر تم اپنے رسالہ میں انوار الہدیٰ کی عبارت کو لکھتے تو تمہاری صاف قلعی
کھل جاتی اور تمام افترا پردازیاں عدالت کی میزان میں تُل جاتی۔ اور ظہور خوارق کے باب میں جو تمنے
لکھا ہے کہ اکثر خوارق جوگی اور اتیت وغیرہ سے بھی سرزد ہوتی ہیں سو یہ بات تو تمنے سب سنیون
سے بڑھکر نکالی ہے خدا جانے تم کسطرح کے سُنّی ہو کہ جناب امیر علیہ السلام سے جو معجزات اور
کرامات ظاہر ہوئے ہیں اور اونکو اکثر علمار اہلسنّت نے بھی اپنی کتب دینیہ مین تحریر کیا ہے اونکا
تم بالکل اعتبار نہین کرتے دیکھو سُنّیوں کے ملّا جامی نے شواہد النبوۃ میں بعبارت فارسی یون
لکھا ہے کہ خدائے تعالےٰ برائے وے دو بار ردّ شمس کر دیکے بعہد رسول اللہ صلعم و یکے بعہد خاص او
اب ہم تمسے کہتے ہیں کہ جوگی اور اتیت وغیرہ کی دعا سے تو بھلا ردّ شمس کیا خاک ہوگا تم اپنے کسی
بڑے ولی کامل ہی کی دعا سے ردّ شمس کرا کے ہمکو دکھلا دو تو ہم جانین گے کہ تم اپنے دعوی مین
سچے ہو ورنہ جو کچھ کہ مسلمان تمہارے حق میں کہین گے وہ تو تم جانتے ہی ہوگے اور جناب امیرؑ کی
دعا سے اکثر مُردونکا زندہ ہونا بھی کُتب فریقین سے ظاہر ہے ہم تمکو تمہارے حضرت عمر کی قسم
دیتے ہین کہ کسی اہل طلسم یا حکمار یونان ہی سے اپنے مجذوبون اور سالکون کو انکا پھونا کرا کیا
آدھ مُردے کو ہی زندہ کرا دکھلائے تو تمہاری عقب گزاری ممکن ہے ورنہ تمہارا نام بھی منکران
معجزۂ شق القمر کے ذیل مین بدفتر مقربان جناب ایزدی آج ہی سے دارد ہے اور جسطرح تمنے ازرا

قساوتِ قلبی وعداوت باطنی کے جناب امیر کے خوارقِ عادات کو جوگیون اور اتیتون سے
نسبت دی ہے اسیطرح پر مشرکین اور کفار جناب رسولخدا کو ساحر اور جادوگر تبلایا کرتے تھے اگر تم
جیسے ایک آدھ خارجی نے انکار کشف و کرامات و معجزات باہرات کا کیا تو جناب امیر علیہ السلام کا کیا
نقصان ہوا سے خاک اڑانے سے قمر گرد مین چھپتا ہے کبھی۔ تین ہیں تو ہے نہ تیرہ ہیں تو کون
ہے غبی۔ شیعون کے نزدیک اس قسم کی بیہودہ سرائیاں مثل گوزشتر یاد رہوا سمجھی جاتی ہین
اپنے خارجی بھائیون سے بڑھکر تو تم ہرگز ہرگز جناب آل طہ ویسین پر کیا طعن و تشنیع کروگے جیسے خارجیان
مسقط اور ماوراء النہر شیعون کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہین ویسے ہی آپ بھی ہاتھ
دھولیں گے اور خس کم جہان پاک کہکر صبر کرلیں گے **قال المرتبک فی الضلال**
جناب فضیلت مآب شیخ احمد صاحب بڑے ڈبل مولوی ہین جنہون نے چھکڑون کتابین اہلسنت
کی ڈھوڈالی ہین اور انسے فضیلت جناب امیر کی ثابت کی ہے اور صاحب شیعہ بیچارے کیون
نہ ایسے ابلہ فریبون کے دام کید مین گرفتار ہون کیونکہ قرآن درکنار انکو بغدادی قاعدہ بھی تو
صحیح یاد نہین ہوتا یہ گمان ہمارا نسبت جہلا کے نہین ہے بلکہ علما بھی سزاوار ایسے ہی قابلیت
کے یقیناً دیکھے گئے ہین جن میر صاحب سے پوچھو کہ آپنے قرآن بھی پڑھا ہے تو بعض صاف انکار
کرجاتے ہیں اور بعض الحمد للہ و انا انزلنا و قل ہو اللہ یاد ہونیکا اقرار کرنے لگتے ہین جب کسی سید
صاحب کی الحمد بھی سنی گئی تو مخرج حروف تہجی کے بھی ٹھیک نہیں پائے گئے ہر چند کہ شیعہ سنی
کو دیکھکر نماز مین بہت کچھ منہ بگاڑتے ہیں اور زبان کو بھی توڑتے ہیں جیسے کوئی ڈبہ میں ڈالکر
کنکر کھڑکھڑاتا ہے یا کوئی کورے گھڑے میں ٹھیکریاں بھر کر بجاتا ہے قرات ایکطرف مگر صحیح
الفاظ بھی تو ادا نہیں کرسکتے **یقول المتمسک بولایۃ الآل** یہان سے تو تمنے
باوجود ادعائے تہذیب کے کھلم کھلا مجادلہ اور مکابرہ ہی شروع کردیا۔ اور جناب مولوی شیخ

Presented by Ziaraat.Com

احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ دیوبندی وکیل چھپوری کی ہجو اور مذمت کو ذریعہ مغفرت اُخروی سمجھا سے کاریکہ کردی خان مکابر چنین کنند۔ جزاہُ اللہ۔ اور جسقدر تمنے یہ عبارت خلافِ تہذیب لکھی ہے کوئی علمار اہلسنّت سے بھی بجز تم جیسے اکھڑ مزاج کے پسند نکریگا اُس پر طرّہ یہ ہے کہ تمنے اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۸۵ میں اعلان دیا ہے کہ جواب الجواب میں تہذیب کا خیال رہے ہم تمسے پوچھتے ہیں کہ جناب مولوی صاحب کیا اسی قسم کے تحاریر و تقاریر کو مہذّب اور شائستہ کہتے ہیں جیسی آپ نے لکھی ہے۔ غالباً آپنے اپنے زعم فاسد میں اپنی ہفوات بے سروپا کے المصاف عف جواب لکھنے مین شیعونکو معذور سمجھا ہوگا ورنہ آپ اسقدر طوفان بے تمیزی نہ اٹھاتے اور نہ زمین و آسمان کے قُلّابے ملاتے۔ تحفہ جو صواقع کا سرقہ ہے اُسپر آپکو اور آپکے ہم مشربون خاصکر آپکے برگد ڈیر جنرل سرقت مآب مولوی عبد العزیز صاحب کو ازبس ناز و افتخار ہے وہ اپنے عندیہ مین بنیئیون چھکڑے کتب مذہب امامیہ کے اپنی ننہال مقام سونی پت سے لاد کر لائے تھے اور بقول مُریدان شاہ صاحب نے ایک شب میں تحفہ لکھا تھا ایک ہی شب مین تمام کتب خانہ ڈھنڈ لکر اُن سے فضیلت حضرات ثلاثہ کی ثابت کی ہے اجی حضرت فضیلت تو وہ کہانسے لاتے اُنکو میان نصر اللہ کابلی کی کتاب صواقع خوب ہاتھ لگ گئی تھی جس سے اپنے علمار سلف کے کید جمع کر کے تحفہ تالیف فرمایا اور علمار شیعہ کی قرآن خوانی کو تم بیچارے بھلا کیا حرف گیری کروگے جب تمہارے مرشد مولوی عبد العزیز صاحب و مولوی حیدر علی صاحب تک اسمعاملہ میں تمام عمر سرگرم رہے اور عرق ریزی کیا کئے اسپر بھی ہمیشہ شیعونسے زک اٹھا کر ہمیشہ خفت کے گھاٹ اوترتے رہے اور مولوی شیخ احمد صاحب دیوبندی کا قرآن پڑھنا اور بغدادی قاعدہ کا صحیح جاننا یا نہ جاننا تو تمکو بہت ہی آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے ذرا شہر جے پور تک تشریف لے چلئے اور اونسے ملاقات کیجئے پھر ہم دیکھینگے کہ تم کتنے پانی مین ہو اور اگر تم اسیطرح سے اپنے گھر پر پڑے ہوئے بڑایا کروگے تو تمہاری اس بڑانے کو کون سنتا ہے

تم تو بیفائدہ جھوٹ بولکر مفت اپنی عاقبت کا نقصان کرتے ہو اور سورہ الحمد اور انا انزلنا
اور قل ہو اللہ تو ہر ایک مُصلّی خواندہ وجاہل کو بخیال انجام بخیر ہونیکے بطور صحیح حفظ یاد کرنی ہی پڑتی
ہیں اور اکثروں کو صحیح یاد ہوتی ہی ہیں ہاں بخلاف شیعوں کے اکثر سُنّیوں کو تو یہ سورتیں
بھی صحیح یاد نہیں ہوتیں چنانچہ بارہا سورۂ الحمد مین غیر المغضوب کی جگہہ غیر المغدوب اور
ولا الضالین کی جگہہ ولا الدالین ہم پڑھتے ہوئے سُنتے ہیں حالانکہ سنیوں کی تفسیر اکسیر اعظم مین
صاف لکھا ہے کہ ضواد کی جگہہ دواد پڑھنا محض غلط ہے تاوقتیکہ علم قرارت سے بخوبی واقفیت
نہو اور اگر شیعونسے حفظ قرآن مجید کا تمام وکمال سُننا تمکو مدنظر ہے تو امروہہ میں جاکر شیعی حافظوں
قرآن مجید کو بخوبی سُن لیجیے اور اگر حفظ اور قرأت دونو چاہو تو قصبہ جارچہ ضلع بلند شہر میں مولانا
ومقتدانا حافظ قاری السید جعفر علی صاحب قبلہ کے پاس سیدھے چلے جائیے اور اُنسے بخوبی سُن لیجیے
اور ایسا تو کچھ عرصہ بھی نہیں گزرا تھوڑے دنونکا ذکر ہے کہ ایک مرتبہ متھرا مین جناب مولوی امجد علی
خانصاحب تحصیلدار کے مکان پر دو امروہی حافظون نے سینکڑون شیعہ اور سنیوں کی روبرو تمام
وکمال قرآن شریف کو اعلیٰ درجہ کی صحت کے ساتھ حفظ پڑھکر سُنا دیا اور بعد سُنا دینے قرآن مجید
کے اُن دونون حافظون نے یہ بھی کہدیا کہ جن لوگوں کو ہمارے شیعہ ہونے مین شک ہو وہ ہمسے
ہمارے عقائد بھی دریافت کرلیں چنانچہ اُسوقت بعض بعض منصف مزاج سُنّی جو وہان موجود
تھے آجتک اسکے قائل ہین البتہ شیعوں مین جو حفّاظ کم نظر آتے ہین اور سنّیونمین کچّے پکّے بکثرت پائے
جاتے ہین اسکا یہ سبب ہے کہ اوّل تو سُنیّون کی شیعون سے تعداد زیادہ ہے اور شیعہ چونکہ کم ہین
تو اُن کے حافظ بھی تھوڑے ہین علاوہ اسکے شیعون مین قرآن مجید کے معنی اور تفسیر کے پڑھنے
کا زیادہ ثواب ہے لہذا وہ ناظرہ پڑھنے کو زیادہ موجب حسنات جانتے ہین اور سنیوں میں اسکا
بہت کم شوق ہے سوا اِن باتون کو خطا معاف تم بیچارے کیا جانو مان نہ مان میں تیرا مہمان زبردستی

مولوی صاحب کہلانے لگے شاید شکوہ آباد مین کسی صاحب کے لڑکونکو کریما خالق باری پڑھاتے ہوگے جب اُس میں پوری پیٹتے نہ دیکھے تو سُنّیوں میں اپنا رسوخ بڑھانے کے واسطے رسالہ اظہار الہدے مبنی بجفارت عترتِ مصطفےٰ و متضمّن توہین شیعیانِ علی مرتضےٰ لکھنے پر آمادہ ہوگئے شاید کسی اہل مطابع سُنّی المذہب نے بھرہ پر چڑھاکر یہ سبق دیا ہوگا کہ اہلبیتؑ اور طرفدارانِ اہلبیتؑ کی ہجو اور مذمت مین چند صفحے سیاہ کرکے چھپوا لیجیئے معاویہ شاہی مالدار جنکو علی مرتضےٰ سے عناد دلی ہے خوب قدر و منزلت سے نعمتِ غیر مترقبہ سمجھکر خرید کرین گے۔ دولتِ دُنیا سے مالامال ہوجیے ابوہریرہ کیطرح معاویہ شاہی دسترخوان کے خوب مزے اوڑائیے سو دُنیا تو عیش سے گزر جائے کِسنے دیکھا ہے عاقبت کیا ہے۔ خانصاحب اگر آپ کی یہ نیّت ہے تو یاد رکھئی کہ آپ کی اُمیّد کا کوئی شجر حسبِ مراد بار ور نہوگا اگر تحقیق پر آپ کی نظر ہوتی تو خرافات سے کتاب کو پُر نفرماتے اور یہ جو تم لکھتے ہو کہ شیعہ سُنّی کو دیکھکر نماز مین بہت کچھ مُنہ بگاڑتے ہیں اور زبان کو بھی توڑتے ہین جیسے کوئی ڈبہ مین ڈالکر کنکر کھڑکھڑاتا ہے یا کوئی کورے گھڑے میں ٹھیکریان بھر کر بجاتا ہے سو میاں خانصاحب تمنے کونسی جگہہ پر شیعان علی کو اسطرح پر بجاتے دیکھا ہے شیعونکی تو خوش گلوی کا شہرہ تمام زمانہ میں ہو رہا ہے اور شیعہ سُنّی کو دیکھکر اپنا کیوں مُنہ بگاڑین گے شیعونکا سا پڑھنا تو سُنّیوں کو نصیب بھی نہین ہوتا سُنّی تو جب نماز پڑھتے مین ضواد کی جگہہ دواد نکالتے ہین تو اُن کے چہرہ کی کوئی رنگت دیکھے کہ حربا کی رنگت اُن کے سامنے کیا چیز ہے اور آواز پر بھی ذرا کوئی غور کرے کہ جیسے لڑکے مکھی کھاکر قی کر دیتے ہین اور قرأت سے شیعونکی قرآن مجید پڑھنے کو جو تم زبان کا توڑنا سمجھے ہو تو یہ قصور خاصکر تمہاری ہی سمجھ کا نہین ہے بلکہ یہ تمہاری حضرت عمر کی سمجھ کا فتور ہے جنکو سالہا سال مین بڑی دقّت سے ایکدو سورتین قرآن مجید کی یاد ہوگئین تھین اور وہ بھی قرأت سے عمدہ پڑھنے کو بہت کم پسند کرتے تھے چنانچہ راویِ اہلسنّت کی

روایت سے معلوم ہوا کہ قریب زمانہ رحلت جناب خاتم الانبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بلا اجازت
اونحضرت کے حضرت عائشہ اور حفصہ کی کارسازی سے ایک مرتبہ حضرت عمر کو پیشنمازی کرنیکا
بھی اتفاق ہوا تھا سو جبکہ اونکی ایسی کریہ آواز جیسے ریل کا انجن پانی چھوڑتا ہے اُن کے دہن
مبارک سے نکلی فوراً جناب رسالت مآب صلواۃ اللہ علیہ وسلم نے خواب سے چونک کر یہ فرمایا کہ یہ آواز
سخت کس شخص کی ہے حاضرین نے عرض کیا کہ یہ آواز حضرت عمر کی نماز پڑھانیکی ہے پس
حضرت نے فرمایا کہ عمر کیواسطے نماز پڑھانے کی اجازت کس نے دی جو اُس نے نماز پڑھائی دوسرے
روز حضرت عائشہ اور حفصہ نے یہ صلاح کی کہ حضرت عمر کی آواز تو نہایت ہی کریہ ہے کہ حضرت
رسالت مآب کو خواب سے بیدار کرتی ہے چاہیئے کہ حضرت ابوبکر کی نماز پڑھانے کا ڈھنگ جمادین
سو حضرت رسالت مآب کو جب حضرت ابوبکر کی بھی نماز پڑھانیکا حال معلوم ہو گیا تو حضرت نے
عائشہ اور حفصہ سے اسطرح فرمایا کہ تم دونوں ایسی فریبی عورتین ہو کہ مجکو اسحالت مین بھی
فریب دیتی ہو پس اب جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلعم کیونکر نہ ایسے لوگون کی پیشنمازی سے ناخوش
ہوتے کہ جنکا علم قرآن سے بے بہرہ ہونا اظہر من الشمس ہے دیکھو صحیحین حمیدی کو کہ اوس مین
صاف لکھا ہے کہ حضرت عمر ابا اوفی سے دریافت کرتے تھے کہ جناب سعد لحدا نماز عیدین مین
کونسی سورہ پڑھا کرتے تھے وہ سورہ تو مجھے سکھلا دے اور صحیح بخاری اور تاریخ عجائب القصص
مین اسطرح لکھا ہے کہ حضرت عمر کو آیہ اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُم مَّیِّتُوْنَ کے نزول کی ہے جبر نہ تھی اور اونکو اس
آیت سے حضرت ابوبکر نے آگاہ کیا تھا اور تفسیر درمنثور مین مذکور ہے کہ حضرت عمر نے بارہ برس
مین ایک سورہ بقر سیکھی تھی اور اوسکی شکریہ میں ایک اونٹ قربانی کیا تھا اور تفسیر کشاف مین
لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر لفظ کلالہ کے معنی نہ جانتے تھے کہ کلالہ کسکو کہتے ہین اور جلال الدین
سیوطی نے تفسیر اتقان مین لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر کو ابّا کے معنی معلوم نہ تھے اور کتاب استیعاب

Presented by Ziaraat.Com

مین تحریر ہے کہ میراث دادی اور نانی مین حضرت ابوبکر نے غلطی کی اور عبدالرحمٰن نے اُن کو متنبہ کیا اور کنز العمال کی کتاب الفرائض مین یون لکھا ہے کہ خالہ اور پھپی کی میراث بھی حضرت ابوبکر پر مشتبہ تھی اور حد لواطہ سے بھی حضرت ابوبکر کو مطلقاً اطلاع نہ تھی اب فرمائیے جبکہ تمہاری پیشوایان دین کے اجتہاد اور قرآن دانی کی یہ کیفیت تھی جیسا کہ ہمنے تمہارے کتب سے ثابت کیا تو پھر تمہاری فضیلت اِن باتون مین شیعون پر کسطرح سے ہو سکتی ہے شیعون مین تو ہر ایک علم اور فن کے کامل لوگ ہوئے ہین اور اب بھی زمانہ کاملین سے بفضل الٰہی خالی نہین ہے اگر حفاظ پر نظر کرو تو تمام و کمال قرآن شریف کے بہت صحت سے پڑھنے والے اکثر بدایون اور امروہہ کے باشندے ہین جیسے حافظ محمد اسمٰعیل صاحب ۔ و شبیر حسین صاحب و غلام موسےٰ صاحب و محمد اسرائیل صاحب ۔ مولوی مسعود عالم صاحب ۔ غلام احمد صاحب رحیم الدین حسین صاحب ۔ اور شہر لکھنؤ کے عمدہ حافظون مین حافظ سید انور علی صاحب اور جارچہ مین جناب حافظ قاری جعفر علی صاحب اور فیض آباد مین مرزا محمد تقی صاحب اور حسین گنج مین سید مہدی حسین صاحب اور ٹانڈہ مین محمد سجان صاحب اور سہارنپور مین مرزا حیدر بیگ صاحب اور نانوتہ مین حافظ ولی محمد صاحب اور میرٹھ مین حافظ عابد علی صاحب اور منگلور مین حافظ محمد حسین صاحب اور مفتی گنج مین حافظ خیرات علی صاحب اور قصبہ مہمین مین حافظ فیض اللہ صاحب اور فیض آباد مین حافظ محمد جان صاحب اور شاہ گنج محلہ آگرہ مین حافظ سید حسین صاحب اور دہلی مین جناب مولوی حافظ سید جعفر حسین صاحب جنہون نے لاہور کالج مین باوجود نابینا ہونے کے مولوی فاضل کا امتحان دیکر اعلےٰ درجہ کا سارٹیفکٹ حاصل کیا ہے موجود ہین ۔ پس اتنے حافظون کے نام

توہمکو بخوبی معلوم ہین علاوہ اِن کے اور بھی شیعون مین بہت سے حافظ ہوئے ہین کہ جنکے نام ونشان سے ہم بخوبی واقف نہین اسوجہ سے ہمنے اُن کے اسیقدر نامونکے ذکر کرنے پر اکتفا کی۔ فقط۔

تتمہ

ازانجا کہ مولوی جہانگیر خان مصنف اظہار الہدیٰ وبدر الدجیٰ نے جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب صلواۃ اللہ علیہ وسلامہ کے ظہور خوارق کو اتیتون اور جوگیون وغیرہ سے منسوب کیا تھا چنانچہ کتاب مذکور کے صفحہ ۳۱۰ مین ذکر ہے اسپر ہمنے علماء سنیہ دہلی سے استفتا کیا تو معلوم ہوا کہ مولوی ہونا تو درکنار خانصاحب دائرۂ اسلام سے بھی خارج ہین وَ ھُوَ ھٰذا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ مین کہ ایک شخص علی مرتضیٰ کی نسبت لکھتا ہے کہ اگر سبب ظہور خوارق کی حضرات امامت تھے اور مدار کار اِس دعویٰ کا خوارق ہی پر موقوف ہے تو اکثر خوارق جوگیون اور اتیتون اور حکمائے یونان واہل طلسم وغیرہ سے سرزد ہوتے ہین فقط دریافت وتنقیح طلب یہ امر ہے کہ علی مرتضیٰ کے کشف وکرامات وخوارق عادات کو جوگیون اور اتیتون اور حکمائے یونان اور اہل طلسم وغیرہ سے منسوب کرنے اور اِس قسم کا عقیدہ رکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے یا نہین کیونکہ آیہ مباہلہ اور سورۂ دہر سے جو فضیلت علی مرتضیٰ کی ثابت ہے اِس سے جوگیون اور اتیتون کو کیا نسبت ہے اور اگر حضرت علیؑ کی کشف وکرامات کو اِس درجہ کا حقیر اور منسوب بہ فرق مذکورہ کیا جائیگا تو آگے چلکر انبیا کے معجزات بھی انمیں ابین درجہ کی وقعت سے زیادہ خیال نہین کئے جاسکتے۔

بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا

الجواب

صورت مسئولہ مین جو شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کشف وکرامات کو بعینہ اتیتون یعنی جوگیون کے شعبدے واستدراجات قرار دیتا ہے حقیقت مین وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اُسکو چاہیئے کہ کرامات اور استدراج مین فرق معلوم کرے۔ واضح ہو کہ جو شخص مؤمن عارف باللہ مواظب علی الطاعات ومجتنب عن المعاصی ہو اگر اُس سے کوئی امر بطور خرق عادت ظہور مین آوے اُسکو کرامت کہتے ہین جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بیت المقدس مین

مختلف طعام کا جنت سے آنا کما قال اللہ تعالیٰ کُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ اور اسی طرح سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دو گردے اور قدرے گوشت بخدمت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بطور ہدیہ ارسال کیا آپ نے قبول فرماکر اسکو پھر اپنی صاحبزادی کو دیدیا آپ نے جو اسکو کھولا تو سارا طباق گوشت و روٹی سے بھرا پایا حضرت نے فرمایا یَا فَاطِمَةُ أَنَّى لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت علی اور امام حسن اور امام حسین اور جمیع اہلبیت نے شکم سیر ہو کر نوش کیا وَبَقِيَ الطَّعَامُ اور کھانا باقی رہا پھر ہمسایہ مین تقسیم کردیا روایت کیا اس کو ابو یعلی نے اپنی مسند مین جابرؓ سے۔ اور جو شخص کہ مقرون بالایمان و عمل صالح نہو اس سے جو امر بطور خرق عادت ظاہر ہو اسکو ہرگز کرامت نہین کہتے ہین بلکہ وہ استدراج ہے جیسے ابلیس کا انسان کی شرائین مین مثل خون کے پھرنا اور مشرق سے مغرب تک ایک دم مین زمین کو طے کرنا کما ورد فی الحدیث پس جو فضیلتین اور کرامات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ظہور مین آئین ہین انکا ثبوت تواتر سے ہے انکو جوگیون کے استدراجات سے نسبت کرنا جو مخصوص کفارون کے ساتھ ہین اسمین نہایت ایمان کی خرابی اور ضرر ہے پس ایسے شخص کو چاہیے کہ اپنے اس عقیدہ بد سے توبہ کرے واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ حبیب احمد امام مسجد فتحپوری دہلی

صورۃ مسئولہ مین اگر شخص مذکور باوجود علم کے کرامت و استدراج مین فرق نہین کرتا اور ایسے عقیدہ رکھتا ہے جیسا کہ خیری رکھتے ہین تو بیشک کافر ہے چاہیے کہ توبہ کرے معاذ اللہ من ہذہ العقیدۃ۔

واقعی جو شخص درباب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یہ خیال رکھے جو مندرجہ سوال ہے وہ خارجی ہے معاذ اللہ من ہذہ العقیدۃ اہل اسلام کو ایسے شخص سے احتراز چاہیے اور سلام علیک ترک کرے جبتک توبہ نکرے فقط حررہ محمد کرامت اللہ عفی عنہ۔